فرقہ واریت کی اصل وجہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

1 فرقہ واریت کی اصل وجہ ہے قرآن کے ساتھ ظُلم کرنا..................... ص - 3.

2 اسلام میں فرقہ واریت کی بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ہے تقلید.ص-12.

3 فرقہ واریت کی ایک اور سب سے بڑی وجہ بزرگ پرستی ہیں جو تقلید سے بھی بدترین ہے..ص -15.

4 فرقہ واریت کی اور ایک اصل وجہ مال و دولت ....ص -22.

5 فرقہ واریت کی اصل وجہ علماء سوء کا دھوکا قرآن اور صحیح حدیث کو لیکر..ص-24.

6 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ مولا علی عَلَيْهِ السَّلَام سے دُشمنی اور محبت میں غلو کرنا..ص-27.

7 فرقہ واریت کی ایک اصل وجہ ہے ایمان ابی طلب......................ص-55.

8 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ..ص-59.

9 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ (باغِ) فَـــــــدَك کا مسئلہ............ص-62.

10 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نماز کو لیکر......................ص-70.

11 فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نکاح اور طلاق کو لیکر...........ص-101.

12 فرقہ واریت کی آخری اور سب سے بڑی اصل وجہ شرک اور بدعت....ص-142.

أَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

فرقہ واریت کی اصل وجہ

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

اللہ تعالٰی نے قرآن کریم میں سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا :

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اپنے دین کو، اور وہ مختلف (فرقے اور) گروہ بن گئے آپس میں، آپ کا ان سے (اے پیغمبر !) کوئی واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالے ہے، پھر قیامت کے دن وہ ان کو خبر کر دے گا ان کے ان تمام کاموں کی جو یہ کرتے رہے تھے

(القرآن – سورۃ 6 الأنعام ایت نمبر 159)

اللہ تعالیٰ کو فرقہ واریت نہیں پسند اور اِس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صاف صاف فرمایا **" جن لوگوں نے دین اسلام میں فرقہ واریت کی اُن کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی بھی واسطہ نہیں۔**

اللہ ﷻ کا ارشاد ہے : **وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪**

(ترجمہ) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو

(سورۃ 3 آل عمران آیت نمبر 103)

اللہ ﷻ نے اس آیت میں سب لوگوں کو ایک ہو کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا اور فرقوں میں بٹنے سے منع فرمایا اور اِس آیات میں اللہ کی رسّی سے مُراد قرآن ہے **صحیح مسلم 6228.** میں ہے **:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا، لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، هُوَ حَبْلُ اللهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى، وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَفِيهِ فَقُلْنَا: مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ: لَا، وَايْمُ اللهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ، وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ**

ترجمہ : سعید بن مسروق نے یزید بن حیان سے ، انھوں نے زید بن ارقمؓ سے روایت کی ، کہا : ہم ان (زید بن ارقمؓ) کے پاس آئے اور اُن سے عرض کی : آپ نے بہت خیر دیکھی ہے ۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ۔ آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں ، اور پھر ابو حیان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی ، مگرانھوں نے (اس طرح) کہا : (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :) دیکھو ، میں تمھارے درمیان دو عظیم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ۔ **ایک اللہ کی کتاب ہے وہ اللہ کی رسی ہے جس نے (اسے تھام کر) اس کا اتباع کیا وہ سیدھی راہ پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر ہوگا ۔** اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے ان سے پوچھا : آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ آپ ﷺ کی ازواج؟انھوں نے کہا : نہیں ، اللہ کی قسم!عورت اپنے مرد کے ساتھ زمانے کا بڑا حصہ رہتی ہے ، پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف واپس چلی جاتی ہے ۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کے اہل بیت وہ ہیں جو آپ کے خاندان سے ہیں ، آپ کے وہ ددھیال رشتہ دار جن پر صدقہ حرام ہے ۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اللہ کی رسّی ہے اور جو اِس کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گا وہ سیدھی راہ میں قائم رہے گا اور جو کوئی اِس کو چھوڑ دیں گا وہ گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا ۔

مستدرک الحاکم , کتاب العلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشد فرمایا : **إنِّي قَدْ تركتُ فيكم شيئينِ لن تضلوا بعدَهما كتابَ اللهِ وسنتي ولن يفترقا حتى يردا علي الحوض**

ترجمہ : میں تم پر دو چیزے چھوڑ کر جارہا ہوں جو کوئی اِس کو مضبوطی سے تھامے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہو گا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر آجائے (یعنی قیامت تک) وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنت ۔

المستدرك الحاكم : كتاب العلم : 319

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتاب الہٰی اور نبی اکرم ﷺ کے بتائیں ہوئے طریقے یعنی سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کبھی گمراہ نہیں ہوگئے اور جو اِس کو چھوڑ دیں گے وہ کبھی بھی سیدھی راہ یعنی راہ ہدایت کبھی نہیں پائے گئے ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں وہ بات بیان فرمائی جو عنقریب ہونے والی ہے :**وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝**

ترجمہ: اور رسول ﷺ نے کہا (یا رسول ﷺ کہے گے) : اے میرے پروردگار ! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز بنا دیا

القرآن – سورة 25 الفرقان آیت نمبر 30

اِس سے معلوم ہوا کہ **فرقہ واریت کی اصل وجہ** ہے
قرآن کے ساتھ ظُلم کرنا قرآن کو نظرانداز کردینا ہم نے یہ سمجھا کہ اسلام کی تبلیغ کا کام صرف اور صرف مولویوں کا ہی کام ہے اور ہم نے یہ سمجھا کہ یہ کام ہم پر فرض نہیں ہے جبکہ قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا : كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ : تم لوگ (اے مسلمانو !) سب سے بہتر امت ہو، جسے میدان میں لایا گیا ہے، لوگوں کے بھلے کے لئے، تمہارا کام ہے نیکی کی تعلیم دینا، اور برائی سے روکنا، اور تم (بمقابلہ دوسروں کے ٹھیک طور پر صحیح معنوں میں) ایمان رکھتے ہو اللہ (وحدہ لاشریک) پر، اور اگر اہل کتاب بھی (اسی طرح ٹھیک طریقے سے ایمان لے آتے تو یہ خود انہی کے لئے بہتر ہوتا ان میں سے کچھ تو ایماندار ہیں مگر ان کی اکثریت بدکاروں (اور بےایمانوں) ہی کی ہے (القرآن – سورۃ 3 آل عمران آیت نمبر 110)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیں خیر اُمت اِس وجہ سے کہا گیا ہیں کہ ہم لوگوں کو بھلائی کا حُکم کرتےہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں اگر ہم یہ کام نہ کریں تو ہم اِس کے مستحق نہیں اور صحیح بُخاری میں حدیث ہے کہ پیغمبرﷺ نے ارشاد فرمایا : بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ:نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ! اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کر سکتے ہو، ان میں کوئی حرج نہیں اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔". (صحیح بُخاری 3461)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ دین کا کام کرے یعنی دین کی تبلیغ کرے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ مدرسوں سے فارغ ہونے کے بعد ہی آپ دین کا کام کرے ہاں یہ ضروری ہے کہ آپ قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کرے اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا ہیں اور صحابہؓ نے کس طرح رسولﷺ کی سنت پر عمل کیا صحیح مسلم میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ہر نبیوں اور رسولوں کی اُمتوں میں بگاڑ پیدا ہوا تھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس اُمت یعنی اُمت محمدیﷺ میں بگاڑ کس طرح پھیلا اور لوگ فرقوں میں کس طرح بٹ گے صحیح مسلم کی حدیث : حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمِسْوَرِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ

فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍقَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَحَدَّثْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ، فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ صَالِحٌ: وَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذَلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ،

ترجمہ : صالح بن کیسان نے حارث (بن فضیل) سے ، انہوں نے جعفر بن عبد اللہ بن حکم سے ، انہوں نے عبد الرحمٰن بن مسور سے ، انہوں نے (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) ابو رافع سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :" اللہ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں جتنے بھی نبی بھیجے ، ان کی امت میں سے ان کے کچھ حواری اور ساتھی ہوتے تھے جوان کی سنت پر چلتے اور ان کے حکم کی اتباع کرتے تھے ، پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے بعد نالائق لوگ ان کے جانشین بن جاتے تھے ۔ وہ (زبان سے) ایسی باتیں کہتے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے کا م کرتے تھے جن کا ان کو حکم نہ دیا گیا تھا ، چنانچہ جس نے ان (جیسے لوگوں) کے خلاف اپنے دست و بازو سے جہاد کیا ، وہ مومن ہے اور جس نے ان کے خلاف اپنی زبان سے جہاد کیا ، وہ مومن ہے اور جس نے اپنے دل سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے (لیکن) اس سے پیچھے رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ۔ "

ابو رافع نے کہا : میں نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمرؓ کو سنائی تو وہ اس کو نہ مانے ۔ اتفاق سے عبد اللہ بن مسعودؓ بھی (مدینہ) آ گئے اور وادی قناۃ (مدینہ کی وادی ہے) میں ٹھہرے ۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے مجھے بھی ان کی عیادت کے لیے اپنے ساتھ چلنے کو کہا ۔ میں ان کے ساتھ چلا گیا ہم جب جاکر بیٹھ گئے تو میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث اسی طرح سنائی جس طرح میں عبداللہ بن عمرؓ کوسنائی تھی ۔ صالح بن کیسان نے کہا : یہ حدیث ابو رافع سے (براہ راست بھی) اسی طرح روایت کی گئی ہے ۔

(صحیح مسلم 179

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کی دعوت پر لبیک کہنے والے یعنی اُن کے صحابہ اور حواری کے جانے کے بعد کُچھ ایسے لوگ اُن کی اُمتوں میں آئے جو کہتے وہ تھے جس پر خود عمل نہیں کرتے تھے ہوبہو آج کے لوگوں کی طرح ہم اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کے دعوے کرتے ہے اور ہر فرقہ یہ کہتا ہے کہ ہم قرآن اور سنت پر عمل کرتے ہیں لیکِن وہ ایسا نہیں کرتے ، ہاں لیکن ہر فرقے نے کُچھ قرآن اور حدیث کی بات تسلیم کی جو اُن کے فرقے سے ملتی ہے اور اُن باتوں کو چھوڑ دیا جو اُن کے فِرقے کے خلاف جاتی ہے بلکل اُس طرح جیسے پچھلی اُمتوں نے کیا، قرآن میں اللہ ﷻ نے ارشاد فمایا : اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ

ترجمہ : کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو --. (سورة نمبر 2 البقرة آیت نمبر 85)

یعنی اپنی مطلب کی چیز کو پکڑنا اور جو چیز ناپسند ہو اُس سے انکار کرنا اور آگے اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس چیز کا انہیں حکم نہیں ہوا وہ اس پر عمل کرتے تھے یعنی بدعات وخرافات جس طرح آج کے لوگ کرتے ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ کی ہر بات سچ ہے آج سے تقریباً ۱۴۵۰ سال قبل نبی اکرمﷺ نے فرمایا تھا : لَتَتَّبِعُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بَاعًا بِبَاعٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، وَشِبْرًا بِشِبْرٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ فِيهِ ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْيَهُودُ، وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: فَمَنْ إِذًا .

ترجمہ : تم پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلو گے اگر وہ ہاتھ پھیلانے کے مقدار چلے ہوں گے ، تو تم بھی وہی مقدار چلو گے، اور اگر وہ ایک ہاتھ چلے ہوں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے، اور اگر وہ ایک بالشت چلے ہوں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے ، لوگوں

نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا وہ یہود اور نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب اور کون ہو سکتے ہیں

(ابن ماجہ حدیث نمبر 3994, صحیح بُخاری 7319مسند احمد•••)

بلکل یہی کُچھ آج کے لوگ کر رہے ہیں جو ہم سے پہلی اُمتوں نے کیا تھا ۔

یہود اور نصاریٰ کے قصوروں میں سب سے بڑا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے عالموں اور بابوں کی باتیں بغیر کسی دلیل کے مان لیا کرتے تھے جیسے آج کے لوگ کیا کرتے ہے سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 31. میں اللہ تعالٰی نے فرمایا : اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَہُمۡ وَ رُہۡبَانَہُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ

ترجمہ : ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے ۔

اِس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث : عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَا عَدِيُّ، اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَثَنَ، وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٌ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ سورة التوبة آية 31، قَالَ: أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ

ترجمہ : حضرت عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍؓ فرماتےہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی، آپ نے فرمایا: ”عدی! اس بت کو نکال کر پھینک دو، میں نے آپ کو سورۃ براۃ کی آیت: «اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله» ”انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو معبود بنا لیا ہے“ (التوبہ: 31) ، پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: ”وہ لوگ ان کی عبادت نہ کرتے تھے، لیکن جب وہ لوگ کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تھے تو وہ لوگ اسے حلال جان

لیتے تھے، اور جب وہ لوگ ان کے لیے کسی چیز کو حرام ٹھہرا دیتے تو وہ لوگ اسے حرام جان لیتے تھے“

ترمذی 3095, صحیح

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب اپنے عالموں اور بابوں کی تقلید کرتے تھے یعنی بغیر کسی دلیل کے وہ اُن کے حرام کردہ چیز کو حرام مان لیتے تھے اور بغیر دلیل کے حلال کردہ چیز کو حلال ۔

جو اُن کے علماء حضرت ارشاد فرمایا کرتے وہی اُن لوگوں کا دین ہوتا اور اللہ ﷻ نے اِس وجہ سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ : اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَہُمۡ وَ رُہۡبَانَہُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ

ترجمہ : ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے ۔

یعنی اللہ تعالٰی نے اِس چیز کو شرک کہا کہ وہ اپنے علموں اور بابوں کو شریعت کا بانی سمجھ تے تھے اور اُن کی کہی ہووی بات کو دین مان لیا کرتے تھے ٹھیک آج کے لوگوں کی طرح جو پیر صاحب نے کہا وہی دین جو چار اماموں نے فرمایا وہی دین وہی شریعت جو اُن کے فرقوں کے علموں نے فرمایا وہ اُن کے لیے پتھر کی لکیر وہ اُن کی باتوں کو اِس طرح مضبوطی سے تھامے رکھتے ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کو تھامنے کا حکم کیا تھا ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اسلام میں فرقہ واریت کی بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ہے تقلید

تقلید کا لغوی معنی خود مقلدین کی کتاب سے "القاموس الوحید " اِس کتاب کے صفحہ نمبر 1346. میں تقلید کی لغوی تعریف : قلّد۔فلاناً: (1) تقلید کرنا،بنادلیل پیروی کرنا،آکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا (2) کسی کی نقل اُترنا جیسے :" قَلَّدَ القِرْدُ الانْسَانَ " اِس کا ترجمہ ان لوگوں نے نہیں کیا اِس کا ترجمہ یہ ہے : جیسے بندر نے انسان کی نقل کی۔

اور اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ : (3)التقلید:بے سوچے سمجھے یا بنادلیل پیروی،نقل،سپردگی (القاموس الوحید:1346)

بے سوچے سمجھے یا بنادلیل پیروی کرنا جب کہ قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا : وَ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡئُوۡلًا ﴿۳۶﴾

ترجمہ : اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

(القرآن – سورة الإسراء آيات نمبر 36)

قرآن مجید میں اللہﷻ نے تقلید سے روکا ہے اور رب العالمین جِس چیز سے روکے اور وعید سونائے وہی تو حرام ہے ۔

حضرت سلمان الفارسيؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہیں :
وقال سلمان الفارسيؓ: كيف أنتم عند ثلاث: زلة عالم، وجدال منافق بالقرآن، ودنيا تقطع أعناقكم، فأما زلة العالم، فإن اهتدى؛ فلا تقلدوه دينكم، تقولون نصنع مثل ما يصنع فلان، وننتهي عما ينتهي عنه فلان، وأن أخطأ؛ فلا تقطعوا إياسكم منه، فتعينوا عليه الشيطان

ترجمہ : حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا : جب تین باتیں (رونما) ہوگی تو تمہارا کیا حال ہوگا ؟ (1) عالم کی غلطی ،اور(2) منافق کا قرآن لیکر جھگڑا (اور منظرہ) کرنا ، اور(3) دنیا جب تمہاری گردنیں توڑےگی(اور فرمایا کہ) (•) تو جو عالم کی غلطی کا مسئلہ ہے (تو سنو) اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو بھی دین میں اُس کی تقلید مت کرو تم لوگ کہتے ہو ہم (عمل) کرتے ہیں جیسے فلاں(شخص) نے (عمل) کیا اور ہم روک جاتے ہے جب وہ فلاں (شخص) روک جاتا ہے (تو ایسا نہ کیا کرو) ،. ہا اگر وہ غلطی کرے تو اِس سے اپنا تعلق مت توڑو ، اور اِس کی مدد کرو شیطان کے خلاف .

جامع بيان العلم حديث نمبر 1873.

اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت : عن معاذَ أنه قالَ كيف تصنعون بثلاثٍ دنيا تقطعُ أعناقَكم ، وزلةِ عالمٍ ، وجدالِ منافقٍ بالقرآنِ ؛ فأما العالمُ فإن اهتدى فلا تقلدُوه دينَكم وإن افتتنَ فلا تقطعوا منه إياسَكم فإن المؤمنَ يفتتنُ ثم يتوبُ ، وأما القرآنُ فإن له منارًا كمنارِ الطريقِ لا يخفى على أحدٍ فما علمْتُم منه فلا تسألوا عنه أحدًا ، وما لم تعلموا فكِلوه إلى عالمِه ، وأما الدنيا فمَن جعلَ اللهُ غناه في قلبِه فقد أفلحَ ومن لا فليست بنافعتِه دنياه

ترجمہ : حضرت معاذ بن جبلؓ فرمایا : تمہارا کیا بنےگا جب تین باتیں (رونما) ہوگی • دنیا تمہاری گردنیں ٹوڑےگی ، اور عالم کی غلطی ،اور منافق کا قرآن لیکر جھگڑا کرنا ؛ تو جو عالم (کی غلطی کی بات ہے تو وہ سنو) اگر وہ ہدایت پر بھی ہو تو بھی تم اپنے دین میں اُس کی تقلید مت کرنا اور اگر وہ فتنے میں پڑ جائے تو اُس سے نا امید نہ ہوجاؤ۔ کیونکہ مومن فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر (آخر میں) توبہ کرتا ہے ،جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو اِس کی مثال ایک روشن مینار کے مانند ہے ایک ایسا

مینار جِس کی روشنی سے کُچھ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے ، تو جو تم جانتے ہو اِس(قرآن) سے تو اِس کے بارے میں مت پوچوں کسی سے ، اور جو تم نہیں جانتے تو اُس سے کہو جو اِس کو جانتا ہو ، اور جو دنیا کے بارے میں بات تھی وہ سنو ، اللہ نے جس کے دل کو (دنیا کی محبت سے) نا امید کردیا تو وہ کامیاب ہوگیا اور جو (دنیا سے) نا اُمیدی نہ ہوا تو دنیا اُسے فائدہ نہیں دےگی ۔

صحیح ((جامع بیان العلم حدیث نمبر 1872 | حسن موقف) (کتاب الزہد ج-1 ص-299،ح71 سندہ حسن))

یہ حدیث صحابہؓ نے نبی ﷺ سے موقوفً روایت کی ہے اِس حدیث میں مستقبل کی خبریں ہے یعنی غیبی خبریں جو صرف اور صرف نبی ﷺ کے ہی بتانے پر معلوم ہوسکتی ہے تو اِس حدیث سے یہ بات اور کھول کر سامنے آگئی کہ تقلید دین اسلام میں حرام ہے ۔

الحمداللہ تقلید کے متعلق ہم نے قرآن اور صحیح حدیث سے کُچھ حوالے پیش کیے جس سے ہمیں معلوم ہوا کہ تقلید ایک لعنت ہے جو مسلمانوں نے اپنے اوپر خود مسلط کی ہے اللہ تعالٰی ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اِس فتنے سے محفوظ فرمائے آمین یا رب العالمین ۔

فرقہ واریت کی ایک اور سب سے بڑی وجہ بزرگ پرستی ہیں جو تقلید سے بھی بدترین ہے ۔

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں بزرگ پرستی کے حوالے سے فرمایا : وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ : جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تم لوگ ان تعلیمات (مقدسہ) کی طرف جن کو نازل فرمایا ہے اللہ نے، اور (آؤ تم) اس کے رسول کی طرف، تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمیں کافی ہے (وہی کچھ) جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو، تو کیا (یہ لوگ اپنے باپ دادا کے طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے) اگرچہ وہ نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ کی کوئی خبر ہو ؟

القرآن – سورۃ المائدۃ | آیت 104.

یہ تھا اُن کافروں کا طریقہ جب اُن لوگوں کو حق کی طرف بلایا جاتا تھا بلکل آج کل کے مسلمانوں کی طرح جو اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی اندھی تقلید کیا کرتے ہیں جو اُن کے بزرگوں نے فرمادیا وہ اُس پر اللہ تعالٰی کے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف بھی چلے جاتے ہے ۔

ہر فرقہ اپنے بزوگ ،علماء،اور بابوں کے پسند کا ہی قرآن اور حدیث مانتا ہے جو حدیث اُن کے بزگوں اور اُن کے فرقوں کے خلاف ہو تو وہ اِس سے اعلان برات کرتے ہیں ظاہری یا باطنی دونوں طریقوں سے ۔

بریلوی مسلک نے عشق رسول کا اسلام چونا جِس میں وہ حد سے گزر جاتے ہیں اور اِس میں وہ قرآن اور حدیث سے ثابت بھی کرتے ہے پر ثابت ہوتا نہیں ہے اور دیوبند مسلک نے صحابہؓ کی محبت کوجو دفاع

کرتے کرتے اہلِ بیتؑ کی گستاخی پر اُتار آتے ہے اور اہل حدیث مسلک نے (ظاہری) توحید کو جِس سے وہ سارے مسلمانوں کو مشرک کرار دےتے ہے اور اہل تشیع نے اہل بیت کو جو حد سے گزرکر شرک کی طرف چلے جاتے ہیں لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کے ہر فرقے میں صرف اور صرف شر ہی شر ہیں ہر فرقے میں کُچھ کُچھ خیر بھی ہیں اُسے معلوم کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے اللہ ﷻ کی کتاب اور نبی کریمﷺ کی حدیث مبارکہ ۔

جِس کی بات کتاب اللہ اور حدیثِ رسول سے ملے وہ صحیح اور جِس کی بات ٹکراگئی وہ غلط۔

سیدھی بات ہے لیکن بزرگ پرستی اِس چیز کے اڈے آجاتی ہے جب اُن سے کہاجاتاہے کے قرآن اور حدیث میں تو اس کے اُلٹ لکھا ہوا ہے جو آپ لوگ عمل کر رہے ہو تو کہتے ہیں کہ "کیا ہم ہمارے بزوگوں سے زیادہ جانتے ہیں ؟ کیا وہ غلط تھے ؟ کیا وہ قرآن اور حدیث نہیں جانتے تھے ؟" یہی سارے سوال کر کے وہ اپنے فرقوں کے بزرگوں کی تعریف کرنا شورو کر دیتے ہیں اور ایک الگ ہی انداز سے قرآن اور رسول ﷺ کی بات کا انکار کردیتے ہے ۔

جِس طرح کُفَّار کو اُن کے آباواجداد اور بزرگوں کی محبت نے اُن لوگوں کو حق قبول کرنے سے روک دیا تھا ہوبہو آج مسلمانوں کو اُن کے بزرگوں کی محبت نے اُنہیں حق قبول کرنے سے روک دیا ہے۔

کوئی بھی فرقہ اپنے بزرگوں اور بابوں کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے یعنی قرآن اور حدیث کے خلاف بھی۔

مثلاً : (1) رسالہ ال امداد میں صفحہ :35 اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے ایک مُرید کا خواب ذِکر کیا جِس میں وہ کلمہ شریف لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (نَعُوْذُبِاللہ) پڑ

رہا تھا وہ ڈر کر نیند سے جاگ اُٹھا لیکن پھر بھی اشرف علی کا کلمہ اور دُرود اللھم صلی علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا الشرف علی (نَعُوْذُبِاللّٰہ)
بیشک یہ ایک شیطانِ خواب تھا اور شیطان نے ہی اِس سے یہ سب کروایا تھا ہم اور آپ بھی یہی کہتے لیکِن

اِس کے جواب میں اشرف علی تھانوی نے کہا : اِس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رُجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالٰی متبع سنت ہے ۔ (إِنَّا لله وَإِنَّاإِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) اور دیوبندی علماء اِس کو غلط نہیں مانتے وجہ بزرگ پرستی ۔

ملفوظات : فوائد السالکین صفحہ 19 میں لکھا ہے : "ایک دفعہ ایک آدمی خواجہ معین الدین چشتی صاحب کے پاس بیعت ہونے کی نیت سے آیا اور خواجہ صاحب کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا خواجہ صاحب نے فرمایا : بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا اور اُس نے عرض کی کہ میں آپ کی خدمات میں مُرید ہونے کے واسطے آیا ہوں! لکھتے ہے کہ شیخ صاحب اِس وقت اپنی خاص حالت میں تھے ۔ (ایسی حالت میں کہ اُنہونے اپنے نام کا کلمہ پڑھایا) خواجہ صاحب نے کہا جو کچھ میں تُجھے کہتا ہوں وہ کہو اور بجالا تب مُرید کروگا۔ اِس نے عرض کی کہ جو آپ فرمائیں میں بجالانے کو تیار ہوں ۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ تو کلمہ کس طرح پڑتا ہے؟ اِس نے کہا لا إله إلا الله محمد رسول الله ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا یوں کہو! لا إله إلا الله چشتی رسول الله۔ اِس نے اسی طرح کہا۔(نَعُوْذُبِاللّٰہ)

خواجہ صاحب نے اسے بیعت کرلیا اور خلعت و نعمت دی اور بیعت کے

شرف سے مشرّف کیا پھر اس شخص کو بتایا کہ یہ کلمہ (لا إله إلا الله چشتی رسول الله) اُسے آزمانے(TEST) کے لیے تھا کلمہ تو وہی (لا إله إلا الله محمد رسول الله) ہے ۔

اِس طرح کا کام کوئی مسجد کا عام مولوی بھی کردے تو لوگ اُس کا حشر نشر کردے پر اگر اپنے فرقوں کے بابا اور بزیگوں کی بات آئے تو سارے اپنے علموں اور بابوں کا دفاع کرتے ہے۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ۝

ترجمہ : (لوگو !) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کو پوری طرح جانتا ہے۔ (القرآن – سورۃ نمبر 33 الأحزاب آیت نمبر 40)

اِس آیات سے صاف صاف معلوم ہوا کہ محمد ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہے۔ کوئی مُرید کے شیطانِ خواب سے اپنی بزرگی ثابت کرتا ہے تو کوئی مُرید کو اپنے نام کا کلمہ پڑھا کر آزماتا ہے یہ لوگ ہے مسلمانوں کے بزرگ اور دوسری طرف سلفیوں (اہل حدیث)کے شیخ ال اسلام امام ابن تیمیہ صاحب اپنی کتاب مجموع فتاویٰ کی جیلد نمبر : 11 جِس میں ابن تیمیہ صاحب نے فرمایا : و أما خواص الناس فقد يعلمون عواقب أقوام بما كشف الله لهم .

ترجمہ : اور جو اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں وہ معلوم کر لیتے ہیں انجام کُچھ لوگوں کا کشف کے ذریے سے۔ (صفحہ نمبر : 65)

اور آگے فرماتے ہیں کہ : فقد ثبت أن الأ ولياء الله مخاطبات و مكاشفات

ترجمہ : ثابت ہو چکا ہے کے اللہ کے والیوں کیلئے مخاطبات و مکاشفات ہوتے ہیں۔ (نَعُوْذُبِاللّٰه) (صفحہ نمبر :205)

کشف کا لغوی معنی ہیں : کھولنا اور یہاں پر اِس کا معنی ہیں غیب کی بات کا کھولنا وحی اور الہام کے معنی میں ۔

ابن تیمیہ صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ غیر نبی (یعنی اُمت محمد ﷺ میں سے کوئی) بھی کشف (وحی اور الہام)کے ذریعے مستقبل (غیب)کی بات معلوم کرلیتے ہیں یا معلوم ھوجاتی ہے جب کہ اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں صاف صاف بیان کردیا ہے کہ : عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۞ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۞ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۞

ترجمہ : وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ۞ سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کردیتا ہے۞ تاکہ ان کے اپنے رب کے پیغام پہنچا دینے کا علم ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ان کے آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھا ہے۞

القرآن – سورة نمبر 72 الجن آیت نمبر 28,27,26

اِس آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ اپنا غیب (وحی) صرف اور صرف اپنے خاص پیغمبر پر ہی کھولتا ہے اور اِس کے سِوا کیس اور پر نہیں کھولتا۔

اور صحابہؓ کا عقیدہ : حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ. فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

ترجمہ: ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی ، انھوں نے کہا : کہ سیدنا ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمنؓ کی ملاقات کے لئے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے ۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ۔ دونوں ساتھیوں نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ ﷻ کے پاس اپنے رسول ﷺ کے لئے جو سامان ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے ۔ ام ایمنؓ نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے

وحی کا آنا بند ہو گیا ۔ ام ایمن کے اس کہنے سے سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے ۔

صحیح مسلم 6318، ابن ماجہ 1635.

اور اہل شیعہ کی معتبر کتاب نہج البلاغة میں حضرت علیؑ کا خطبہ : اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ تَنَازُعٍ مِّنَ الْاَلْسُنِ، فَقَفّٰى بِهِ الرُّسُلَ، وَ خَتَمَ بِهِ الْوَحْیَ، فَجَاهَدَ فِی اللّٰهِ الْمُدْبِرِيْنَ عَنْهُ، وَ الْعَادِلِيْنَ بِهٖ.

ترجمہ : اللہ نے آپؐ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ رکا پڑا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ چنانچہ آپؐ کو سب رسولوں سے آخر میں بھیجا اور آپؐ کے ذریعہ سے وحی کا سلسلہ ختم کیا۔ آپؐ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے تھے۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 131.

اور کچھ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ ۔ ترجمہ : تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوتا تو وہ عمر ہوتا ۔ صحیح بُخاری 3689. اس کا وہ یہ معنی لیتے ہیں کی اگر ہے تو عمر ہے ۔ جب کہ خود حضرت عمرؓ کا عقیدہ یہ تھا کہ وحی کا سلسلہ اب بند ہو گیا یہ لوگ کُچھ الفاظ کو پکڑ کر باقی قرآن و حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ اِن کو ہدایت دے آمین ۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو دریافت فرمایا کرتے:” کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟“ اور فرمایا کرتے تھے:” بیشک میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں ۔ سوائے اس کے کہ کسی کو کوئی نیک خواب آ جائے ۔“ ابو داؤد 5017.

اِس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ اور اہل بیتؑ کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہوگیا ۔اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین۔

اور بھی بُزرگ تھے جن کی اور بھی باتے ہیں کُچھ اللہ کی گستاخی میں تو کُچھ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی میں ۔

انشاءاللہ اُمید ہے کے یہ کوششیں کام آئے گی ۔

فرقہ واریت کی اور ایک اصل وجہ مال و دولت ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَيَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَهَا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ ۝

ترجمہ : ایمان والو، یقینا بہت سے عالم اور پیر ایسے ہیں جو کھاتے ہیں لوگوں کا مال باطل (اور ناحق) طریقوں سے، اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے، اور جو لوگ جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو، اور وہ ان کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں، تو خوشخبری سنادو ان کو ایک دردناک عذاب کی- سورة التوبة آیت 34.

اللہ ﷻ نے یہاں اُن علماء اور پیروں کی بات کی ہے جو ناحق طریقے سے لوگوں کے مال لوٹتے ہے۔

کوئی فرقہ ایسا نہیں جِس نے چندہ لیا نہیں ۔

ہر فرقہ کی مسجد الگ ہر فرقہ کی چندہ پیٹی الگ ۔ اکثر علماء لوگوں کو اپنے فِرقے کے گمراہ اکابرین کے گمراہ عقیدے بیان کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " قرآن اور حدیث ڈائریکٹ نا پڑنا ورنہ گمراہ ہوجاؤ گے " (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت) جب کہ اللہ ﷻ نے قرآن اور حدیث کو ہدایت کا معیار بنایا ہے اصل بات یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ جِس طرح اُن کے فرقہ کے اکابرین نے قرآن اور حدیث کے کُچھ حصّے کو تسلیم کیا اور کُچھ کو ناپسند کرکے پَسِ پُشْت کردیا تو اور لوگ بھی ایسا ہی کریں اُن کے باپ دادا جِس مذہب میں مرے ہو وہ بھی اُس ہی کو صحیح سمجھے اور اُن کے علماء اور پیر اِس سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے لوگوں کے مال کو چندوں کی شکل میں کھاتے ہیں اور اِس میں پردا رکھتے ہے "اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا "

نبی ﷺ کی حدیث : وَعَن كَعْب بن عِياضٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمتي المالُ»

ترجمہ : حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا :'' ہر امت کے لیے ایک فتنہ (آزمائش و امتحان) رہا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے ۔''

سلسلة الاحديث الصحيحة 595,(2553).

اللہ ہمیں ان ظالموں کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور جو لوگ ان کے فتنوں میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ ان لوگوں کو ان کے فتنوں سے باہر نکالے اور قرآن اور سنت اور اہل بیعت سے محبت کرنے والا بنائے آمین یا ربالعالمین ۔

فرقہ واریت کی اصل وجہ علماء سوء کا دھوکا قرآن اور صحیح حدیث کو لیکر ۔

ایک دھوکا حدیثِ طائفہ منصورہ کو لیکر ہر کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ وہیں طائفہ منصورہ ہے ہر فرقہ خود کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکِن ثابت ہوتا نہیں ہے پہلے آپ وہ حدیث کو غور سے پڑلجیے

حديث : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ. ح وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ نَحْوَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَرَازِيُّ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عَنْمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّهُ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ، زَادَ ابْنُ يَحْيَى، وَعَمْرٌو فِي حَدِيثَيْهِمَا: وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ، وَقَالَ عَمْرٌو: الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ .

ترجمہ : ابوعامر عبداللہ بن لحی حمصی ہوزنی کہتے ہیں کہ معاویہؓ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر کہا: سنو! رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: سنو! تم سے پہلے جو اہل کتاب تھے، بہتر (٧٢) فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ امت تہتر (٧٣) فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور یہی الجماعة ہے ۔ ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایت میں اتنا مزید بیان کیا: اور عنقریب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن میں گمراہیاں اسی طرح سمائی ہوں گی، جس طرح کتے کا اثر اس شخص پر چھا جاتا ہے جسے اس نے کاٹ لیا ہو۔ اور عمرو کی روایت میں لصاحبه کے بجائے بصاحبه ہے اس میں یہ بھی ہے: کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں اس کا اثر داخل نہ ہوا ہو۔

ابو داؤد 4597, مسند احمد ،سنن الدارمی...۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ نصرت الٰہی سے بہرہ ور ہو کر حق پر قائم رہے گا، مخالفین کی مخالفت اسے (اللہ کے امر یعنی:) قیامت تک کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی ۔
ابن ماجہ حدیث نمبر 10.

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اِس اُمت میں تہتر فرقے ہوگئے اور اُس میں سے ایک حق پر ہوگا اور اس کو نبی ﷺ نے الجماعة کہا جس کہ معنی ہی مل کر ایک ہونے کے ہیں نا کہ آپس میں اختلاف کرکے فرقوں میں بٹ جانا ، الجماعة مل کر رہنے کو کہتے ہیں نا کہ اپنی الگ الگ مسجد بنانے کو ۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ کوئی ایک فرقہ پکڑنا ضروری ہے کیونکہ اِس حدیث میں ہے کہ 73 فرقے ہوگئے اور ان میں سے ایک حق پر ہوگا لیکِن وُہ اِس بات کو نظرانداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُس حدیث میں آگے الجماعة کا بھی ذکر ہے جِس کا معنی مل کر رہنے کے ہے نہ کہ فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے ۔

علماء نے اِس حدیث کا اُلٹ مطلب سمجھایا جِس حدیث میں فرقہ واریت سے بچنے کا حکم ہے اُس کو فرقوں میں بٹنے کا حکم ثابت کردیا جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ۔

نبی کریمﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْن عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ عَلَى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحالِ يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلَى رُءُوسِهِن كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ الْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ لَوْ كَانَتْ وَرَائَكُمْ أُمَّةٌ مِّنْ الْأُمَمِ لَخَدَمُهُنّ نِسَاؤُكُمْ كَمَا خَدَمَكُمْ نِسَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
میری امت کے آخر میں ایسے آدمی ہوں گے جوایسی سواریوں پر سوار ہوں گے،جو اونٹ کے کجاوں کے مشابہ ہوں گی،مساجد کے دروازوں پر اتریں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی مانند ہوں گے، ان پر لعنت کرو کیوں کہ وہ ملعون ہیں، اگر تمہارے بعد کوئی امت ہوتی تو تمہاری عورتیں اسی طرح ان کی خدمت کرتیں جس طرح تم سے پہلے امتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی

السلسلة الصحة حديث نمبر 2683 مسند احمد ، صحیح ابن حبان... اِس حدیث سے کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ عورتیں اُس طرح کے کپڑے پہنا شروع کردے ٹھیک اِس ہی طرح کوئی اُس حدیث سے یہ نہیں ثابت کر سکتا کہ لوگ فرقوں میں بٹ جائے .

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ مولا علی عَلَيْہِ السَّلَام سے دُشمنی اور محبت میں غلو کرنا ۔

عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسَى أَبْغَضَتْهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ» . ثُمَّ قَالَ: يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلَى أَنْ يَبْهَتَنِي.

ترجمہ : حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :’’ تم میں عیسیٰؑ کی ایک مشابہت ہے ، یہودی ان سے دشمنی رکھتے ہیں ، حتیٰ کہ وہ ان کی والدہ (مطہرہ) پر تہمت لگاتے ہیں جبکہ نصاریٰ ان سے محبت کرتے ہیں ، حتیٰ کہ انہوں نے انہیں ایسے مقام پر فائز کر دیا جس کے وہ حق دار نہیں ۔‘‘ پھر علیؓ نے فرمایا : دو قسم کے لوگ میرے (حق کے) متعلق ہلاک ہو جائیں گے ، افراط سے کام لینے والا محبّ وہ میرے متعلق ایسا افراط کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے ، اور دشمنی رکھنے والا کہ میری دشمنی اسے اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا ۔ مسند احمد ، المستدرك حاكم، مشكوة المصابيح حديث نمبر 6102۔ یہ حدیث ضعیف ہے اِس میں الحاکم بن عبدالملک ضعیف ہے لیکِن ایک صحیح موقوفً روایت حضرت علی عَلَيْہِ السَّلَام سے ہیں جو امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب فاضلِ صحابہ میں روایت کی ہے : "یهلك في رجلان مفرط غل و مبغض قال "

ترجمہ : (سیدنا علی عَلَيْہِ السَّلَام فرمارہے تھے): "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوجائے گے: ایک میری محبت میں غلو کرکے اور ایک مُجھ سے دُشمنی میں غلو کرکے ۔"

فاضلِ صحابہ حدیث نمبر 964, السنة عبداللہ بن احمد، اور اہل تشیعہ کی کتاب نہجُ البلاغہ میں حکمت نمبر 469.

حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَام نے اِس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے موقوفً روایت کیا ہے کیونکہ یہ مستقبل کی غیبی خبروں میں سے ہے اور یہ صرف نبی کریمﷺ کے بتانے پر ہی معلوم ہوئی ہے ۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو طرح کے لوگ ہلاک ہوگئے ایک وہ جو حضرت علی عَلَيْهِ السَّلَام سے محبت میں غلو کرکے اور ایک دُشمنی میں غلو کرکے ۔

مُحبت میں غلو کرنے والے لوگ شیعہ جو حضرت علیؑ کے بارے میں ایسی باتے کرتے ہیں جو اُن میں تھی ہی نہیں اور نا کبھی اُنہونے اُن باتوں کا دعویٰ کیا حضرت علیؑ کی طرف بے سند جھوٹی باتے بیان کرتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ ،عمرؓ،عثمانؓ کی گستاخی کرتے ہیں جب کہ حضرت علیؑ کا خط نہج البلاغہ میں ہے: إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْر وَعُمَرَ وَعُثْمانَ عَلَى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ، وَلاَ لِلغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ، وَإِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالاْنْصَارِ، فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُل وَسَمَّوْهُ إِمَاماً كَانَ ذلِكَ لله رِضىً، فَإِنْ خَرَجَ عَنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْن أَوْبِدْعَة رَدُّوهُ إِلَى مَاخَرَجَ منه، فَإِنْ أَبَى قَاتَلُوهُ عَلَى اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ، وَوَلاَّهُ اللهُ مَا تَوَلَّى.

ترجمہ : جن لوگوں نے ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے، اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو،اسے ردّ کرنے کا اختیار نہیں، اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے۔ وہ اگر کسی پر ایکا کر لیں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے۔ اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں، کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہو لیا ہے۔ اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔

نہج البلاغہ مکتوب نمبر 6.

اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ ،حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ کا احترام ہر مومن پر واجب ہے اور جو کوئی بھی اِن حضرات پر اعتراض کرے اور اِن کی گستاخی کرے یہ مومنوں کی راہ سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہے یعنی گمراہی پر ہے ۔

اور نبیﷺ کا یہ فرمان کہ مرے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ (نبوت کی خلافت) تیس سال رہے گی جِس میں حضرت ابوبکرؓ ،حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ خلیفہ تھے : حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ، قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرُ عَشْرًا،وَعُثْمَانُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٌّ كَذَا، قَالَ سَعِيدٌ: قُلْتُ لِسَفِينَةَ: إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ، قَالَ: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ، يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ.

ترجمہ : سفینہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت علی منہاج النبوۃ (نبوت کی خلافت) تیس سال رہے گی،پھر اللہ تعالیٰ سلطنت یا اپنی سلطنت جسے چاہے گا دے گا سعید کہتے ہیں: سفینہ نے مجھ سے کہا: اب تم شمار کر لو: ابوبکرؓ دو سال، عمرؓ دس سال، عثمانؓ بارہ سال، اور علیؑ اتنے سال۔ سعید کہتے ہیں: میں نے سفینہؓ سے کہا: یہ لوگ (مروانی) کہتے ہیں کہ علی عَلَيْهِ السَّلَام خلیفہ نہیں تھے، انہوں نے کہا: بنی زرقاء یعنی بنی مروان کے پوشت سے نکلا ہوا جھوٹ ہیں۔

سنن ابو داؤد 4646 (صحیح)

تو معلوم ہوا کہ مولا علی عَلَيْهِ السَّلَام سے پہلے جو خلیفہ تھے وہ بھی برحق اور اُن کی خلافت نبوّت کی طرز پر تھی یعنی خلافت علی منہاج النبوۃ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

حضرت علیؑ سے مُحبت میں غلو کرنے والے لوگ علیؑ کی طرف ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جس کا دعویٰ علیؑ نے کبھی نہیں کیا مثلاً وہ لوگ حضرت علیؑ کو مدد کے لیے پوکرتے ہے جب کہ قرآن میں اللہ نے فرما دیا : اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾

ترجمہ : ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں (اور کرتے رہے گے) ہم صرف تُجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (اور مانگتے رہے گے) ۔

الفاتحة سورة نمبر 1 آيات نمبر 4.

اور اللہ ﷻ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا : اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَ لَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا ﴿۸۲﴾

ترجمہ : کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی ۔

سورة النساء آيت 82.

یعنی ایک آیات میں کُچھ اور دوسری آیت میں کُچھ قرآن ہر عیب سے پاک ہے۔

اور نبیﷺ کا فرمان : علي مع القرآن والقرآن مع علي لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض

ترجمہ : علیؑ ساتھ ہے قرآن کے اور قرآن ساتھ ہے علیؑ کے یہ کبھی جُدا نا ہوگئے حتی کے حوض کوثر پر آجائے۔

المستدرك على الصحيحين حديث نمبر 4685/4628 ، أمالي الطوسي ج 2 ص 92, أخرجه الطبراني في ((المعجم الأوسط)) (4880)، مطولاً، والديلمي في ((الفردوس)) (4678) واللفظ له.

اِس سے معلوم ہوا کہ علیؑ قرآن کے وہ داعی ہے جِس کے بارے میں نبیﷺ نے فرمایا کہ وہ قرآن کے ساتھ ہے یعنی وہ قرآن کے مطابق ہے

کیا یہ ہوسکتاہے کہ قرآن مجید میں اللہ ﷻ حُکم کرے کے مُجھ سے مانگو اور علیؑ کا عقیدہ کُچھ اور ہو ؟

یاد رہے کہ علیؑ سے محبت ایمان کا حصہ ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ جو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں کتاب الایمان میں درج کی : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ: «أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ»

ترجمہ : حضرت علیؑ نے کہا : اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو تخلیق کیا ! نبی امی ﷺ نے مجھے بتا دیا تھا کہ '' میرے ساتھ مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھے گا ۔'' صحیح مسلم حدیث نمبر 240.

معلوم ہوا کہ علیؑ سے مُحبت صرف مومن کرے گے اور دُشمنی صرف منافق رکھے گے اور گزشتہ حدیث جو حضرت علیؑ سے موقُفً روایت ہے کہ میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہوگئے ایک میری مُحبت میں غلو کرکے اور ایک مُجھ سے دُشمنی میں غلو کرکے محبت میں غلو کرنے والوں کے بارے میں تو ہم نے معلوم کرلیا اب بات کرتے ہیں مولا علیؑ کے دشمنوں کے بارے میں علیؑ کے دوشمن ہر دور میں الگ الگ طریقوں سے مولاعلیؑ کے درجے کو کم کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں کبھی کھول کر تو کبھی چُپ کر اور جِس طرح علیؑ سے محبت میں غلو کرنے والے اہلِ تشیعہ کے فرقوں میں موجود ہے ٹھیک اُس ہی طرح اہلِ سنت کے فرقوں میں علیؑ کے دوشمن موجود ہے علیؑ کی دُشمنی میں یہ لوگ اپنی آخرت تو خراب کرتے ہے ہی اور ساتھ میں لوگوں کی کم علمی کا فائدہ اٹھا کر لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں یہ

حضرت معاویہؓ کو حضرت مولا علیؑ کے برابر بتاتے ہے جب کہ حضرت مولا علیؑ سب سے پہلے مسلمان : حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَال: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ، قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، فَأَنْكَرَهُ فَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ وَأَبُو حَمْزَةَ اسْمُهُ: طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ

زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ علیؑ ہیں۔ عمرو بن مرہ کہتے ہیں: میں نے اسے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا: سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

جامع ترمزی حدیث نمبر 3735.,المستدرك على الصحيحين ....

بَنُو أُمَيَّةَ نے حضرت مولا علیؑ کے خلاف اِس طرح کی سازش کی کہ بعد کے لوگ جیسے ابراہیم نخعی (تابعی صغیر) دھوکا کھاگئے ابراہیم نخعی نے اِس کا انکار کیا اور حضرت زید بن ارقمؓ کی مخالفت کی اور کہا کہ جِس نے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت ابوبکرؓ ہیں جب کہ ابراہیم نخعی صحابی نہیں " تابعی" ہے اور جو صحابی ہے زید بن ارقمؓ وہ فرماتے ہیں کہ مولا علیؑ وہ پہلے شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا .

بیشک حضرت معاویہؓ صحابی تھے لیکِن مولا علیؑ کے برابر کے نہیں اور جو لوگ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؑ کے اختلاف میں دونوں کو حق پر سمجھتے ہے وہ یہ بات یاد رکھے کہ نبیﷺ نے فرمایا تھا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے .

اور نبیﷺ کی اور ایک حدیث : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ

عَلِيّ : انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى ، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ : كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً ، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فرآه النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ ، وَيَقُولُ : وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، قَالَ : يَقُولُ عَمَّارٌ : أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتَنِ .

ترجمہ : ..ابو سعید خدریؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی احادیث سنو۔ ہم گئے۔ دیکھا کہ ابوسعیدؓ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھ کر آپ نے اپنی چادر سنبھالی اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے۔ پھر ہم سے حدیث بیان کرنے لگے۔ جب مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کے بنانے میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھاتے۔ لیکن عمار دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا، افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی۔ ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ عمارؓ کہتے تھے کہ میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

صحیح بُخاری حدیث نمبر 447 , 2812 ۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ حق پر ہوگئے اور حضرت عمارؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی ۔

حضرت عمارؓ جنگِ صفین میں حضرت معاویہؓ کی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے ۔

حضرت عمارؓ کی آخری جنگ : عَنْ أَبِی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ یَوْمَ صِفِّینَ: ائْتُونِی بِشَرْبَةِ لَبَنٍ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((آخِرُ شَرْبَةٍ تَشْرَبُهَا مِنَ الدُّنْیَا شَرْبَةُ لَبَنٍ۔)) فَأُتِیَ بِشَرْبَةِ لَبَنٍ فَشَرِبَهَا، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقُتِلَ۔

ترجمہ : ابو بختری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صفین کے روز سیدنا عمارؓ نے کہا: میرے پاس پینے کے لیے دودھ لاؤ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا

کا جو مشروب آخر میں پیو گے، وہ دودھ ہو گا۔ پس ان کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، انہوں نے وہ پی لیا، اس کے بعد وہ میدان کی طرف بڑھ گئے اور شہید ہوئے۔

مسند احمد حدیثِ نمبر 19086(صحیح)

حضرت عمارؓ کے قتل ہونے کے بعد صحابہؓ کا عمل :

۞عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: مَا زَالَ جَدِّی (يَعْنِیْ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍؓ) كَافًّا سِلَاحَهُ يَوْمَ الْجَمَلِ حَتّٰى قُتِلَ عَمَّارٌ بِصِفِّينَ، فَسَلَّ سَيْفَهُ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔))

ترجمہ : محمد بن عمارہ کہتے ہیں: میرا دادا سیدنا خزیمہ بن ثابتؓ نے جنگ جمل کے دن اپنا اسلحہ روکے رکھا، یہاں تک کہ جب صفین میں سیدنا عمارؓ شہید ہوگئے، تو انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور شہید ہونے تک لڑتے رہے، انہوں نے وجہ یہ بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک باغی گروہ عمار کوقتل کرے گا۔

مسند احمد حدیث نمبر 22217,(صحیح)

۞عَنْ أَبِی بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: قُتِلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ فَمَاذَا؟ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: دُحِضْتَ فِی بَوْلِكَ أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِیٌّ وَأَصْحَابُهُ، جَاءُوْا بِهِ حَتّٰى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ بَيْنَ سُيُوفِنَا۔

ترجمہ : محمد بن عمروبن حزم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمار بن یاسرؓ شہید ہوئے تو عمر و بن حزمؓ، عمرو بن عاصؓ کے پاس گئے اور انہیں بتلایاکہ سیدنا عمارؓ شہید ہوگئے ہیں، جبکہ اللہ کے

رسول ﷺ نے فرمایا تھاکہ ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا۔ یہ سن کر عمروبن عاصؓ گھبرا گئے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے معاویہؓ کے پاس پہنچ گئے، معاویہؓ نے ان کی حالت دیکھ کر پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ سیدنا عمارؓ شہید ہوگئے ہیں، معاویہؓ نے کہا: عمار قتل ہوگئے تو پھر کیا ہوا؟ عمروؓ نے کہا:میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا ہے کہ ایک باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا۔ یہ سن کر معاویہؓ نے ان سے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسلو، کیا ہم نے اس کو قتل کیاہے؟ اسے تو علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے مروایا ہے، وہ لوگ انہیں لے آئے اور لا کر ہمارے نیزوں یا تلواروں کے درمیان لا کھڑا کیا۔

مسند احمد 17931(صحیح)

۞عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: إِنِّي لَأَسِيرُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: يَا أَبَتِ! مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِعَمَّارٍ: ((وَيْحَكَيَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ؟)) قَالَ: فَقَالَ عَمْرٌو لِمُعَاوِيَةَ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ هٰذَا؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا تَزَالُ تَأْتِينَا بِهَنَةٍ، أَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ الَّذِينَ جَاءُوْا بِهِ۔

ترجمہ : عبداللہ بن حارث کہتے ہیں: جنگ صفین سے واپسی پر میں معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کے درمیان چلا آرہا تھا، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہا: ابا جان! کیا آپ نے سنا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمارؓ سے فرمایا تھا کہ اے ابن سمیہ! افسوس ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔ عمروؓ نے معاویہؓ سے کہا: آپ سن رہے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ معاویہؓ نے کہا: آپ ہمیشہ باعث تکلیف بات ہی کرتے ہیں؟ کیا ہم نے اس کو قتل کیا ہے؟ اسے تو ان لوگوں نے قتل کیاہے، جو اسے میدان کارزار میں لے کر آئے ہیں۔

مسند احمد 6499 (صحیح)

۞ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنْبَرِيُّ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ جَاءَ ہُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ، يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُہُ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: لِيَطِبْ بِہِ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِہِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَقْتُلُہُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ: إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا وَلَا تَعْصِہِ۔)) فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ۔

ترجمہ : حنظلہ بن خویلد عنبری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں معاویہؓ کے پاس موجود تھا کہ ان کے ہاں دو آدمی آئے، وہ دونوں عمارؓ کے سر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، ان میں سے ہر ایک کہتا تھاکہ اس نے قتل کیا ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے کہا: بہتر ہے کہ تم میں سے ایک یہ بات اپنے ساتھی کے بارے میں بخوشی تسلیم کر لے، (یہ کوئی باعث ناز بات تو نہیں ہے)، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: ایک باغی گروہ عمارؓ کو قتل کر ے گا۔ معاویہؓ نے کہا:اگر یہ بات ہے تو تم ہمارے ساتھ کیوں ملے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاکر میری شکایت کر دی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے یہ حکم دیاتھا کہ تمہارا والد جب تک زندہ ہے، ان کی بات ماننا اور ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ تو ہوں مگر لڑائی میں شامل نہیں ہوتا۔

مسند احمد 6538(صحیح)

اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ جِس گروہ کے ساتھ تھے وہ گروہ حق پر تھا اور حضرت عمارؓ مولا علیؑ کے ساتھ تھے اور عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا وہ گروہ حضرت معاویہؓ کا گروہ تھا جس نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا اور حضرت معاویہؓ ضد پر اڈے رہے اور حضرت عمارؓ کے قتل کا الزام مولا علیؑ پر لگادیا (اسے تو علیؑ اور ان کے ساتھیوں نے مروایا ہے، وہ لوگ انہیں لے آئے اور لا کر ہمارے

نیزوں یا تلواروں کے درمیان لا کھڑا کیا۔ مسند احمد 17931) تو اِس پر مولا علیؑ نے جواب دیا : " اگر میں نے اِن کو قتل کیا ہے ، تو پھر اپنے چچا حضرت حمزہؑ کو آنحضرت ﷺ نے قتل کیا ہے ، جنہوں نے اِن کو کفار کے مقابلہ میں بھیجا تھا !"۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ ص-787.

حضرت مولا علیؑ کے سارے قتال (جَمل / صِفین/ نَھروَان) پر علیؑ حق پر تھے : اخبرنا اسحاق بن و محمد قدامة ،و اللفظ له، عن جرير، عناالاعمش،عن اسماعيل بن رجاء، عن أبيه ، عن أبي سعيد الخدري قال : كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ إِلَيْنَا قَدِ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَرَمَى بِهَا إِلَى عَلِيٍّ (فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا فَمَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ وَقُمْنَا مَعَهُ) فَقَلَ : " إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ : أَنَا ؟ قَالَ : "لا" قَالَ عُمَرُ : أَنَا قَالَ : " لا، وَلَكِنْ صَاحِبَ النَّعْلِ " (فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے رسول اللہﷺ کا انتظار کررہے تھے ، اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ، آپ ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو سیّدنا علیؑ کو گھٹنے دیا (اور علیؑ پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہﷺ آگے چل پڑے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلنے لگے پھر آپ ﷺ کھڑے ہوکر علیؑ کا انتظار کرنے لگے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔) تم میں ایک شخص ایسا ہے جو قرآن کی تاویل(تفسیر) کے تحفظ کے لئے قتال کرے گا جس طرح میں نے اس کے نزول پر قتال کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہﷺ کیا وہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا : " نہیں " پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: " نہیں " بلکہ وہ "صَاحِبَ النَّعْلِ " (جوتوں کو گانٹنے والا) ہے (ہم علیؑ کو خوشخبری دینے گئے لیکن ایسا لگتا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی سن لیا ہے۔)

سنن نسائی الکبری حدیث نمبر 8541, مسند احمد 11348/11795, ابن حبان 6937, السلسلة الصحة 2487على شرط مسلم ، الحکم ،مجمع الزوائد, مصنف ابن ابی شیبۃ ....

جَمل : سنہ ۳۵ حجری حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلوائیوں نے مظلوم شہید کیا اور اس واقع کے بعد لوگ حضرت علیؑ کے پاس گئے لیکِن حضرت علیؑ نے خلافت سے انکار کیا، لوگوں نے کہا اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کرتے تو فتنے کا دروازہ کھول جائے گا ۔ مجبوراً حضرت علیؑ نے اگلے دن کا وعدہ کیا ، پھر اگلے دین لوگوں نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ، پھر یومِ جمہ زی الحجہ ۳۵ ہجری کو حضرت علیؑ نے مسجد میں خطبہ دیا پھیر اور لوگوں نے بھی بیعت کی ، پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے تو حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اِس شرط پر کی ہے کہ حدودِ قصاص قائم کرو گے لہٰذا تم اس شخص یعنی حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا قصاص لو حضرت علیؑ نے جواب دیا : جب تک کہ لوگ رہ راست پر نہ آ لیں اور کل امور منظم نہ ہوجائیں اِس وقت تک میں تمہاری رائے پر عمل نہیں کر سکتا مجھ میں ایسی قدرت نہیں ہے حالانکہ مجھ کو خود عثمانؓ کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے ۔ یہ سن کر حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ چلے گئے , حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر جنگل میں آگ جیسے پھیل گئی تھی ملک شام میں حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کا خون آلود کپڑا ٹانگ دیا لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے اور قتلِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کا پختہ عہد کیا ۔ اور حضرت معاویہؓ نے اہلِ شام سمیت مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت نہیں کی اور مولا علیؑ کی مخالفت پر اترآئے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مولا علی علیہ السّلام پر حضرت عثمان کے قتل کا اِلزام بھی لگادیا ، مگر اللہ ﷻ نے حضرت علیؑ کو اس سے بچالیا ، حضرت علیؑ نے قتلِ عثمانؓ سے برات کا اظہار کیا ، اور جب ام المؤمنین سیّدہ عائشہؓ مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے کے بعد واپس آرہی تھی تو آپ کو خبر معلوم ہووی کہ حضرت عثمانؓ کو مظلوم شہید کیا گیا یہ سن کر حضرت عائشہؓ مکہ میں واپس آگئی اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی مکہ چلے آئے اور بنو امیہ سے آ ملے ، ان سب نے ایک فوج جمع کرلی اور بصرہ کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا ، سنہ ۳۶ ہجری کی شروعات میں حضرت علیؑ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور شہروں پر نائب مقرر کیے ، آپ نے یمن پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ ، بصرہ پر حضرت عثمان بن حنیفؓ ، کوفہ پر حضرت عمارۃ بن شھاب ، مصر پر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ، شام پر حضرت معاویہ کو معزول کرکے حضرت سہل بن حنیفؓ کو نائب مقرر کیا ، حضرت سہل چلتے چلتے تبوک پہنچے تو حضرت معاویہ کے سوار آپ کو ملے اور پوچھنے لگے آپ کون ہیں ؟ آپ نے جواب دیا " امیر ہوں " اُنہوں نے کہا کس چیز کے امیر ہو آپ نے کہا شام کا امیر ہو اُنہوں نے کہا اگر آپ کو حضرت عثمان نے بھیجا ہے تو خوش آمدید ہو اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس چلے جائیے ، آپ نے کہا ، کیا جو کچھ ہوا ہے آپ نے نہیں سنا ، اُنہوں نے کہا بے شک ۔ پس آپ واپس حضرت علیؑ کے پاس آگئے ، اور مصر میں حضرت قیس بن سعد کے بارے میں کُچھ نے اختلاف کیا اور جمہور نے آپ کی بیعت کرلی اور ایک گروہ نے کہا ہم

جب تک قتیلِ عثمانؓ کا بدلہ نہ لے تب تک ہم بیعت نہیں کرے گے اور یہی حال اہلِ بصرہ کا تھا اور حضرت عمارۃ بن شہاب جن کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا انہیں راستے میں طلحہ بن خویلد نے کہا : بہتر یہ ہوگا کہ تم واپس چلے جاؤ کیونکہ اہلِ کوفہ اپنے امیر ابو موسیٰ الاشعری کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہ مانوں گے تو میں ابھی تمہاری گردن اُڑادوں گا ۔ یہ سن کر حضرت عمارۃ بن شہاب واپس حضرت علی کے پاس آگئے اور ابو موسیٰ الاشعریؓ نے حضرت علیؑ کو خط لکھ کے کوفہ کے لوگوں نے میرے ہاتھ میں آپ کی بیعت کر لی ہیں ، اہلِ شام کو خبر معلوم ہونے پر حالات اور خراب ہوگئے ، حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت معاویہؓ کو بہت سے خطوط لکھے مگر حضرت معاویہؓ نے جواب نہ دیا اور ایسا ہوتا رہا پھیر حضرت معاویہؓ نے ایک شخص کے ہاتھوں ایک طومار بھیجا جیسے وہ لےکر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ تیرے پیچھے کیا ہے ؟ جب اُس خط (طومار) کو کھولا گیا تو اس میں عنوانِ خط کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا یہ کیا معاملہ ہے ؟ اُس قاصد نے کہا : میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہو جو آپ سے کسی بھی حال میں راضی نہ ہو گے میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو عثمانؓ کی خون آلود قمیض پر روتے ہوئے دیکھا ہے ، یہ قمیص لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جمع دمشق کے منبر پر لگائی گئی ہے " امیر المؤمنین علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا : کیا وہ لوگ مجھ سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں ؟ آئے اللہ میں خون عثمانؓ سے بری ہوں قاتلین عثمانؓ سے اللہ سمجھے " پھر حضرت معاویہؓ کا قاصد چلا گیا ۔ اہلِ شام پوری طرح سے حضرت علیؑ کی بغاوت پر آ اُترے تھے اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ﴿۹﴾

ترجمہ : اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ۔ سورۃ الحجرات آیت 9. حضرت علیؑ نے اس آیت کے تحت اہلِ شام سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے نائب کردہ امیروں کو اس کی تیاری کا حکم دیا ۔ وہاں حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پوری فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ تھے ، جب حضرت عائشہؓ بنی عامر کے علاقہ میں پہنچیں تو ان پر کتے بھونکنے لگے ۔ آپؓ نے پوچھا : یہ کونسا علاقہ ہے ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ '' حوأب '' ہے ۔ آپ نے کہا : میں واپس لوٹنا چاہتی ہوں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا: تم میں سے کون

ہے جس پر حواب کے کتے بھونکیں گے؟ حضرت زبیرؓ نے ان سے کہا: آپ واپس جاتی ہیں؟ ممکن ہے اللہ عزوجل آپ کی وجہ سے لوگوں کے درمیان صلح کروا دے۔ پھر جب بصرہ کے قریب آئے تو حضرت عثمان بن حنیفؓ جو بصرہ میں حضرت علیؑ کی طرف سے مقررکردہ امیر تھے لیکِن ام المؤمنین سیّدہ عائشہؓ کو دیکھ کر اہلِ بصرہ میں سے بہت سے لوگ حضرت عائشہؓ کی فوج میں شامل ہوگئے اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کی مخالفت کی اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کمزور پڑ گئے ، حضرت عائشہؓ کی فوج نے بصرہ میں قبضہ جمہ لیے اور حضرت عثمان بن حنیفؓ کو گرفتار کیا گیا لوگوں نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کے چہرے کے تمام بل نوچ لیے تھے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے ام المؤمنین کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ نے چھوڑنے کا حکم دیا ، بعض کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے کا حکم دیا ، بعد میں حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قید کر دیا گیا ، جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ اِن لوگوں نے بصرہ میں قبضہ کر لیا ہے تو آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوگئے اور بصرہ کے قریب ہوئے تو حضرت عمار بن یاسرؓ اور حسن بن علیؑ کو کوفہ روانہ کردیا کہ وہ وہاں سے فوج تیار کرے ، جب کوفہ کی مسجد میں گئے تو حسن بن علیؑ منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسرؓ ان سے نیچے تھے ۔ راوی فرماتے ہیں : ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمارؓ کو یہ کہتے سنا کہ عائشہؓ بصرہ گئی ہیں اور خدا کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی پاک بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا حضرت عائشہؓ کی ۔ اہلِ کوفہ نے حضرت علیؑ کا ساتھ دیا ، اور جب حضرت عثمان بن حنیفؓ قید سے نکلنے کے بعد حضرت علیؑ کے پاس آ کر ملے اور اپنا چہرہ بتایا اور کہا : آئے امیرالمومنینؑ آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا اب میں بے داڑھی کے آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا : تم کو اس کا اجر ملے گا ، اور آپ نے شیخینؓ کا بھی ذکر کیا اور پھر اس میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کا بھی ذکر کیا اور پھر حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے بارے میں بتایا کی کس طرح اُن لوگوں نے آپ کی بیعت کرنے کے بعد بھی یہ سب کیا ، پھیر جب حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ نے قبضہ کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو سزا دینے کی بات ائی تو ایک شخص جس کا نام قتلِ عثمانؓ میں مشہور تھا حرقوص بن زبیر پر ہاتھ ڈالا تب بصرہ کے چھ ہزار آدمی اُس کی حفاظت پر اُتر آئے ان لوگوں کو معاملہ سمجھ میں آگیا کہ مولا علیؑ اس میں جلدی کیوں نہیں کر رہے تھے ، پھیر دونوں گروہ کے درمیاں صلح کا معاملہ ہونے لگا لیکِن حضرت عائشہؓ کی طرف بنو امیہ کے بندر موجود تھی جن کی وجہ سے جنگ پھر شروع ہو گئی اور جب اس میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ لشکر سے الگ ہو کر حضرت علیؑ سے ملنے آئے تو حضرت علیؑ نے کہا : تم لوگوں نے فوج جمع کرکے میرے ساتھ عداوت کی کیا اللہ ﷻ کے نزدیک اس عداوت کی کوئی وجہ ہے ؟ کیا میں تمہارا دینی

بھائی نہیں ہوں ؟ تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے ؟ کیا کوئی ایسی بات ہے جس نے تم پر میرا خون حلال کر دیا ہو ؟ حضرت طلحہؓ نے کہا آپ نے حضرت عثمانؓ کی عداوت پر لوگوں کو متحد کیا ہے ۔ حضرت علیؑ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر لعنت کی اور فرمایا : اے طلحہؓ ! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو لڑنے لے آیا اور اپنی بیوی کو گھر میں چھپا کر رکھا ہے ؟ کیا تو نے میری بیعت نہیں کی تھی ؟ حضرت طلحہؓ نے کہا میرے گردن پر تلوار تھی ، اور حضرت زبیرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا : کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ؟ جب تم اور میں انصاریوں کے ایک خیمے میں موجود تھے ، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اس (علیؑ) سے محبت کرتے ہو ؟ تو تم نے جواباً کہا تھا : مجھے اس سے کون سی چیز منع کرتی ہے ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا : تم اس کے خلاف بغاوت کرو گے اور اس سے جنگ کرو گے اور اس وقت تم ظالم ہو گے ۔ یہ بات سن کر حضرت زبیرؓ واپس لوٹ گئے ۔ اور حضرت طلحہؓ نے بھی جنگ چھوڑ دی کیونکہ وہ حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت عمار بن یاسرؓ کو لڑتے ہووے دیکھ رہے تھے کیونکہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ "افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہو گی ۔" اس طرح حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں نے رجوع کر لیا اور جنگ سے روک گئے لیکِن ان دونوں کو شہید کر دیا گیا حضرت طلحہؓ کو شہید کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ اُن کی خود کی فوج میں سے مروان بن حکم جو بنو امیہ کے بندروں میں سے ایک بندر تھا اس نے تیر مار کر آپؓ کو شہید کیا اور دوسری طرف حضرت زبیرؓ کو ابن جرموز جو حضرت علیؑ کی فوج میں تھا اُس نے آپؓ کا پیچھا کیا اور جِس وقت آپ نماز میں تھے سجدے کی حالت میں آپؓ کو شہید کیا اور جب حضرت علیؑ کے پاس حضرت زبیرؓ کا سر لایا اور خیمے میں آنے کی اجازت طلب کی، سیدنا علیؑ نے کہا: سیدہ صفیہؓ کے بیٹےیعنی سیدنا زبیر بن عوامؓ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد سیدنا علیؑ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتاہے اور میرا حواری زبیر ہے ۔ پھیر جب جنگ ختم ہوگئی اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہلِ جمل کو شکست دی ، حضرت محمد بن ابی بکرؓ جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بھائی اور حضرت علیؑ کے کمانڈر تھے حضرت علیؑ نے سامان سفر کا انتظام کیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو حضرت محمد بن ابی بکرؓ اور بصرہ کی چالیس عورتوں کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی کچھ میل تک قافلہ کے ساتھ چلے اور اپنے بڑے بیٹے حضرت حسنؑ کو ایک دین کی مسافت تک ساتھ بھیجا ، اس واقع کے بعد حضرت عائشہؓ اپنے بھانجے یعنی حضرت عبداللہ ابنِ زبیرؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھے حضور اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا ۔ بلکہ میری دوسری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقد میں مجھے دفن کرنا ۔

میں یہ نہیں چاہتی کہ ان کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے ۔ اور جب حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا " اس نئے کام سے آپؓ کی مراد جنگِ جمل سے تھی یعنی خلیفہ کے خلاف بغاوت کرنا تھا اور اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا : وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ "(اے نبی ﷺ کی بیویوں) تم اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو " سورة الأحزاب آیت 33. حضرت عائشہؓ جب تلاوت قرآن کرتے ہوئے اس آیت «(وَقَرْنَ فِي بُيُوْتِكُنَّ)» پر پہنچتی تھیں تو بے اختیار رو پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ بھیگ جاتا تھا ، کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ غلطی یاد آ جاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں ہوئی تھی ۔ جنگِ جمل کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سلام اللہ علیہا غمزدہ رہی اور اپنے اس کام پر توبہ بھی کی اور بیشک اللہ ﷻ توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ بیشک ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا نے نیک نیتی کے ساتھ بصرہ کا سفر کیا تھا کے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیے ۔ لیکِن آپؓ کو بعد میں بنو امیہ کی چالبازیوں کا معلوم ہوا اور خود آپؓ کو بنو امیہ نے ہی تکلیفیں پہنچائی ، آپ کے بھائی حضرت محمد بن ابی بکرؓ کو بنو امیہ نے مظلوم شہید کیا ۔ ام المؤمنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا نے جنگِ جمل کے واقع کے بعد حضرت علیؓ سے احترام اور اجزی کا معاملہ رکھا جب کیسی نے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا : حضرت علیؓ کے پاس جاؤ ، بلاشبہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ۔ اور جب کوئی آپ سے جنگِ جمل کے بارے میں سوال کرتا تو آپؓ اس کو تقدیر کا فیصلہ کہتی تھی یعنی تقدیر غالب آگئی ، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی موجودہ تھی یہ سب ہونا ہے اور بیشک آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سچے نبی اور رسول ہے ، اِن سب واقعات کو چھپانا بیوقوفی کے سِوا اور کُچھ نہیں یہ تو نبی کریم ﷺ کے نبوّت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے ۔ اللہ ﷻ ہم سب کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

البدایہ والنہایہ ج-7,ص-295تا333.تاریخ ابنِ خلدون ج-2,ص-376تا406.المصنف ابنِ ابی شیبہ ج-11,کتاب الجمل. سلسلة الحدث الصحیحة ج-1,ص-846تا855. مختصر سیرتِ رسولﷺ (امام عبداللہ بن مُحمّد بن عبدالوہاب) ص-781اور784.مستدرک الحاکم 4613....صحیح بُخاری 1391,مصنف ابن ابی شیبہ 38927, سنن نسائی 129..,مسند احمد 23513..دلائل النبوة ، أحمد بن حنبل – زھد – زھد عائشة ص-135,الطبقات الکبری لابن سعد........

صِفین : جنگِ جمل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علیؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور جریر بن عبداللہ الجبلی اور اشعث بن قیس (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ہمدان اور آذربائیجان میں مقرر کردہ گورنر تھے ان) کو خط لکھا کہ تم مسلمانوں سے ہماری بیعت لےکر ہمارے پاس چلے آؤ ۔ پس پھر وہ دونوں حاضر خدمت ہووے تو حضرت علیؑ نے جریر کو خط دےکر حضرت معاویہؓ کی طرف روانہ کیا کہ وہ بیعت خلافت پر آمادہ ہو لیکِن ایسا نہیں ہوا بلکہ حضرت معاویہؓ اور اہلِ شام کھول کر مخالفت پر اترآئے پھر حضرت علیؑ

نے شام کی طرف فوج روانہ کی اور جب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم خود جنگ پر پہنچیں تو مالک اشتر کو معاویہؓ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہؓ پہنچ گئے اور دریائے فرات پر قبضہ کرلیا ۔ [یہ وہی دریا ہے جس پر یزیدی فوج نے قبضہ کیا تھا اور نواسائے رسولﷺ حضرت حسین علیہ السّلام پر پانی روکدیاگیا تھا ۔ عبداللہ بن نجی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ وہ علیؓ کے ساتھ جا رہے تھے،وہ ان کے وضو کا برتن (لوٹا) اٹھایا کرتے تھے۔ جب وہ (نینوی) کے قریب پہنچے جبکہ علیؓ صفین کی طرف جا رہے تھے۔ تو علیؓ نے آواز دی :ابو عبداللہ! رکو، ابو عبداللہ! فرات کے کنارے رکو، میں نے کہا: کیا ہوا؟ علیؓ نے کہا: ایک دن میں نبی ﷺ کے پاس گیا،آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو کسی نے غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں جاری ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ، بلکہ جبریلؑ ابھی ابھی میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حسینؑ فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ میں اس کی مٹی کی خوشبو سنگھاؤں؟ علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں ، آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا، آپ نے مٹی کی ایک مٹھی مجھے دی، مجھے بھی اپنی آنکھوں پر قابونہ رہا اور آنسو نکل آئے ۔ اور یہ وہی دریائے فرات ہے جس کے بارے میں نبیﷺ نے فرمایا تھا : يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا ۔ ترجمہ : عنقریب دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ کو ظاہر کر دے گا جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے ۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا : يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا ۔ ترجمہ : عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا : جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس کی طرف چل نکلیں گے ، جو لوگ اس (پہاڑ) کے قریب ہوں گے وہ کہیں گے ۔ اگر ہم نے (دوسرے) لوگوں کو اس میں سے (سونا) لے جانے کی اجازت دے دی تو وہ سب کا سب لے جائیں گے ۔ اور فرمایا : وہ اس پر جنگ آزما ہوں گے تو ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان (لڑنے والوں) میں سے ہر کوئی کہے گا : شاید میں ہی بچ جاؤں گا ۔] حضرت معاویہؓ نے جب دریائے فرات پر قبضہ کیا اور حضرت علیؑ اور ان کی فوج پر پانی روک دیا اور لوگوں کا پیاس سے برا حل ہوگیا اور لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے اس کی شکایت کی حضرت علیؑ نے فوج تیار کی اور دریائے فرات سے معاویہؓ کا قبضہ ہٹادیا اور جب حضرت علیؑ نے دریائے فرات پر قبضہ کیا تو لوگ کہنے لگے ہم بھی معاویہؓ پر پانی روک دے گے تو حضرت علیؑ نے اس حرکت سے منع کیا اور سب کو پانی استعمال کرنے کی اجازت دی جب ۳۷ ہجری کا آغاز ہوا تو حرمت کے مہینے محرم الحرام کے احترام میں دونوں گروہ جنگ سے روکے رہے ۔ حضرت علیؑ نے معاویہؓ کی طرف حضرت

عدی بن حاتمؓ ، یزید بن قیس ، شبیث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ کو روانہ کیا کہ وہ معاویہؓ کو بیعت خلافت پر آمادہ کرے اِن حضرات نے معاویہؓ کو اللہ ﷻ کے خوف سے ڈرایا اور حضرت علیؑ کی فضیلتیں بھی سنائی اور بیعت پر آمادہ کرنے کی بہت کوششیں کی لیکِن معاویہؓ حضرت علیؑ کی مخالفت کرنے سے باز نہ آئے اور حضرت علیؑ پر قتلِ عثمانؓ کا الزام بھی لگا دیا ، پھیر جب جنگ واپس شروع ہوگی تو اس میں حضرتِ عمار بن یاسرؓ علیہ السلام شہید ہوگئے تو لوگوں کو پوری طرح یقین ہوگیا کہ حق پر کون ہے اور باغی گروہ کونسا ہے ، حضرت علیؑ کےساتھیوں میں اور جوش پیدا ہوگیا ،اشتر نے فوج کے ساتھ اہلِ شام کی صفوں کو توڑ دیا اہلِ شام کو شکست ملنے ہی والی تھی کہ عمرو بن العاصؓ نے معاویہؓ کو کہا : کیا دیکھتے ہو تمہارے ہاتھ میدان نہ آئےگا ، لوگوں کو حکم دو ک قرآن کو اپنے نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں : هذا كتاب الله بيننا و بيناكم ۔ یہ اللہ کی کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان ۔ کہ اس سے وہ لوگ جنگ سے روک جائے گے اگر ایسا نہ ہو تو اُن میں اختلاف تو ضرور ہوگا اور اُن کے اختلاف سے ہمیں بھی فائدہ ہوگا ، تو بنو امیہ کے لوگوں نے اُس دن نیزوں پر قرآن کو اٹھایا تھا [اللہ ﷻ کے سِوا اور کیسی کو کیا معلوم تھا کہ جِس فوج نے آج نیزوں پر محمد رسول اللہﷺ پر نازل ہوئی کتاب قرآنِ کو اٹھایا تھا کل وہ فوج اُن نیزوں پر محمد رسول اللہ ﷺ کے اُس نواسے کا کٹا ہوا سر اٹھائے گئے جس نواسے کو محمد رسول اللہ ﷺ اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں گھمایا کرتے تھے کیا معلوم تھا ایک دن اُس نواسے کے سر کو کربلا میں یہ لوگ نیزوں پر اُٹھا کر تماشا لگائے گے **اُن تمام پر لعنت جن لوگوں نے حسین** علیہ السّلام **کو قتل کیا** ۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا : جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ۔] جب نیزوں پر قرآن مجید کو اٹھا کر اہلِ شام آئے تو حضرت علیؑ کی فوج جنگ سے روک گئے لیکِن حضرت علیؑ کو ان کی اِس چالبازیوں کا معلوم تھا حضرت علیؑ نے جنگ جاری رکھنے کا اصرار کیا اور کہا : ہم ان لوگوں سے اس لیے لڑتے ہے کہ یہ اللہ کی کتاب پر عمل کرے کیونکہ اِن لوگوں نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا ہے ۔ لوگ حضرت علیؑ کے اصرار کرنے پر بھی نہیں مانے اور حضرت علیؑ کو مالک اشتر کو جنگ سے روک دینے کا حکم دینا پڑا ۔ پھیر جب جنگ روک گئی تو اشعث بن قیس نے حضرت علیؑ سے اجازت لے کے معاویہؓ سے اس معاملہ میں بات کرے جب وہ معاویہؓ کے پاس گئے تو معاویہؓ سے دریافت کیا کہ کس وجہ سے تم لوگوں نے نیزوں پر قرآن اٹھایا تھا ؟ معاویہؓ نے جواب دیا تاکہ ہم اور تم اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کرے ، تم اپنی طرف سے ایک آدمی کو منتخب کرو اور ہم بھی ایک آدمی کو اپنی طرف سے منتخب کرگئے اور اُن سے حلف لیاجائے کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے اور جو فیصلہ یہ لوگ کرے گے اس پر ہم اور تم دونوں راضی ہو جائے گے اشعث بن قیس یہ خبر امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے

پاس لے گئے لوگوں اس پر راضی ہو گئے اہلِ شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو اپنا حکم منتخب کیا اور حضرت علیؑ نے ابنِ عباس کو حکم بنان چاہا تو لوگوں نے انکار کیا اور کہا وہ آپ کے رشتدار ہے لوگوں نے دوسروں کے نام لیے لیکِن علیؑ کو وہ لوگ اس قابل نہ لگے حضرت علیؑ نے اشتر کا نام لیا کہا اشتر میرا رشتدار نہیں ہے لوگوں نے کہا کیا آپ کو اشتر کے سِوا روہے زمین میں کوئی اور شخص نہیں ملتا حضرت علیؑ نے کہا : کیا ابوموسیٰؓ کے علاوہ تم کسی اور کو حکم نہیں بناؤ گے، لوگ نے کہا کہ ابو موسیٰؓ کو نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور اشتر اس سے محروم ہے ۔ حضرت علیؑ اس بحث سے تنگ ہوگئے اور مجبور ہوکر فرمایا : جو چاؤ اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو ، لوگوں نے ابوموسیٰؓ کو حکم بنایا جب تحکیم کا عہدنامہ لکھنے کا وقت آیا تو کاتب نے بِسمِ اللہِ کے بعد لکھا : ھذا ما تقضی علیه امیر المؤمنین ۔ تو مخالفین نے اس پر اعتراض کیا اور کہا : یہ ہمارے امیر نہیں ہے تمہارے ہوں تو ہوں ۔ اس لفظ "امیر المؤمنین" کو مٹا کر اس کی جگہ علی ابنِ ابی طالبؑ لکھنے کو کہا تو لوگ میں اختلاف ہوا حضرت علیؑ نے صلح حدیبیہ کا واقع یاد کیا جب مشرکینِ مکہ نے صلح نامہ پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھنے پر مخالفت کی اور کہا : اگر ہم ان کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو کیا پھر ان سے جنگ کرتے ؟ ، تو مشرکینِ مکہ نے محمد رسول اللہﷺ کو مٹا کر محمد ابنِ عبداللہ لکھنے کو کہا تو رسول اللہﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا : رسول اللہ کا لفظ مٹادو ۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا اللہ کی قسم ! میں تو اسے نہیں مٹا سکتا ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' اچھا ، مجھے اس (جملے) کی جگہ دکھاؤ ۔'' حضرت علیؑ نے دکھا دی ، آپ ﷺ نے اس کو مٹا دیا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا ۔ اور ایک روایت کے مطابق حضرت علیؑ فرماتے ہیں : نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا : تیار رہو عنقریب تم پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا کہ جب تم مجبور ہوجاؤ گے ۔ اور صفین میں یہی کچھ ہوا ، حضرت علیؑ نے امیر المؤمنین مٹا کر علی ابنِ ابی طالبؑ لکھنے کو کہا لوگوں نے اختلاف کیا پھیر جیسے تیسے معاہدہ اس بات پر طے ہوا کی دونوں حکم قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کریں گے ۔ حضرت علیؑ صفین سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے ۔ پھیر جب تحکیم کا وقت آیا تو دونوں حکم آمنے سامنے ہوئیں تو دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ "حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اور معاویہؓ دونوں کو معزول کرکے معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دے کہ لوگ جیسے چاہئے اُس کو خلیفہ بنائے " بیشک یہ فیصلہ قرآن مجید کے ایکدم خلاف تھا حضرت علیؑ کہاں اور معاویہؓ کہاں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور مولا علیؑ نبیﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہے اور اُن ہی لوگوں نے حضرت علیؑ کو خلیفہ نامزد کیا تھا جن لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ ،عمرؓ ، اور عثمانؓ کو خلیفہ نامزد کیا تھا اور بات قصاص عثمانؓ کی تھی فیصلہ اس پر ہونا تھا تو یہ خلافت میں

حقداري جمنے لگیں ۔ پھیر جب دونوں حکم باہر آئے تو فیصلہ لوگوں میں اعلان کرنے کے لیے عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ کو پہلے بات کرنے کو کہا کی آپ پہلے کیونکہ آپ نبی کریمﷺ کے بڑے صحابی ہے آپ پہلے بات کریں ۔ اس بات پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو شک ہوا اور آپ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو پہلے بیان دینے سے روکا لیکِن وہ نہیں روکے اور بیان کیا : ہم دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں کو معزول کریں اورخلافت کے سلسلہ شروعات سے کرے تو میں علیؑ کو اور معاویہ کو معزول کرتا ہو اور معاملہ شوریٰ پر چھوڑتا ہوں کہ جس کو خلافت کے لائق سمجھو تو اُس کو خلیفہ بنائے تو یہ بات بس ختم ہونی تھی کہ عمرو بن العاصؓ کھڑے ہو کر فرمانے لگے : لوگوں سن لو اس شخص نے اپنے رفیق یعنی علیؑ کو معزول کیا تو میں بھی ان کو معزول کرتا ہو لیکِن معاویہؓ کو معزول نہیں کرتا ہوں میں معاویہؓ کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں ۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ ابوموسیٰؓ کو ملامت کرنے لگے حضرت ابو موسیٰؓ نے معذرت پیش کی اور کہا : عمرو بن العاص نے دھوکہ دیا ہے ، اقرار کر کے مکر گیا۔ ابو موسیٰؓ اور عمرو بن العاصؓ میں بہت تلخ کلامی ہوئی اور تلواریں بھی نکلی گئی لیکِن معاملہ قابو میں آگیا ، پھیر حضرت ابو موسیٰؓ وہاں سے مکہ چلے گئے ، اور لوگوں نے اس فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور حضرت علیؑ سے ایک گروہ نے اختلاف کیا کہا اللہ کے علاوہ کوئی حکم نہیں اور حضرت علیؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ، یہ گروہ خوارج کا گروہ تھا ،۔ ، اس تحکیم کے واقع کے بعد امیر المؤمنین علیؑ نے نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھائی : " اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ، وعمرو بن العاص ، وأشياعه ، وأبي السلمي ، وعبد الله بن قيس وأشياعه " کیوں کے اس جنگ میں بہت سے مسلمان قتل ہو گئے تھے اور اگر حضرت علیؑ کو ان رکاوٹوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو اسلام کا پھیر سے وہ دور شروع ہو جاتا جو حضرت عمرؓ کے وقت تھا ۔ لیکن یہ سب تو ہونا ہی تھا کیونکہ نبی کریمﷺ نے ان سب باتوں کی پیشنگوئی کر دی تھی بیشک محمد رسول اللہﷺ اللہ ﷻ کے سچّے پیغمبر اور رسول تھے ۔

البدایہ والنہایہ ج-7 ص-357...., تاریخ ابن خلدون ج-2 ص-403...., مختصر سیرتِ رسولﷺ (امام عبداللہ بن مُحمّد بن عبدالوہاب) ص- 786.....,مستدرک الحاکم 8519,8465,4777,2656,....,صحیح بُخاری 2812,4251,3184,2698,7119,....,صحیح مسلم 4629,2895,2894,........ سنن الکبریٰ 8575,8576, ...مصنف ابن ابی شیبہ ج-11 في كتاب الجمل باب ما ذكر في صفين....، الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد ...۔

نَہروَان : سنہ ۸ ہجری جنگِ حنین کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تب ایک آدمی جو بنو تمیم سے تھا جس کا نام " ذُو الْخُوَيْصِرَةِ" تھا اُس بدبخت نے کہا : اعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ " اے محمد ! (ﷺ) انصاف کیجیے ، آپ نے انصاف نہیں کیا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : وَيْلَكَ ، وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ ’’ تیرے لیے ویل ہو! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر میرے بعد اور کون انصاف کرے گا ؟‘‘ حضرت عمرؓ نے کہا : دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى أَضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ ۔ " اے اللہ کے رسول ﷺ ! اجازت دیجیے

کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا :''معاذاللہ ! کہ لوگ ایسی باتیں کریں کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں ، اسے چھوڑ دو ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا : اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے ، آپ ﷺ نے اس تیر کے بارے میں فرمایا : تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے باڑ کو دیکھا جائے اور یہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم سے تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا : "وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا ۔" اور آحضرت ﷺ نے ان دو گروہ (حضرت ابو حسینؑ یعنی علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم اور ابو یزید یعنی معاویہؓ کے گروہ) کے بارے میں فرمایا جس میں سے ایک گروہ سے یہ لوگ الگ ہو جائے گے اِن خوارج سے جو گروہ جنگ کرے گا آپ ﷺ نے اُس گروہ کے بارے میں فرمایا : قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ اور ایک دوسری روایت میں ہے : يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ الْحَقِّ ۔ اس حدیث میں "اقرب الی الحق" سے یہ ثابت کرتے ہے کی دونوں گروہ حق پر تھے یعنی معاویہؓ بھی حق پر تھے اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے : ان دونوں گروہ میں سے جو ان لوگوں کو قتل کرے گا وہ گروہ حق کے قریب تر ہوگا ۔ اس سے علماء سوء یہ ثابت کرتے ہے کہ "حق کے قریب سے مطلب دوسرا گروہ یعنی ابو یزید کا گروہ جِس نے حضرتِ عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا وہ بھی حق پر تھا لیکِن ابو حسینؑ کا گروہ حق کے قریب تر تھا " ۔ جب کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کرنے والے گروہ کے بارے میں یہ فرمایا : وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ ۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اُس گروہ کو نبی کریم ﷺ حق پر فرماتے ہو ؟ اللہ ﷻ نے قرآن میں منافقین کے بارے میں فرمایا : ہُمۡ لِلۡکُفۡرِ یَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡہُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ ۔ سورة آل عمران آیت 167. ترجمہ : وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے ۔ تو کیا اس میں لفظ "اقرب" سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ منافقین ایمان پر بھی تھے ؟ ۔ ہرگز نہیں ! یہاں تو صاف صاف اُن کا کفر پر ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ یہ تو بات کرنے کا ایک طریقہ ہے علماء سوء لفظوں کو پکڑ کر باقی تمام بات چھوڑ دیتے ہیں اللہ ﷻ ہم تمام لوگوں کو علماء سوء کے شر سے محفوظ رکھیں امین ۔ تو "يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ الْحَقِّ" یعنی " ان دونوں گروہ میں سے جو گروہ ان (خوارج) لوگوں کو قتل کریں گا وہ حق پر ہوگا " ۔ اور سنہ ۳۸ ہجری میں حضرت علیؑ نے نَہروَان نامی جگہ پر خوارج سے جنگ کی حضرت علیؑ کو ان پر فتح حاصل ہوئی جنگ میں سب خوارج قتل ہوئے لیکِن کُچھ لوگ بچ کر بھاگ گئے تھے جن میں اِبنِ ملجم ملعون بھی تھا ، جب جنگ ختم ہو

گئی تو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو تلاش کرنے کو کہا جِس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا : ان (خوارج) کی علامت ایک کالا شخص ہو گا ۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا....، حضرت علیؑ نے اُس شخص کو تلاش کروایا اوراسے نہر کے کنارے پر مقتولوں کے ڈھیر کے نیچے پایا، لوگوں نے اسے نکالا تو سیدنا علیؑ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سچ ہے...۔ ان تینوں جنگوں میں حق پر حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم تھے اور مخالفین غلطی پر لیکِن جب بھی حضرت علیؑ سے ان (اہلِ جمل ، صفین ، نَہروَان) کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ان کے بارے میں نرم رویہ رکھتے تھے لیکن یہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہم سے بغاوت کی ہے ، اور مولا علیؑ نے فرمایا: اُمید کرتا ہوں کہ میں طلحہؓ ، زبیرؓ اور عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا : وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ سورة الحجر آیت 47۔
"اور ہم نکال دیں گے ان کے سینوں میں سے جو کچھ بھی کدورت ہوگی بھائی بھائی (بن کر وہ بیٹھے ہوں گے) تختوں پر آمنے سامنے "۔ لیکِن مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت معاویہؓ کو معاف نہیں کیا اور مولا علیؑ نے نمازوں میں ان پر قنوت نازلہ پڑھائی :
" اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ...." ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم میں سے حوض کوثر پر سب سے پہلے آنے والا وہ ہو گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا ہے ، (یعنی) حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں ۔

صحیح بُخاری 6934,4434...,صحیح مسلم 2465,2467,2470,ترمذی 2188, اِبنِ ماجہ 167..,مسند احمد ، دلائل النبوۃ ، مصنف ابن ابی شیبہ ج-11 فی کتاب الجمل ، سنن الکبریٰ ، مستدرک الحاکم 4662,....۔

کیا مولا علیؑ کے مخالفین کو ایک اجر ملےگا ؟؟؟

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فلهُ أجرٌ واحدٌ»

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :" جب حاکم فیصلہ کرتے وقت کوشش کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں ، اور جب فیصلہ کرے اور کوشش کے باوجود غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے ۔" (صحیح بُخاری 7352،صحیح مسلم 4487-----)

اِس حدیث سے لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کو ایک اجر ملے گا لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرتے ہیں کہ یہ حدیث حاکم کے بارے میں ہے جو کہ اُس وقت مولا علیؑ تھے اور حضرت معاویہؓ نے تو حاکم وقت کی بغاوت کی تھی اور اُس پر اڑے رہے ۔

مولا علیؑ کوئی عام خلیفہ نہیں تھے آپ کی خلافت "خلافت علی منہاج النبوة (نبوت کی خلافت) تھی : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَفِينَةُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ ، ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ، قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً، قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلَافَةَ فِيهِمْ، قَالَ: كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ ۔

ترجمہ : سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ ہم سے سفینہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں تیس سال تک خلافت رہے گی، پھر اس کے بعد ملوکیت آ جائے گی“، پھر مجھ سے سفینہؓ نے کہا: ابوبکرؓ کی خلافت، عمرؓ کی خلافت، عثمانؓ کی خلافت اور علیؑ کی خلافت، شمار کرو راوی حشرج بن نباتہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے تیس سال پایا، سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ میں نے سفینہؓ سے کہا: بنو امیہ یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے؟ کہا: بنو زرقاء جھوٹ اور غلط کہتے ہیں، بلکہ ان کا شمار تو بدترین بادشاہوں میں ہے۔

ترمذی 2226 (صحیح)

حضرت معاویہؓ اور ان کے لوگوں نے مولا علیؑ کی مخالفت تو کی ہی لیکِن وہ اِس پر روکے نہیں بلکہ مولا علیؑ پر اپنے منبروں سے گالی بکنے لگے : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ - وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ - قَالاَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي

وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ» قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا» فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي»

ترجمہ : بکیر بن مسمار نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے ، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا ، کہا : آپ کو اس سے کیا چیز روکتی ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علی بن ابی طالبؑ) کو براکہیں ۔ انھوں نے جواب دیا : جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان (حضرت علیؑ) سے کہی تھیں ، میں ہرگز انھیں برا نہیں کہوں گا ۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی میرے لئے ہو تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند ہو گی ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا ، آپ ان سے (اس وقت) کہہ رہے تھے جب آپ ایک جنگ میں ان کو پیچھے چھوڑ کر جا رہے تھے اور علیؑ نے ان سے کہا تھا : اللہ کے رسول ! آپ مجھے عورتوں اوربچوں میں پیچھے چھوڑ کرجارہے ہیں؟تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا : تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارونؑ کاموسیٰؑ کے ساتھ تھا ، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے ۔ اسی طرح خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا : اب میں جھنڈ ا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اوراس کے رسول ! سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں ۔ کہا : پھر ہم نے اس بات (مصداق جاننے) کے لئے اپنی گردنیں اٹھا اٹھا کر (ہرطرف) دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : علی کو میرے پاس بلاؤ ۔ انھیں شدید آشوب چشم کی حالت میں لایا گیا ۔ آپ نے ان کی

آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اورجھنڈا انھیں عطافرمادیا ۔ اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا ۔ اورجب یہ آیت اتری (آیت مباہلہ): (تو آپ کہہ دیں : آؤ) ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں کو بلالیں ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ ، حضرت فاطمہؑ ، حضرت حسنؑ ، اورحضرت حسینؑ کو بلایا اور فرمایا : اے اللہ ! یہ میرے گھر والے ہیں ۔

صحیح مسلم 6220، ترمذی 3724.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ فَذَكَرُوا عَلِيًّا فَنَالَ مِنْهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ . (وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ)

ترجمہ : سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ معاویہؓ اپنے ایک سفر حج میں آئے تو سعدؓ ان کے پاس ملنے آئے، لوگوں نے علیؑ کا تذکرہ کیا تو معاویہؓ نے علیؑ کو نامناسب الفاظ سے یاد کیا، اس پر سعدؓ ناراض ہو گئے اور بولے: آپ ایسا اس شخص کی شان میں کہتے ہیں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: جس کا مولا میں ہوں، علیؑ اس کے مولا ہیں ، اور آپ ﷺ سے میں نے یہ بھی سنا: تم (یعنی مولا علیؑ) میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ، نیز میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: آج میں لڑائی کا جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے ۔ (اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں ۔)

ابن ماجہ 121 ، مصنف ابن ابی شیبہ 32078,(صحیح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ «قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ»

ترجمہ : ابو حازم نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت کی ، کہا : کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہلؓ کو بلایا اور سیدنا علیؑ کو گالی دینے کا حکم دیا ۔ سیدنا سہلؓ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو ۔ سیدنا سہلؓ نے کہا کہ سیدنا علیؑ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے ۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃالزہراءؑ کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علیؑ کو گھر میں نہ پایا ، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے ؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ ! علی مسجد میں سو رہے ہیں ۔ آپ ﷺ سیدنا علیؑ کے پاس تشریف لے گئے ، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن پر) مٹی لگ گئی تھی ، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب ! اٹھ ۔ اے ابوتراب ! اٹھ ۔

صحیح مسلم 6229

مولا علیؑ کو گالی دینا یعنی نبیﷺ کو گالی دینا !

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الجَدلِي قَالَ: قَالَتْ لِي أُمُّ سَلمَةَ : « أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليہ وآلہ وسلم فِيْكُمْ عَلَى الْمَنابِرِ ؟ قُلْتُ : سُبْحَانَ الله! وَأَنَّى يُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليہ وآلہ وسلم ؟ قَالَتْ : » أَلَيْسَ يُسَبّ عَلِي بْن أَبِي طَالِب وَمَنْ يَّحِبُّه ؟ أَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْل اللهِ صلى الله عليہ وسلم كَانَ يُحِبُّهُ

ترجمہ : ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ مجھ سے ام سلمہؓ نے کہا: کیا تمہارے درمیان منبروں پر رسول ﷺ کو گالی دی جاتی ہے؟ میں نے کہا: سبحان اللہ ! رسول اللہ ﷺ کو کس طرح گالی دی جا سکتی ہے؟ کہنے لگیں: کیا علی بن ابی طالبؑ اور جوان سے محبت کرتے ہیں ، انہیں گالی نہیں دی جاتی؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ السلسلة الصحية 3332 ۔

مولا علیؑ کے شیعہ کا اِس پر کیا موقف ہونا چاہیے ؟

نہج البلاغہ میں مولا علیؑ کا خطبہ

وَ قَدْ سَمِعَ قَوْمًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ يَسُبُّوْنَ اَهْلَ الشَّامِ اَيَّامَ حَرْبِهِمْ بِصِفِّيْنَ : اِنِّیْۤ اَكْرَهُ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ، وَ لٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ اَعْمَالَهُمْ، وَ ذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ، كَانَ اَصْوَبَ فِی الْقَوْلِ، وَ اَبْلَغَ فِی الْعُذْرِ، وَ قُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ اِيَّاهُمْ: اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَآءَنَا وَ دِمَآءَهُمْ، وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَ بَيْنِهِمْ، وَ اهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ، حَتّٰى يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهٗ، وَ يَرْعَوِیَ عَنِ الْغَیِّ وَ الْعُدْوَانِ مَنْ لَّهِجَ بِہٖ.

ترجمہ : آپ جنگ صفین کے موقع پر اپنے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو سنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا: میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو۔ اگر تم ان کے کرتوت کھولو اور ان کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہو گا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدایا! ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان

کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا، تاکہ حق سے بے خبر حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 204 ۔

مولا علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جو مخالفین کی علمی طریقے سے غلطیاں پیشِ کریں ، نا کہ سب و شتم کرنا شروع کردے ۔

یہ تھی کربلا کی اصل وجہ

حضرت حسینؑ ملوکیت جیسے بدعت کے خلاف سنت کے علم بردار تھے حضرت حسینؑ ملوکیت جیسے شرک کے خلاف توحید کے علم بردار تھے ۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

فرقہ واریت کی ایک اصل وجہ ہے ایمان ابی طلب :

حضرت ابو طالب کے بارے میں مسلمانوں میں دو طرح کے موقف ملتے ہے ایک گروہ حضرت ابو طالب کے بارے میں یہ موقف رکھتا ہے کہ اُن کی موت کُفر پر ہوئی اور دوسرے گروہ کا یہ موقف ہے کہ اُن کی موت اسلام پر ہوئی ۔

اُن کی دلیل جو کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کی موت اسلام پر ہوئی تھی : ایک دلیل تو جذباتی ہے جو حضرت علیؑ کی محبت میں غلو کی وجہ سے حضرت ابو طالب کی موت کو ایمان پر مانتے ہے اور دوسری دلیل یہ روایت : **قال ابن إسحاق حدثني العباسُ بن عبد الله بن معبد عن بعض أهله عن ابن عباس ... العباس إليه فوجده يحرك شفتيه، فأصغى إليه بأذنيه ثم قال: يا ابن أخي لقد قال أخي الكلمة التي أمرته أن يقولها، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: لم أسمع .**

ترجمہ : (جب حضرت ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا)

راوی نے کہا کہ حضرت عبّاس نے اُن کے ہونٹوں کو دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا : تو حضرت عبّاس نے اِن کے جانب اپنا کان لگادیا ۔ راوی نے کہا کہ اِس کے بعد حضرت عباس نے کہا : اے میرے بھائی کے بیٹے ! میرے بھائی نے ٹھیک وہ کلمہ کہا جِس کا آپ نے اُسے حُکم کیا تھا ۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "میں نے نہیں سنا ."

سیرت ابن ہشام جلد 2, البداية والنهاية... یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند منقطع ہے۔

اُن لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ حضرت ابو طالب کی موت کُفر پر ہوئی تھی:

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَمِّ، قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ»، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ} [التوبة: 113]، وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ}

ترجمہ :جب حضرت ابو طالب کی موت کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ۔ آپ نے ان کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو موجود پایا ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' چچا ! ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں ، میں اللہ کے ہاں آپ کے حق میں اس کا گواہ بن جاؤں گا ۔'' ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا : ابو طالب ! آپ عبدالمطلب کے دین کو چھوڑ دیں گے ؟ رسول اللہ ﷺ مسلسل ان کویہی پیش کش کرتے رہے اور یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے ان لوگوں سے آخری بات کرتے ہوئے کہا :'' وہ عبدالمطلب کی ملت پر (قائم) ہیں '' اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا ۔ تب رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا :" اللہ کی قسم ! میں آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے آپ (کے حوالے) سے روک نہ دیا جائے ۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :" نبی اور ایمان لانے والوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں ، خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کے سامنے واضح ہو چکا کہ وہ (مشرکین) جہنمی ہیں ۔" اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا :" (اے نبی !) بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے دیتا ہے اور وہ سیدھی راہ پانے والوں کے بارے میں زیادہ آگاہ ہے ۔"

صحیح مسلم 132/صحیح بُخاری 3884، 4772.

اِس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو طالب نے کلمہ لا الہ الا اللہ نہیں کہا لیکِن جب نبی ﷺ سے حضرت عباس نے حضرت ابو طالب کے بارے میں پوچھا : يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ»

ترجمہ : اے اللہ کے رسول ! کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع پہنچایا ؟ وہ ہر طرف سے آپ کا دفاع کرتے تھے اور آپ کی خاطر غضب ناک ہوتے تھے ۔ آپ ﷺ نے جواب دیا :" ہاں ، وہ کم گہری آگ میں ہیں (جو ٹخنوں تک آتی ہے) اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے ۔"

صحیح مسلم 510.......

حضرت ابو طالب کی طرف سے مسلمانوں کو فائدہ ہی پہنچا ہے لیکِن لوگ اِس موضوع (ایمان ابی طالب) پر اتنی بحث کرتے ہیں اور کچھ لوگ تو حد سے گزر جاتے ہیں اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دیتے ہیں ۔

ایمان ابی طالب پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔

حضرت ابو طالب نے نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا اور ہر طرف سے آپ ﷺ کا دفاع کیا اور حضرت ابو طالب نبی کریمﷺ کی خاطر لوگوں سے لڑتے رہے حضرت ابو طالب ہمارے نبی کریم ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے اور جو ہمارے نبی محمّد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے ہم بھی اُن سے محبت کرتے ہیں ۔

بےشک جنت اور جہنم کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ ﷻ شَدِیْدُ الْعِقَاب بھی ہے اور غَفُوْرٌ رَّحِیْم بھی ہے ۔ اور اللہ ﷻ کا ہر فیصلہ ہمیں منظور ہے ۔

عجیب بات ہے بُخاری اور مسلم کی یہ سب احادیث سنا سناکر اِن لوگوں (علی کے دشمنوں) کی زبانیں نہیں تھکتی لیکِن جب کوئی بُخاری اور مسلم سے بنو اُمیہ کے کالے کرتووں کو کھول کر بیان کرتا ہے تو یہی لوگ خود بُخاری اور مسلم کی حدیثوں سے موں موڑ لیتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق دے آمین یارب العالمین ۔

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ .

اہل تشیع میں یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت فاطمہؑ کو شہید کیا گیا . یہ روایت کی اصل صرف اہل تشیع کی ایک کتاب میں موجود ہے " سُلیم بن قيس الهلالي " کی کتاب .

یہ کتاب خود شیعہ علماء کے نزدیک ثابت نہیں اِس کتاب کے راوی ضعیف ہیں کذاب ہیں .

سليم بن قيس الهلالي نے ابان بن ابی عیاش کو یہ کتاب دی.

ابان بن ابی عیاش اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے نزدیک ضعیف اور کذاب راوی ہے .« (شیعہ) ابن الغضائري: "ضعيف لا يلتفت إليه، وينسب أصحابنا وضع كتاب سليم بن قيس إليه." رجال ابن الغضائري ص-36.

الشيخ الطوسي " أبان بن أبي عياش فيروز، تابعي، ضعيف " رجال الطوسي ص-126.

العلامة الحلي " تابعي ضعيف جدا والأقوى عندي التوقف فيما يرويه "خلاصة الاقوال ص-325.

محمد بن صالح المازندراني " لا يلتفت إليه "شرح أصول الكافي ج-2،ص-307.

(اہلِ سنت)أحمد بن حنبل: متروك الحديث، ترك الناس حديثه منذ دهر من الدهر، ومرة: كان منكر الحديث، ومرة: كذاب .» الجامع لعلوم الإمام أحمد: الرجال ، الضعفاء والمتروكون لابن الجوزي.....

کتاب سُلیم بن قيس الهلالي میں صرف حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی واقعات ہے قرآن کی

تحریف کا واقعہ اور بھی کہیں جھوٹی روایتیں ہے جو شیعہ کے ذاکر منبر پر نہیں سناتے ہے ۔

تو معلوم ہوا کہ « كتاب سُليم بن قيس الهلالي » پوری کتاب ہی موضوع ہے پوری کتاب ہی جھوٹی ہے ۔

اہل سنت میں بھی ایک روایت ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں " حضرت عمر نے حضرت فاطمہؑ کو دھمکی دی کے وہ اُن کے گھر کو آگ لگادے گے " یہ روایت بھی ضعیف ,موضوع ہے اس کی سند مُرسل ہے اس کی سند میں زید بن أسلم اور ابو اسلم جو حضرت عمر کا غلام تھا لیکِن اُس وقت وہ حضرت عمر کا غلام نہیں بنا تھا جب کی یہ بات ہے یعنی یہ حدیث مُرسل ہے ۔

تقريب التهذيب میں زید بن أسلم کے بارے میں ہے کہ " كان يرسل "
تقريب التهذيب 2129 ص:350.

اور حضرت عمر بن خطابؓ ایسی بات کرنا تو دور ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتے اگر حضرت عمرؓ نےایسی بات کی ہوتی تو مولا علیؑ کبھی آپ کا ساتھ نہیں دیتے اور آپ کی وفات پر یہ بات نہیں فرماتے : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ، وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ - وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا - ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، قَالَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو، أَوْ لَأَظُنُّ، أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا»

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا ، جب حضرت عمر بن خطابؓ (کے جسد خاکی) کو چار پائی پر رکھا گیا تو (جنازہ) اٹھانے سے پہلے لوگوں نے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا ۔ وہ دعائیں کر رہے تھے تعریف کر رہے تھے دعائے رحمت کر رہے تھے ۔ میں بھی ان میں شامل تھا تو مجھے اچانک کسی ایسے شخص نے چونکا دیا جس نے پیچھے سے (آکر) میرا کندھا تھا ما ۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو حضرت علیؓ تھے ، انھوں نے حضرت عمرؓ کے لیے رحمت کی دعا کی اور کہا : آپ نے کوئی ایسا آدمی پیچھے نہ چھوڑا جو آپ سے بڑھ کر اس بات میں مجھے محبوب ہو کہ میں اللہ سے اس کے جیسے عملوں کے ساتھ ملوں ۔ اللہ کی قسم ! مجھے ۔ ہمیشہ سے یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے سناکرتا تھا ، آپ فرمایا کرتے تھے ، میں ابوبکر اور عمرؓ آئے ۔ میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اندر گئے ، میں ابوبکر اور عمرؓ باہر نکلے ۔ مجھے امید تھی بلکہ مجھے ہمیشہ سے یقین رہا کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا ۔

صحیح مسلم 2389 ،صحیح بُخاری 3685 مسند احمد ....

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین ۔

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ (باغِ) فَـــــــــدَك کا مسئلہ .

سب سے پہلی بات یہ لفظ فِدك (زیر کے ساتھ) نہیں ہے یہ لفظ فَدَك (زبر کے ساتھ) ہے فَ دَ ك (ف اور د دونوں پر زبر ہے) ، لوگ منبر پر جاکر بھی فَ دَ ك کو فِ د ك پڑتے ہیں اِس ہی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاید ہی کبھی اُن لوگوں نے کتابوں میں اس کا مطالعہ کیا ہو .

فَـــــــــدَك کیا ہے ؟

فَدَك صرف کوئی باغ نہیں تھا فَدَك ایک بستی تھی یا یہ کہئے کہ فَدَك ایک ریاست تھی ، جو مدینہ سے کُچھ میل کی دوری پر خیبر کے قریب ایک علاقہ تھا .

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فَـــــــدَك مال فَے کی صورت میں عطا کیا تھا .

فَے : وہ مال جو بغیر کیسی جنگ کے حاصل ہوا ہو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا : وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡهُمۡ فَمَاۤ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۞

ترجمہ : اور جو بھی کچھ مال لوٹایا ہے اللہ نے اپنے رسول پر ان لوگوں کے قبضے سے نکال کر ، تو اس پر تم لوگوں نے (اے مسلمانو !) نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ بلکہ اللہ (اپنی شان قدرت و عنایت سے) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے تسلط (اور غلبہ) عطا فرما دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

القرآن – سورۃ 59 الحشر آیت نمبر 6.

مال غنیمت اور مال فے میں فرق کیا ہے ؟

غنیمت : وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝

ترجمہ : اور یقین جان لو کہ جو بھی کچھ غنیمت تم حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا، اور آپ کے رشتہ داروں کا، اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا، اگر تم لوگ ایمان (ویقین) رکھتے ہو اللہ پر، اور اس چیز پر جس کو ہم نے اتارا اپنے بندے پر، (حق وباطل کے درمیان) فیصلے کے اس دن میں، جس دن کہ مڈبھیڑ ہوئی (حق وباطل کے) ان دونوں لشکروں کے درمیان، اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

القرآن - سورۃ 8 الأنفال آیت نمبر 41.

یعنی مال غنیمت میں سے خُمُسَهٗ یعنی پانچواں حصہ جو ہے اللہ کا اور رسول اللہ کا اور آپ ﷺ کے قریبی رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اور باقی کے حصے جنگ میں حصہ لینے والے مسلمانوں کے لیے ہے ۔ مل غنیمت یعنی وہ مل جو مسلمان نے جنگ کرکے حاصل کیا ہو۔

فے : مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ ؕ وَمَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰىکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝

ترجمہ : جو بھی کچھ اللہ نے ان بستیوں کے لوگوں سے لوٹا دیا اپنے رسول کی طرف تو وہ حق ہے اللہ کا، اس کے رسول کا اور آپ ﷺ کے رشتہ داروں کا، یتیموں ، مسکینوں اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال) تمہارے مال دار لوگوں کے درمیان ہی گردش کرتا نہ رہ جائے اور جو بھی کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لیا کرو اور جس سے وہ

تمہیں روکیں اس سے روک جایا کرو اور (ہمیشہ) ڈرتے رہا کرو اللہ سے بیشک اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے

القرآن – سورۃ 59 الحشر آیت نمبر 7.

جو حق مال غنیمت کے خُمُسَہٗ میں تھا وہ اَموالِ فَے میں کُلِ طور پر اُس حق کے ساتھ ہے 1• اللہ اور رسول اللہ ﷺ

2• آپ ﷺ کے رشتہ داروں کا 3• یتیموں کا 4• مسکینوں کا 5• اور مسافروں کا ۔ اور یہ مال بغیر جنگ کے حاصل ہوا ہے اِس میں فوج کا کوئی حصہ نہیں ۔

اِن (اَموالِ فَے) کی تقسیم (MANAGEMENT) کا اختیار آپ ﷺ کے پاس تھا ۔

کیا مسئلہ صرف فَـــــــــدَك کا تھا ؟

تین زمینوں کا مسلہ تھا 1۔ خیبر کی زمین 2۔ فَـــــــدَك کا علاقہ 3۔ بنو نظیر کا علاقہ ۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ , وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ .

ترجمہ : عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہ عَلَيْهَا السَّلَام نے ابوبکرؓ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فے کی صورت میں دیا تھا۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائیداد کے بارے میں تھا جس کی آمدن سے آپ ﷺ

مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے، اور اسی طرح **فدک کی جائیداد** اور **خیبر کے خمس** کا بھی مطالبہ کیا۔ **صحیح بُخاری 3541.**

اہلِ تشیع اور **اہلِ سنت** دونوں مکاتبِ فکر کی **ہبہ** (**GIFT**) والی روایتوں کا جائزہ : « جب سورة 17 الإسراء کی آیت نمبر 26 (وَ اٰتِ ذَاالۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَ الۡمِسۡکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ وَ لَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِیۡرًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ :رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق فضول خرچی نہ کرو .

جب یہ آیات نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بولوا کر فدک (ہبہ) عطا کیا **اِس روایت کی حقیقت کیا ہے کیا یہ روایت خود شیعہ کے نزدیک** صحیح ہے ؟

اہل تشیع کی روایت : علي بن محمد بن عبد الله، عن بعض أصحابنا أظنه السياري، عن علي بن أسباط قال: لما ورد أبو الحسن موسى عليه السلام على المهدي رآه يرد المظالم فقال: يا أمير المؤمنين ما بال مظلمتنا لا ترد؟ فقال له: وما ذاك يا أبا الحسن؟ قال: إن الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه صلى الله عليه وآله فدك وما والاها، لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب فأنزل الله على نبيه صلى الله عليه وآله " وآت ذا القربى حقه " فلم يدر رسول الله صلى الله عليه وآله من هم، فراجع في ذلك جبرئيل وراجع جبرئيل عليه السلام ربه فأوحى الله إليه أن ادفع فدك إلى فاطمة عليها السلام، فدعاها رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها: يا فاطمة إن الله أمرني أن أدفع إليك فدك، ••••••• إلخ

اصول کافی جلد 3 کتاب الحجہ باب 128 حدیث نمبر 5

اِس روایت کے بارے میں خود شیعہ عالم علامہ مجلسی **فرماتےہیں کہ یہ روایت ہی مجہول ہے (ضعیف ہے) .**

مراة العقول فی شرح اخبار آل رسول جلد 6 صفحہ نمبر 267۔

اہل سنت (اور اہل تشیع) کی روایت : وقال أبي يعلى : قرأت على الحسين بن يزيد الطحان ، قال : هذا ما قرأت على سعيد بن خثيم ، عن فضيل ، عن عطية ، عن أبي سعيد ، قال : لما نزلت : { وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (الإسراء : 26) } دعا رسول الله (ﷺ) فاطمة ، وأعطاها فدكا.

مسند أبي يعلى حديث نمبر 1405/1070 ج -1 ، مجمع البيان في تفسير القرآن ج – 6 ص-184 ، شواهد التنزيل لقواعد التفضيل حديث 167 تا 172 ج-1 ص-338 ،المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية (ابن حجر العسقلاني) حديث 3705 ....

فضيل بن مرزوق اور عطية العوفي اہل تشیع اور اہل سنت دونوں کے یہاں ضعیف اور مجہول راوی ہے .

(شیعہ محدثین) : المفيد من معجم رجال الحديث ص-. 459, 375.
(محمد الجواهري): فضيل بن مرزوق : مجهول ، عطية العوفي مجهول .

مزيل اللبس في مسألتي شق القمر و ردّ الشمس ج -1 ص- 427 (محمد مهدي الخرسان) : فضيل بن مرزوق ضعيف .

نفحات الأزهار في خلاصة عبقات الأنوار ج-14 ص-167 (على الحسينى ميلانى) : فضيل بن مرزوق ضعيف .

إحقاق الحق و إزهاق الباطل ج- 33 ص-48 (القاضي الشهيد نور الله التستري) : عطية العوفي، من الضعفاء.

یہ روایت خود اہل تشیعہ کے اصول میں ثابت نہیں ہے

اللہ ہم مسلمانوں پر رحم کرے ہم مسلمان دنیا کی ہر چیز کو بہت تحقیق کے بعد خریدتے ہے اور اگر کسی اسکول یا کالج میں داخلہ لینا ہو تو اُس کے لیے بہت تحقیقات کرتے ہے لیکِن اگر کوئی دین اسلام کی بات آئے تو اُسّے بغیر تحقیق کے تسلیم کرلیتے ہیں اللہ ہدایت دے۔ ہمیں تو

دین کی باتوں میں اُس سے بڑکر تحقیق کرنی چاہیے کیونکہ اِس سے ہماری آخرت کا فیصلہ ہونا ہے ۔

اگر ہم ہر روایت کو اِس طرح مانلے تو پھر تو بہت سی ایسی روایتیں ہے جو قرآن اور صحیح احادیث کے خلاف ہے اِس لئے روایتوں کی تحقیقات ضروری ہے ۔

یہ ساری روایتوں کے راوی کذاب , متروک , مجہول ہے فضيل بن مرزوق , عطية العوفي , المنذر بن محمد القابوسي (شواهد التنزيل لقواعد التفضيل ج-1 ص-442) (موسوعه اقوال ابي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله ج-2 ص-663 ترجمہ -3579 متروک, مجہول)

يحيى بن الحسن (شواهد التنزيل لقواعد التفضيل ج-1 ص-443) (الفهرست الشيخ الطوسي ج-1 ص-337 ضعيف)

اور ایک خطبہ جو حضرت فاطمہ سلام الله عليها کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو شیعہ اور سنی دونوں نے نقل کیا ہے ، یہ بہت لمبا خطبہ ہے اور یہ بھی ایک جھوٹ ہے جو حضرت فاطمہ سلام الله عليها کا نام لیکر بیان کیا جاتا ہے ۔

اِس کے کئی راوی جھوٹے اور ضعیف ہے

حرب بن ميمون وهو ضعّف (بحوث في الملل والنّحل ج-4 ص-284 (جعفر السبحاني))

عباس بن بكار الضبي بصري، كذاب (الضعفاء والمتروكون ج-2 ص-167 (الدارقطني))

محمد بن زكرياء هذا ضعف من الجمهور (شرف المصطفي ج-1 ص-370 (الخركوشی))

معلوم ہوا کہ اس میں بہت سے راوی ضعیف ہے امام ابن الأثیر اپنی کتاب منال الطالب في شرح طوال الغرائب میں ص-507 فرماتےہیں کہ واهل الحديث يقولون : إنه موضوع علي فاطمة . ترجمہ : اور محدثین فرماتےہیں کہ : یہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام لیکر منسوب کیا ہوا جھوٹ ہے .

اللہ ہمیں حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین .

اصل بات یہ تھی کہ "حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابو بکرؓ سے 1 اَموالِ فَے کی میراث کا مطالبہ کیا اور 2 حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیاء علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا ' ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ فاطمہؑ یہ سن کر 3 غصہ ہو گئیں اور ابوبکرؓ سے ترک ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ "

1اَموالِ فَے : اِس کا ذِکر پھیچے گزرچکا کہ اِس مال کے پانچ حصے ہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ ، آپ ﷺ کے رشتہ داروں کا ، یتیموں کا ، مسکینوں کا ، اور مسافروں کا . سیدھی سی بات ہے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پانچ الگ الگ حصوں کا حق اکیلی کیسے لیے سکتی ہے بات مکمّل واضح ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اَموالِ فَے کا انتظامیہ یعنی انتظام کرنے کا مطابہ کیا تھا جِس سے وہ اُن کاموں کو اُس ہی طرح آگے لئے کر چلے جِس طرح آپ ﷺ نے اُس کام کو چلایا تھا .

2حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیاء علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا ' ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ : اِس حدیث کی روایت میں حضرت ابو بکرؓ اکیلے نہیں ہے اور بھی صحابہؓ اور اہلِ بیت اِس حدیث کو جانتے تھے اور اگر حضرت فاطمہؑ اور علیؑ اِس حدیث کو نہیں جانتے تو اور کون جانتا تھا آپ ﷺ کے گھر والوں کو اِس بات کی خبر نہ ہوگی تو اور کیس کو ہوگی ؟ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو اِس بات کا علم تھا کُچھ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو یہ حدیث نہیں معلوم تھی یہ بات سراسر غلط ہے۔

نبی ﷺ تو یہ بات پہلے اپنے اہلِ بیت کو ہی بتاتے حضرت فاطمہؑ کو حضرت علیؑ کو اِس کا علم تھا لیکِن بات وہاں یہ تھی کہ اِس کے انتظام کا MANAGEMENT کا مسئلہ تھا ۔

3 حضرت فاطمہؑ غصہ ہو گئیں اور ابوبکرؓ سے ترک ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ : غصہ،ناراضگی اور ترک ملاقات صرف حضرت فطمہؑ کی طرف سے ہی نہیں بلکہ حضرت علیؑ کی طرف سے بھی تھا ۔ صرف اِس مسئلہ کی وجہ سے ناراضگی نہیں تھی بلکہ امر خلافت میں بھی اہل بیت کو شامل نہیں کیاگیا تھا لیکِن بعد میں حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کرلی اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے صلح کرلی اور تینوں خلیفہ کا ساتھ دیا اور ہر مسائل میں اِن کی مدد کی اور ہر مُشکِل میں اِن حضرات کے ساتھ رہیں ۔

مولا علیؑ نے جن حضرات کا ساتھ دیا ہم بھی اُن کے ساتھ ہے اور مولا علیؑ نے جن سے آخر تک اختلاف کیا اُن حضرات سے ہمارا بھی اخلاف ہے ۔ یہ ہیں مولا علیؑ کے اصلی شیعہ کا موقف ۔

ہم علیؑ کے ساتھ ہے کیوں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا تھا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مولا علیؑ کا اصلی شیعہ بنائے آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نماز کو لیکر ۔

مسلمانوں میں ایک نیکی کا کام جو مل کر کیا جاتا ہے وہ ہے نماز۔

لیکِن اِس کام میں بھی لوگ فرقہ بازی کرتے ہے کوئی حنفی طریقے سے نماز پڑتاہے تو کوئی شافعي تو کوئی حنبلی تو کوئی مالکی تو کوئی جعفری طریقے سے نماز پڑتاہے سب آپنے آپنے فرقوں کے طریقوں میں خوش ہے اور دوسروں کے طریقے سے ناخوش ۔

اگر کوئی شخص بتائے کہ نبی کریمﷺ کی نماز کا طریقہ یہ نہیں ہے جو تم کررہے ہو تو لوگ غضبناک ہو کر جواب دیتے ہے کہ کیا ہمارے علماء غلط تھے کیا ہمارے امام کو نہیں معلوم تھا ؟!

علماء سوء نے لوگوں کو اِس طرح گمراہ کیا ہے کہ لوگ نبی کریمﷺ کی نماز کے طریقے سے بغض رکھتے ہے اللہ اِن لوگوں کوں ہدایت دے ۔

نماز کس طرح پڑھے ؟

عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ، قَالَ : أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ ، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً ، فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا ، وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ ، وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا ، فَقَالَ : ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ .

ترجمہ : ابوسلیمان مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کو خیال ہوا

کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آ رہے ہوں گے اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے۔ ہم نے نبی کریم ﷺ کو سارا حال سنا دیا۔ آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ اور بتاؤ اور تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

صحیح بُخاری 6008۔

یعنی نماز صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کے طریقے پر ہی پڑی جائے ۔

نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ کیا ہے ؟

سب سے پہلے جو نماز ادا کرنی ہو اس کی نیت کرے

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ۔

ترجمہ : تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔ صحیح بُخاری 1۔

لیکِن نیت کا تعلق دل سے ہے لوگ زبان سے نیت کرتے ہیں جو کے ثابت نہیں ۔ نیت تو دل کے ارادے کو کہتے ہیں صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ دل میں ارادہ کرلے کے آپ کو کونسی نماز ادا کرنی ہے ۔

اور زبان سے نیت پڑنا بدعت ہے ۔

آپ ﷺ نماز تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت رفع یدین (یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا) کرتے ۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر لے جاتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی اسی طرح کرتے اور ربنا ولك الحمد کہتے۔ سجدہ کرتے وقت یا سجدے سے سر اٹھاتے وقت اس طرح رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

صحیح بُخاری 736 تا 739 ۔

اور یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پہلے رفع یدین کرتے اور پھر تکبیر کہتے :

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ»

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ نے کہا : رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے سامنے آ جاتے ، پھر اللہ اکبر کہتے ، پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو یہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے توایسا نہ کرتے تھے ۔

صحیح مسلم 862,863-

اور یہ بھی ہے کے پہلے تکبیر کہتے پھر رفع یدین کرتے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ ، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا، فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِهَذَا، يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.

ترجمہ : عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے تکبیر (تکبیر تحریمہ) کہی اور رفع یدین کیا، پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو دونوں ہاتھ ملا کر آپ نے انہیں اپنے دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لیا، جب یہ خبر سعد بن ابی وقاصؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: سچ کہا میرے بھائی (عبداللہ بن مسعودؓ) نے،

پہلے ہم ایسا ہی کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس کا یعنی دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کے پکڑنے کا حکم دیا۔

سنن ابی داؤد 747 (صحیح)

تینوں طریقے صحیح ہے تکبیر کے سات رفع الیدین کرے یا پہلے تکبیر کہے پھر رفع الیدین کرے یا پہلے رفع الیدین کرے پھر تکبیر کہے ۔

رفع الیدین کا صحیح طریقہ

بہت سے لوگ رفع یدین کرتے وقت اپنے کانوں کو پکڑ تے ہیں یا اپنے کانوں تک انگوٹھا چپکا لیتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اُن کی اصل جگہ پر چھوٹے پھر اپنے دونوں ہتھیلیاں کو اپنے کندھوں کے بالمقابل لئے جائیں اور جب آپ کی ہتھیلیاں آپ کے کندھوں کے برابر ہوگی تو آپ کی انگلیاں (انگوٹھے) آپ کے کانوں کے بالمقابل ہوگی ۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا ، كَذَلِكَ أَيْضًا ، وَقَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ .

ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

صحیح بُخاری 735 صحیح مسلم 861.

حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ» فَقَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ : حضرت مالک بن حویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو (پھر) اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ایسا ہی کرتے ۔

صحيح مسلم 865.

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَانَتْ يَدَاهُ مِنْ أُذُنَيْهِ عَلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي اسْتَقْبَلَ بِهِمَا الصَّلَاةَ

ترجمہ : حضرت وائل بن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا ۔ (میں نے دیکھا کہ) آپ نے اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کے انگوٹھے آپ کے کانوں کے قریب دیکھے ۔ جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ، پھر اپنا سر (رکوع سے) اٹھایا تو آپ نے کہا :

[سمع اللہ لمن حمدہ] پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا تو آپ کے دونوں ہاتھ کانوں سے اسی جگہ تھے جہاں نماز شروع کرتے وقت تھے ۔ (یعنی کانوں کے برابر تھے ۔)

سنن نسائی 1103 صحیح....

آپ ﷺ تکبیر اور رفع الیدین کے باد اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، کلائی اور ساعد یعنی ذراع پر رکھا کرتے تھے اور آپﷺ کے مبارک زمانے میں لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں :أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ أَخْبَرَهُ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا قَالَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ قَعَدَ وَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا

ترجمہ :وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے جی میں) کہا کہ میں یہ ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں ؛ چنانچہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا، اور اپنے دونوں ہاتھ یہاں تک اٹھائے کہ انہیں اپنے کانوں کے بالمقابل لے گئے، پھر آپ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی (کی پشت)، کلائی اور ساعد پر رکھا ، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو پھر اسی طرح اپنے دونوں

ہاتھوں کو اٹھایا، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا، پھر جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو پھر اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پھر آپ نے سجدہ کیا، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے بالمقابل رکھا، پھر آپ نے قعدہ کیا، اور اپنے بائیں پیر کو بچھا لیا، اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھا، اور اپنی داہنی کہنی کا سرا اپنی داہنی ران کے اوپر اٹھائے رکھا، پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں سے دو کو بند کر لیا، اور (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ (دائرہ) بنا لیا، پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھائی، تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس سے دعا کرتے تھے۔

سنن نسائی 890 مسند احمد ....

ساعد : کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ .

القاموس ص-769

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، قَالَ : كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ ، قَالَ أَبُو حَازِمٍ : لَا ، أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ : يُنْمَى ذَلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي .

ترجمہ : ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا امام مالک سے، انہوں نے ابوحازم بن دینار سے، انہوں نے سہل بن سعدؓ سے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں، ابوحازم بن دینار نے بیان کیا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے تھے۔ اسماعیل بن ابی اویس نے کہا کہ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچائی جاتی تھی یوں نہیں کہا کہ پہنچاتے تھے۔

صحیح بُخاری 740 .

ذراع : کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک (کا حصہ)

القاموس ص- 568.

اگر ہم اپنے دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہتھیلی یعنی ذراع (کی پشت)، کلائی اور ساعد پر رکھیں تو ہاتھ خودبخود ناف سے اوپر یعنی " صدر " کے درمیانی حصے پر آجاتا ہے مسند احمد کی صحیح حدیث ہے : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ وَصَفَّ يَحْيَى الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمِفْصَلِ

ترجمہ : حضرت هلبؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دائیں جانب سے واپس جاتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور بائیں جانب سے بھی اور میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے اوپر رکھے ہوئے دیکھا ہے جبکہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے جوڑ پر تھا.

مسند احمد 22017 (22313)

نبی ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت، کلائی اور ساعد (یعنی ذراع) پر رکھ کر سینے (صدر) پر رکھتے .

صدر : گردن کے نیچے سے ناف تک کا حصہ

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت ضعیف ہے

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت :

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

ترجمہ : (ابو داؤد بیان کرتے ہیں) محمّد بن محبوب سے وہ حفص بن غیاث سے وہ عبد الرحمن بن اسحاق (الکوفی) سے وہ زیاد بن زید سے وہ ابوجحیفہ سے ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ علیؓ کا کہنا ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

ابو داؤد 756

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ ، قَالَ أَبُو دَاوُد: سَمِعْت أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ.

ترجمہ : (ابو داؤد بیان کرتے ہیں) مسدد اور وہ عبد الواحد بن زیاد سے وہ عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی سے وہ سیار ابی الحکم سے وہ ابی وائل سے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی سے پکڑ کر ناف کے نیچے رکھنا (سنت ہے) ۔
ابوداؤد کہتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل کو سنا، وہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی کو ضعیف قرار دے رہے تھے۔

ابو داؤد 758

اِس روایت کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ضعیف راوی ہے خود امام ابو داؤد اُس روایت کے نیچے لکھتے ہے کہ سَمِعْت أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ.

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں اور اُن کی دلیل : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ يَعْنِي ابْنَ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي بَدْرٍ، عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنْ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ ، قَالَ أَبُو دَاوُد: وَرُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ السُّرَّةِ، قَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: تَحْتَ السُّرَّةِ، وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ : جریر ضبیی کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا پہنچا (گٹا) پکڑے ہوئے ناف سے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔ ابوداؤد کہتے ہیں: سعید بن جبیر سے فوق السرۃ (ناف سے اوپر) مروی ہے اور ابومجلز نے تحت السرۃ (ناف کے نیچے) کہا ہے اور یہ بات ابوہریرہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے لیکن یہ قوی نہیں۔

ابو داؤد 757.

فوق السرۃ : علماء سوء اِس کا ترجمہ کرتے ہوئے دھوکہ دیتے ہیں کہ "ناف کے اوپر" اور پھر ناف پر ہاتھ باندھتے ہے جب کہ فوق السرۃ کا صحیح ترجمہ " ناف سے اوپر " ہے یہ دھوکہ صرف اردو میں دے سکتے ہیں "سے" کو "کے" بنا کر لیکِن

ENGLISH میں نہیں فوق السرۃ کا ترجمہ ہے :

ABOVE THE NAVEL. (UP FROM THE NAVEL).

ناف سے اوپر ۔

ناف سے اوپر یعنی صدر کے درمیانی حصے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے اور إرسال الیدین یعنی نماز میں ہاتھ چھوڑ کر قیام کرنا ثابت ہے ۔

إرسال الیدین کے حوالے سے طبرانی (المعجم الکبیر) اور مجمع الزوائد میں نبی ﷺ سے مرفوع روایت ملتی ہے لیکِن وہ اُصول محدثین میں ضعیف ہے اِس کی سند میں خصیب بن جحدر ضعیف ، کذاب راوی ہے

لیکِن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ عمل ثابت ہے مصنف ابن ابی شیبہ 3950(3971) صحیح

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ خود اِس حدیث کے راوی ہے کہ "(نماز میں) دونوں قدموں کو برابر رکھنا، اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا(یعنی ہاتھ باندھنا)سنت ہے۔ "ابو داؤد 754 صحیح

اور خود نماز میں ہاتھ چھوڑ کر قیام کرتے تھے اور کوئی ایک صحابی اِس میں آپ سے اختلاف نہیں کرتا اورسنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب کُچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے متعلق سوال کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا : " إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْتَدِ بِصَلَاةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ".

ترجمہ : اگر تم رسول اللہﷺ کی نماز کو دیکھنا چاہتے ہو تو عبداللہ بن زبیر کی نماز کی پیروی کرو۔

ابو داؤد 739 شیخ محمد ناصر الدین البانی (رحمة الله عليه) نے اِس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔

اور حضرت ابو حمید الساعدیؓ کی حدیث میں بھی إرسال الیدین کا اشارہ موجود ہے (ابو داؤد 730)صحیح

نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھ کر سینے (صدر) پر رکھنا اور إرسال الیدین یعنی نماز میں ہاتھ چھوڑ کر قیام کرنا ثابت ہے لیکِن ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

* نبی ﷺ کا حکم : اپنی صفیں برابر کر لو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ صحیح بُخاری 719.: لوگ نماز کے لیے صف بندی کرتے وقت اپنی صفیں برابر نہیں کرتے لوگ اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم نہیں ملا تے جب کہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ : " اپنی صفیں قائم کرو ، کندھے برابر رکھو ، شگاف بند کرو ، اپنے بھائیوں کے ہاتھوں کے لیے نرم ہو جاؤ ، شیطان کے لیے شگاف (خالی جگہ) نہ چھوڑو اور جو شخص صف ملائے گا اللہ (اپنی رحمت کے ساتھ) اسے ملائے گا اور جو اسے قطع کرے گا ، اللہ اسے (اپنی رحمت سے) قطع کر دے گا ۔" مشکوٰۃ 1102 صحیح ...

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي ، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ .

ترجمہ : آپ ﷺ نے فرمایا، صفیں برابر کر لو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم (پاؤں) اس کے قدم (پاؤں) سے ملا دیتا تھا۔

صحیح بُخاری 725.

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

نبی اکرم ﷺ جب نماز (میں قیام) شروع کرتے تو یہ دعا (ثناء) پڑھتے :

"سبحانك اللهم وبحمدك تبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك "

ترجمہ : اے اللہ ! تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے ۔ تیرا نام بڑا بابرکت ہے اور تیری عظمت و شان بڑی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

ابو داؤد 774, ترمذی 242,243, سنن نسائی 806,صحیح مسلم 892......

آپ ﷺ سے یہ دعا بھی ثابت ہے : " اللهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ"

ترجمہ : اے اللہ ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے ۔ اے اللہ ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے ۔ اے اللہ ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کر دے برف کے ساتھ ، پانی کے ساتھ اور اولوں کے ساتھ

صحیح مسلم 1354,صحیح بُخاری 744.

آپ ﷺ ثناء پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑتے : أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ

ترجمہ : میں پناہ مانگتا ہوں اللہ السمیع (یعنی وہ سونے والا جِس کے جیسا کوئی نہیں) اور العلیم (یعنی وہ جانے والا جِس کے جیسا کوئی نہیں) کی شیطان مردود کے وسوسہ (دلانے) سے ، اور تکبر (پہ آمادہ کرنے) سے ، اور پھونکوں (کے ذریعہ جادو کردینے) سے ۔

ابو داؤد 775 صحیح ...۔

اور صرف : اعوذباللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا بھی صحیح ہے ۔

آپ ﷺ اِسکے بعد : بسم اللہ الرحمن الرحیم سراً (یعنی آہستہ) آواز میں پڑھتے تھے

سنن نسائی 907,906.صحیح ...۔

اِسکے بعد آپﷺ سورۃ فاتحہ پڑتے : ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ

ہ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ہ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ہ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ہ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ہ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ہ

ترجمہ:سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سب جہانوں کا، ۞ جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، ۞ جو مالک ہے، بدلے کے دن کا، (مالک !) ۞ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں، (اور کرتے رہیں گے) اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، (اور مانگتے رہیں گے) ۞ (اے رب ہمارے !) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ ۞ یعنی ان حضرات کی راہ ، جن پر تیرا انعام ہوا نہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ ان کی جو بھٹک گئے ۔۞

صحیح بُخاری 743 صحیح مسلم 892 ، سنن نسائی 880.

مقتدی ہو یا امام ہو یا منفرد ہو جِس شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اُس کی نماز نہیں

: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

صحیح بُخاری 756, صحیح مسلم 874,ترمذی 274,ابن ماجہ 837.

آپ ﷺ سورۃ فاتحہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے ۔ : عَنِ

ابْنِ أَ بِی مُلَیْکَۃَ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَا أَ عْلَمُہَا إِلَّا حَفْصَۃَ سُئِلَتْ عَنْ قِرَائَۃِ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ: إِنَّکُمْ لَا تُطِیقُونَہَا قَالَتْ: {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ} تَعْنِی التَّرْتِیلَ

ترجمہ:ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی سے سوال کیا گیا، میرا خیال تو یہی ہے کہ وہ سیدہ حفصہؓ تھیں، نبی کریم ﷺ کی قراء ت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، انہوں نے کہا: تم اُس اندازِ تلاوت کی طاقت نہیں رکھتے، پھر انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے: {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ}۔

مسند احمد 26513 ، ترمذی 2927 مشکوٰۃ 2205۔ صحیح

یعنی آپ ﷺ اِن وقفوں میں مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا موقعہ دیتے تھے ۔

(اگر امام وقفہ اور سکتے نہ لئے تب)امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا

: حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاق، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِي وَاللَّهِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا .

ترجمہ : عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر پڑھی، آپ پر قرأت دشوار ہو گئی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: ”مجھے لگ رہا ہے کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟“ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کی قسم ہم قرأت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”تم ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۃ فاتحہ کے اس لیے کہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی ہے“۔ ترمذی 311 صحیح ....اور

اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ صحابہؓ فرماتے ہیں : تو جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ان نمازوں میں(سورۃ فاتحہ کے سِوا اور) قرأت کرنے سے رک گئے جن میں آپ بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔ ترمذی 312.یعنی صحابہؓ باقی سراً رکعتوں میں اور سورۃ بھی پڑھتے تھے ۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيل بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَإِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ: يَا فَارِسِيُّ، اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ .

ترجمہ : ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص و ناتمام ہے ، ابوالسائب کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوہریرہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں (تو کیا پھر بھی سورۃ فاتحہ پڑھوں) ابوہریرہؓ نے میرا بازو دبایا اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر۔

ابن ماجہ 838, صحیح مسلم 879,880،878,881, ابو داؤد 821,ترمذی 2953,سنن نسائی 910, مسند احمد ......

نبی اکرم ﷺ کا حکم : جب امام ﴿ولا الضالین﴾ کہے تو تم آمین کہو:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

ترجمہ : اعمش نے ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ، انہوں نے کہا : رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے ، فرماتے تھے : امام سے آگے نہ بڑھو ، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو ، جب وہ ﴿ولا الضالین﴾ کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ، ربنا لك الحمد کہو ۔“

صحیح مسلم 933,932

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ آمِينَ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ

ترجمہ : حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ۔ جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھ اٹھائے حتی کہ وہ کانوں کے برابر ہو گئے ، پھر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی ۔ جب سورت سے فارغ ہوئے تو بلند آواز سے آمین کہی ۔

سنن نسائی 880 صحیح ......-

آمین کی آواز سے حسد کرنے والے یہودی : حَدَّثَنَا

إِسْحَاق بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَسَدَتْكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ .

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہود نے تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا سلام کرنے، اور آمین کہنے پر حسد کیا ۔

ابن ماجہ 856,مسند احمد..... صحیح

نبی اکرم ﷺ نے سورۃ فاتحہ اور مزید جو (صورت یا آیت) آسان لگے پڑھنے کا حکم دیا :

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ

ترجمہ : سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں : ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور مزید جو آسان لگے۔

مسند احمد 11435(1600) (صحیح) ، ابو داؤد 818,819

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، قَالَ: إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ، وَإِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ، وَقَالَ: إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ، فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى .

ترجمہ : جناب علی بن یحیی بن خلاد نے حضرت رفاعہ بن رافعؓ سے یہ قصہ بیان کیا کہا : جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور اپنا رخ (چہرہ) قبلہ کی طرف کر لو تو تکبیر (تکبیر تحریمہ) کہو، پھر سورۃ فاتحہ پڑھو اور قرآن مجید میں سے جس کی اللہ توفیق دے پڑھو، پھر جب رکوع میں جاؤ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ برابر رکھو ، اور فرمایا: جب تم سجدہ میں جاؤ تو اپنے سجدوں میں (پیشانی کو) ٹکائے رکھو اور جب سجدے سے سر اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو ۔

ابو داؤد 859 صحیح ...

نبی کریمﷺ ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑتے اور کبھی کبھی ساتھ میں کوئی سورۃ بھی ملالیتے تھے : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

، قَالَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ، وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ ، وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ .

ترجمہ : نبی کریم ﷺ ظہر کی دو پہلی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعات میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے۔ کبھی کبھی ہمیں ایک آیت سنا بھی دیا کرتے تھے اور پہلی رکعت میں قرآت دوسری رکعت سے زیادہ کرتے تھے۔ عصر اور صبح کی نماز میں بھی آپ کا یہی معمول تھا۔

صحیح بُخاری 776,صحیح مسلم 1013.

آپ ﷺ قرآت سے فارغ ہونے کے بعد "سکتے" (یعنی کُچھ دیر تک وقفہ) فرمایا کرتے تھے : حَدَّثَنَا

أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ،عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكْتَتَيْنِ إِذَا اسْتَفْتَحَ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كُلِّهَا.

ترجمہ : نبی اکرم ﷺ دو سکتے کرتے: ایک جب نماز شروع کرتے اور دوسرا جب قرآت سے پورے طور سے فارغ ہو جاتے۔

ابو داؤد 777,778,ابن ماجہ 845, مشکوٰۃ 818 صحیح ......

آپ ﷺ رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھ کندھوں (کانوں) تک اٹھاتے یعنی رفع الیدین کرتے

: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا ، كَذَلِكَ أَيْضًا ، وَقَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ .

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

صحیح بُخاری 736,737,738,739,735, صحیح مسلم 862,863,864,865,ابو داؤد 730,734........

جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے اُن کی دلیل : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً ، قَالَ أَبُو دَاوُد: هَذَا حَدِيثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ.

ترجمہ : عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں؟ علقمہ کہتے ہیں: پھر ابن مسعودؓ نے نماز پڑھائی، تو رفع یدین صرف ایک بار (نماز شروع کرتے وقت) کیا ابوداؤد کہتے ہیں:

یہ ایک طویل حدیث سے ماخوذ ایک مختصر ٹکڑا ہے، اور یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ صحیح نہیں۔

ابو داؤد 748,ترمذی 257, مشکوٰۃ 809....ضعیف

یہ حدیث ضعیف ہے لیکِن پھر بھی اِس حدیث سے رفع الیدین کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا اس میں صرف نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر میں صرف ایک بار رفع الیدین کرنے کا بیان ہے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھتے وقت کا ذکر ہی نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آپ ﷺ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھتے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کمان کی تانت کی طرح کرتے یعنی سیدھا رکھتے اور انہیں اپنے دونوں پہلووں سے جدا رکھتے، اور پیٹھ کو جھکا دیتے ۔ پیٹھ اور سر سیدھا رکھتے، سر کو نہ زیادہ جھکاتے اور نہ ہی پیٹھ سے بلند رکھتے۔

صحیح بُخاری 828 ،735,صحیح مسلم 865,ابو داؤد 730,734,735

آپ ﷺ رکوع کرتے وقت یہ دعا پڑتے : " سبحان ربي العظيم" صحیح مسلم 1814, ابو داؤد 874, سنن نسائی 1070---------

آپ ﷺ سے رکوع میں اور بھی دعائیں ثابت ہے ۔

آپ ﷺ رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو " سمع اللہ لمن حمدہ ، ربنا ولك الحمد " کہتے اور"رفع الیدین " کرتے :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا ، كَذَلِكَ أَيْضًا ،

وَقَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ .

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے (رفع یدین کرتے) اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد کہتے تھے۔ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

صحیح بُخاری 735......

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِكَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَرَفَعَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ .

ترجمہ : جابر بن عبداللہؓ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع کے لیے جاتے، یا رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح کرتے (یعنی رفع یدین کرتے) اور کہتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابراہیم بن طہمان (راوی حدیث) نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں تک اٹھا کر بتایا۔

سنن ابن ماجہ 868,صحیح بُخاری،صحیح مسلم مسند احمد..............

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ ، قَالَ : كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ، قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ، قَالَ : مَنِ الْمُتَكَلِّمُ ؟ قَالَ : أَنَا ، قَالَ : رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ .

ترجمہ : رفاعہ بن رافع زرقیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے۔ ایک شخص نے پیچھے سے کہا ربنا ولك الحمد، حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔

صحیح بُخاری 799.

رکوع سے اٹھنے کے بعد (یعنی قومه میں) آپ ﷺ اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے اور یہی اُمت کا عملی تواتر اور اجماع ہے .

صحیح بُخاری 828,ابوداؤد 730,735........

آپ ﷺ رکوع سے سر مبارک اُٹھانے کے بعد تھوڑی دیر تک کھڑے رہتے .

صحیح بُخاری800,802,818,821,1044,745 ,1052,صحیح مسلم 1058,1814, سنن نسائی 1134.......۔

آپ ﷺ سجدہ کے لیے جھکتے تو اللہ أکبر کہتے :

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ، فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ، ثُمَّ يَقُولُ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، ثُمَّ يَقُولُ : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ، ثُمَّ يَقُولُ : اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ ، وَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا .

ترجمہ : ابوہریرہؓ تمام نمازوں میں تکبیر کہا کرتے تھے۔ خواہ فرض ہوں یا نہ ہوں۔ رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ ہو، چنانچہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، رکوع میں جاتے تو تکبیر کہتے۔ پھر سمع الله لمن حمده کہتے اور اس کے بعد ربنا ولك الحمد سجدہ سے پہلے، پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تو الله أكبر کہتے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھاتے تو الله أكبر کہتے۔ پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت الله أكبر کہتے۔ اسی طرح سجدہ سے سر اٹھاتے تو الله أكبر کہتے۔ دو رکعات کے بعد قعدہ اولیٰ کرنے کے بعد جب کھڑے ہوتے تب بھی تکبیر کہتے اور آپ ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہونے تک۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم میں سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی نماز سے مشابہ ہوں۔ اور آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

صحیح بُخاری 803------

نبی اکرم ﷺ کا حکم : ” جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ (ہاتھوں سے پہلے گھٹنے لگا کر) اونٹ کی طرح نہ بیٹھے ، وہ گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ نیچے (زمین پر) لگائے ۔“

ابو داؤد 840,841,ترمذی 269, سنن نسائی 1091,مسند احمد (صحیح) ------

جو لوگ اونٹ کی طرح ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے ہے ان کی دلیل ثابت نہیں شریک بن عبداللہ القاضی اِس کی سند میں مدلیس ہے اور اِس کے تمام شواہد تو انتہائی ضعیف ہے ۔

صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر اپنے اماموں کی تقلید کرنا انتہائی بیوقوفی اور گمراہی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اس طرح کہ ہم نہ کپڑے سمیٹیں نہ بال۔

صحیح بُخاری 812,صحیح مسلم 1096......

آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے ، آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر خوب اچھی طرح جما کر رکھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں بغلوں سے جدا رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے دونوں کندھوں اور کانوں کے بالمقابل رکھتے ، آپ ﷺ اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں کے کسی حصہ پر اٹھائے بغیر اپنی دونوں رانوں کے درمیان کشادگی رکھتے ، اور پاؤں کی انگلیوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے ، اور پاؤں کی دونوں ایڑیاں کو خوب ملاکر رکھتے ۔

صحیح بُخاری 828, صحیح مسلم 1105, صحیح ابن خُزیمه 654، ابو داؤد 730,735,734، سنن نسائی 890 .....۔

آپ ﷺ کا حکم : سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازو کتوں کی طرح نہ پھیلایا کرو۔

صحیح بُخاری 822,صحیح مسلم 1104, ترمذی 275,ابو داؤد 901.....

آپ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑتے : "سبحان ربي الاعلي "

صحیح مسلم 1814........ آپ ﷺ سے سجدے میں اور بھی دعائیں ثابت ہے ۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا :” اے لوگو ! نبوت سے مخصوص خوش خبری دینے والی چیزوں میں سے اب نیک اور سچے خواب ہی رہ گئے ہیں جو کوئی مسلمان خود دیکھ لے یا اس کے لیے کسی اور کو نظر آئے ۔“ پھر فرمایا :” خبردار ! مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے روکا گیا ہے ، چنانچہ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں دعا مانگنے کی کوشش کرو (پورا زور لگا دو کیونکہ) سجدے میں دعا قبولیت کے زیادہ لائق ہے ۔“

صحیح مسلم 1074,ابو داؤد 876, سنن نسائی 1046,مسند احمد....۔

آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے ۔

صحیح بُخاری 803,6251,793,6252,6667,677,802,793,صحیح مسلم1057 ,867,885,ترمذی 303,ابو داؤد 783,730,857,سنن نسائی 885,1054,1137,1151,1266,1314,1315,1483,ابن ماجہ 893,1060,مسند احمد---------

آپ ﷺ جب اللہ أکبر کہہ کر سجدے سے سر مبارک اٹھاتے تو اپنا بایاں پاؤں موڑتے اور اس پر بیٹھتے ۔

ابو داؤد 963.....صحیح بُخاری 827------

آپ ﷺ جلسے میں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیتے : "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي"

ترجمہ : "اے اللہ ﷻ ! مجھے بخش دے ، اور مُجھ پر رحم فرما ، اور میری رہنمائی فرما ، اور مُجھے عافیت میں رکھ ، اور مُجھے رزق عطافرما دے ۔

صحیح مسلم 6850,-----

یہ دعا بھی ثابت ہے : "رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي"

ابو داؤد 874,سنن نسائی 1146,ابن ماجہ 897.....-

پھر آپ ﷺ جب دوسرے سجدہ میں جاتے تو تکبیر کہتے پھر دوسرے سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔

صحیح بُخاری 803,----صحیح مسلم 867...-

آپ ﷺ جب دوسرے سجدے سے اپنا سر مبارک اٹھتے تو تھوڑی دیر بیٹھتے پھر زمین پر ہاتھوں کا سہارا لےکر کھڑے ہوتے ۔

صحیح بُخاری 677,824,ابو داؤد 842,سنن نسائی 1154,1153.

[ران پر ٹیک لگا کر دونوں گھٹنوں کے بل اٹھنے والی حدیث مُرسل ، ضعیف ہے]

اور آپ ﷺ جب طاق رکعت (یعنی تیسری) رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے ۔

صحیح بُخاری 823,ترمذی 287,ابو داوٗد 844,سنن نسائی 1153, ...۔

آپ ﷺ جب پہلے تشہد میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آپ ﷺ آخری تشہد میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پیر مؤخر کرتے یعنی اسے داہنی طرف دائیں پیر کے نیچے سے نکال لیتے اور سرین پر بیٹھتے اور اپنے دائیں پیر کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پراور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور کبھی اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گٹھنے پررکھتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گٹھنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ کے انگوٹھے کو درمیانی اُنگلی سے ملاکر حلقہ بناتے اور آپ ﷺ شہادت کی اُنگلی کو تھوڑا سا جُھکا دیتے اور اُنگلی سے اشارہ کرتے ہوئے تشہد میں دعا کرتے اور اُنگلی کو (آہستہ – آہستہ) حرکت بھی دیتے اور اِس کی طرف دیکھتے رہتے تھے ۔

صحیح بُخاری 828,صحیح مسلم 1308,1309,1310,صحیح ابن خزیمہ 697,698,713,718,719,ترمذی 293,304,305,ابو داوٗد 986,987,991,730,سنن نسائی 1266,1267 ,1161,1162,ابن ماجہ 912،1061,صحیح ابن حبان 1867, سنن الکبریٰ ......مسند احمد.....۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہؓ کو تشہد (میں درج ذیل دعا) اِس طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ ﷺ صحابہؓ کو قرآن مجید کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے : التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

ترجمہ : ساری تحیات، بندگیاں اور کوششیں اور اچھی باتیں خاص اللہ ہی کے لیے ہیں اور اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں ۔

صحیح بُخاری 831,835,1202,6265,صحیح مسلم 897...۔

اور اِس طرح پڑھنا بھی ثابت ہے : التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ»

صحیح مسلم 902,ترمذی 290,ابو داؤد 973,سنن نسائی 1175,ابن ماجہ 900,مشکوٰۃ 910.....۔

نبی کریم ﷺ تشہد کے لیے یہ درود شریف بھی سکھایا کرتے : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓي اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓي اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓي اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓي اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓي اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰٓي اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ : اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر جیسے تونے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ اسلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ اسلام پر، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر جیسے تونے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ اسلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ اسلام پر، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔

صحیح بُخاری 3370,صحیح مسلم 908,907, مسند احمد....۔

آپ ﷺ کا حکم : جب تم میں سے کوئی آخر ی تشہد(تحیات اور درود) سے فارغ ہو جائے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے : جہنم کے عذاب سے ، قبر کے عذاب سے زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے شر سے : اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

ترجمہ : اے اللہ ! میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت میں آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

صحیح مسلم 1326,1324,ابن ماجہ909.

آپ ﷺ نے تشہد (تحیات اور درود) کے بعد اِس کے علاوہ اختیار دیا کے جو دعا (قرآن اور سنت میں) زیادہ پسند ہو کرو .

صحیح بُخاری 835,صحیح مسلم 897,سنن نسائی 1299.......

نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی : اَللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ .

ترجمہ : اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنة) عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا۔“

صحیح بُخاری 6389,صحیح مسلم 6840,6841....

رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے، یہاں تک کہ آپ کے رخسار کی سفیدی دکھائی دینے لگتی، اور آپ (دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے وقت) کہتے: السلام علیکم ورحمة اللہ۔

ابن ماجہ 914, صحیح بُخاری 838,صحیح مسلم 1315,ابو داؤد 996...

اور نمازِ جنازہ میں دائیں جانب صرف ایک سلام پھیرنا سنت ہے

مستدرک الحاکم 1332,1331,سنن الکبری للبیھقی 6982تا6987,.... .

یہ ہے نمازِ محمدی ﷺ .

مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے نماز اِس ہی طریقہ میں پڑنا فرض ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے

:صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین .

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نکاح اور طلاق کو لیکر ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا : زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

ترجمہ : خوشنما بنادیا گیا لوگوں کے لئے مرغوبات نفس کی محبت کو، جیسے عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے جمع کردہ ڈھیر، نشان کئے ہوئے (عمدہ) گھوڑے، مویشی اور کھیتی (مگر یہ سب کچھ تو دنیا کی (چند روزہ) زندگی کا سامان ہے، (اور بس) جب کہ (اصل اور) عمدہ ٹھکانا اللہ ہی کے پاس ہے۔

القرآن - سورۃ آل عمران آیت نمبر 14.

اللہ ﷻ نے اِس آیت میں سب سے پہلے ذِکر عورتوں کا کیا کیونکہ یہ بڑی آزمائشوں میں سے ایک آزمائش ہے نبی کریم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ : حَدَّثَنَا آدَمُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ .

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ " میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مَردوں کے لئے عورتوں کے فتنےسے زیادہ نقصان دہ ہو ۔"

صحیح بُخاری 5096,صحیح مسلم 6946, ابن ماجہ 3998,ترمذی 2780, مسند احمد ....۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم: «إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے ، بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے ، وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ، تم دنیا اور عورتوں کے فتنے سے بچو ، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے رونما ہوا ۔''

صحیح مسلم 6948۔

بے شک نبی کریم ﷺ کی ہر بات حق ہے ۔ مردوں پر بہت بڑا فتنہ (آزمائش) عورتوں کا ہی ہے ، آج جس طرح کا فتنوں کا دور ہے اللہ ﷻ ہی بچائے ۔

اِس آزمائش کا حل نکاح ہے نا کہ رہبانیت آپ ﷺ نے رہبانیت سے روکا اور نکاح کا حُکم دیا نبی کریم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، يَقُولُ : جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا ، فَقَالُوا : وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ ؟ قَالَ أَحَدُهُمْ : أَمَّا أَنَا ، فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا ، وَقَالَ آخَرُ : أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ ، وَقَالَ آخَرُ : أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ ، فَقَالَ : أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا ، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .

ترجمہ : تین حضرات نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں نبی کریم ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا نبی کریم ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں

تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ فمن رغب عن سنتي فليس مني میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

صحیح بُخاری 5063, صحیح مسلم 3403۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي عُمَارَةُ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ ، قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ والْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

ترجمہ : ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمارہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں علقمہ اور اسود (رحمہم اللہ) کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی نکاح کی بوجہ غربت طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا۔

صحیح بُخاری 5066, ...۔

اِس حدیث میں استطاعت یعنی مالی طاقت کے نہ ہونے پر روزہ رکھنے کی ترغیب دیگئی ہے لیکِن اِس کے بلکل اُلٹ ایک موضوع روایات علماء اپنے منبروں سے سنایا کرتے ہے کہ ایک صحابی نے اپنی معاشی حالات میں تنگی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دوسری شادی کا حکم دیا، دوبارہ وہی شکایت کی تو آپ نے پھر شادی کا حکم دیا۔ یہاں تک وہ شخص بار بار شادی کرتا رہا اور بالآخر اس کی تنگدستی ختم ہو گئی۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: رَدَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَان ابْن مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا

ترجمہ : حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کی ترک نکاح کی سوچ کو رد فرمایا ، اور اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے ۔

صحیح بُخاری 5073,صحیح مسلم 3404,مشکوٰۃ المصابیح 3081۔

پاک دامن عورت سے نکاح کرنے کا بیان ۔

اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ‌ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۞

ترجمہ : آج حلال کردی گئی تمہارے لیے ساری پاک چیزیں ، اور کھانا (ذبیحہ) اُن لوگوں کا جنہیں(آسمانی) کتاب عطا کی گئی حلال ہے تمہارے لیے اور تمہارا کھانا (ذبیحہ) حلال ہے اُن کے لیے اور پاک دامن عورتیں مومنات میں سے اور پاک دامن عورتیں اُن میں سے جنہیں عطا کی گئی (آسمانی) کتاب تم سے پہلے (حلال ہیں) جب کہ تم اُنہیں اُن کے مہر ادا کر کے نکاح میں اُن کے محافظ بنو ، نہ کہ کھلی بدکاری کرو اور نہ خفیہ دوستی کرو اور جو کوئی کفر کرے ایمان کے ساتھ تو اُس کے سارے عمل ضائع ہوگئے ، اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا ۔

القرآن – سورۃ المائدۃ آیت نمبر 5

اِس آیت میں اللہ ﷻ نے اہل کتاب کا ذبیحہ اور اہل کتاب عورتوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے لیکِن آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے نکاح جائز نہیں سمجھتا اِس کی وجہ ہے فرقواریت ، علماء سوء نے مسلمانوں میں اِس قدر زہر گھول دیا ہے کہ آج مسلمان ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں اور کچھ تو ایک دوسرے کے ذبیحہ بھی جائز نہیں سمجھتے جبکہ اللہ ﷻ نے اہل کتاب کا بھی ذبیحہ حلال کردیا ہے جو کہ مشرک ہے ، " ایک اہل حدیث عالم (محدث,محقق جِس نے یزید کے دفاع میں کتاب لکھی ہے) جب اس سے کسی نے سوال کیا : کیا جو مسلمان شرک میں مبتلا ہے ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے ؟ تو وہ

عالم اس کا جواب نہیں دے سکا " یہ ہے آج کے مسلمان اور اُن کے علماء اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں پر رحم کرے آمین ۔ جب کہ قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمادیا ہے : وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمْ یعنی اہل کتاب کا کھانا جس میں اُن کا ذبیحہ بھی ہیں وہ حلال ہے تمہارے لیے ۔ یہ تو پھر بھی مسلمان ہے جو کہ تاویل کی غلطی اور علماء سوء کے دھوکہ کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوگئے ہے، ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت اللہ ﷻ کا نام نہ لے اور اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لے تو وہ حلال نہیں ہوگا چائے ذبح کرنے والا شخص اہل کتاب میں سے ہو یا مسلمان میں سے ۔

اللہ ﷻ نے قرآن میں کافر مشرک اور اہل کتاب مشرک کے لیے الگ الگ احکامات بیان فرمایا ہے سورة البقرة میں حکم ہوا : وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ‌ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ‌ۚ وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا ‌ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡٓا اِلَى الۡجَـنَّةِ وَالۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ‌ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ۝

ترجمہ : اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور ایک مؤمنہ لونڈی بہتر ہے ایک آزاد مشرکہ عورت سے اگرچہ وہ تمہیں اچھی بھی لگتی ہو اور اپنی عورتیں مشرکوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور ایک مؤمن غلام بہتر ہے ایک آزاد مشرک مرد سے اگرچہ وہ تمہیں پسند بھی ہو یہ لوگ آگ کی طرف بلا رہے ہیں اور اللہ تمہیں بلا رہا ہے جنت کی طرف اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے اور وہ اپنی آیات واضح کر رہا ہے لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

القرآن – سورة البقرة آیت نمبر 221

یہ ہے کافر مشرک کے بارے میں حکم کہ نہ مسلمان کوئی مشرک عورت سے نکاح کریں اور نہ اپنی بیٹیوں کا نکاح اُن سے اور سورة المائدة میں حکم ہوا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح حلال ہے ۔ لیکِن اُن کے مردوں سے مسلمان عورتوں کا نکاح حرام ہے صرف اور صرف مسلمان مرد کا اُن کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال اور اُس کی وجہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورة النساء آیت نمبر 34) ۔

ایک تو فرقہ واریت کی نحوست کی وجہ سے مسلمانوں نے ایک دوسرے سے نکاح معیوب سمجھ لیا ہے اور دوسری وجہ خاندانی روایت ہے جس کی وجہ

سے ایک خاندان والے دوسرے خاندان والوں سے نکاح نہیں کرتے اور کُچھ لوگ ایک حدیث کا غلط مطلب نکالتے ہے ، وہ حدیث : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ، فَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ "

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے نطفے کےلئے اچھا انتخاب کرو (یعنی حصولِ اولاد کے لیے اچھی عورتوں کا انتخاب کرو) ، اور اپنے "کفو" سے نکاح کرو، اور انہیں نکاح میں دو۔

مستدرک الحاکم 2687, ابن ماجہ 1968, سلسلہ احادیث الصحیحہ 1067(1943).......

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المستدرك على الصحيحين میں اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اِس حدیث کو اپنی سلسلة الصحيحه میں نقل کیا ہے ، لیکِن اِس کی سند میں الحارث بن عمران الجعفری ضعیف راوی ہے ۔

الاکفاء (کفو): برابری , ہمسر ----.

لوگ اِس حدیث سے کفو کا معنی برادری , خاندان لیتے ہے جب کہ اِس کا صحیح معنی برابری , ہمسر ہے یعنی علم میں برابری یہ نہ ہو کہ کسی جاہِل کا نکاح کسی پڑی لکھی لڑکی سے کروادے اور مال و دولت میں برابری یہ نہ ہو کہ کسی بڑے گھرانے کی لڑکی کا نکاح کسی فقیر سے کروادے ، یہ ہے اِس حدیث کا مطلب ، لوگ اِس سے وہ چیز ثابت کرتے ہیں جو اس سے ثابت نہیں ہوتا ، مثلاً : اکثر سیّد (ہاشمی) گھرانے والے اپنے بچوں کا نکاح کسی غیر سیّد (ہاشمی) میں نہیں کرتے جب کہ نبی کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تھا اورحضرت علیؑ نے اپنی بیٹی یعنی رسول اللہ ﷺ کی نواسی سیدہ اُم کلثوم بنت علیؑ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کیا تھا ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَ تۡقٰٮكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ ۞

ترجمہ : اے لوگوں یقینا ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں (محض اس لئے) تقسیم کردیا کہ تاکہ تم آپس میں پہچان کرسکو بیشک اللہ کے یہاں تم میں سے سب سے بڑا عزت دار وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی (و پرہیزگار) ہو بیشک اللہ پوری طرح جانتا ہے (تمہارے عمل و کردار کو اور وہ) پوری طرح باخبر ہے (تمہاری احوال سے) ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

پاک دامن عورت سے نکاح کرنے کے بیان میں مختصر بات: جب تم نکاح کے لیے لڑکی کا انتخاب کرو تو اُس میں یہ مت تلاش کرو کہ تمہاری بیوی کیسی ہونی چاہیے بلکہ یہ تلاش کرو کہ تمہارے بچوں کی ماں کیسی ہونی چاہیے کیوں کہ بچوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے ۔

نکاح منعقد ہونے کا صحیح طریقہ ۔

ولی کی اجازت اور گواہوں کی موجودگی میں مہر کے عوض دولہا اور دلہن سے ایجاب و قبول لینے پر نکاح منعقد ہوجاتا ہے ۔

لوگوں نے اِس سنت میں بھی بدعت نِکال لی ہے ، مولوی مسلمان لڑکا اور لڑکی کو کلمہ پڑھاتے ہیں اور تین - تین مرتبہ ایجاب و قبول کرواتے ہے جب کہ ایسی کوئی چیز قرآن و سنت سے ثابت نہیں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا : إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

ترجمہ : " بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے ۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنھیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا ۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی ۔"

سنن نسائی 1579 ،....(صحیح)

اُن چیزوں کا بیان جِس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس کے بغیر نکاح نہیں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا : «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» : « ولی کے بغیر نکاح نہیں»

مشکوٰۃ المصابیح 3130.(صحیح)

حنفی مقلد قیاس کی بناء پر ولی کے بغیر نکاح کو جائز قرار دیتے ہے جب کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے نکاح کو سرے سے نکاح ہی تسلیم نہیں کیا ہے اور جب کہ نبی کریم ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے : وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلَيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيٌّ من لَا ولي لَهُ» .

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ، اس کا نکاح باطل ہے ۔ اگر اس (مرد) نے اس سے جماع کیا ہے تو وہ مہر کی حق دار ہے کیونکہ اس نے اس سے مباشرت کی ہے ، اگر وہ (لوگ ولی ہونے کے حوالے سے) اختلاف کریں تو جس کا ولی نہ ہو تو سلطان (حاکم وقت) اس کا ولی ہے ۔''

مشکوٰۃ المصابیح 3131...(صحیح)

اِس حدیث میں واضح طور پر آپ ﷺ نے فرمادیا ہے : ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے اور مزید فرمایا کہ اگر وہ اختلاف کریں یعنی اولیاء میں اختلاف ہوجائے تو جس کا ولی نہ ہو تو سلطان (حاکم وقت) اس کا ولی ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا : " لا نكاحَ إلا بوليّ وشاهدَيْ عدلٍ " « بغیر ولی اور دو عدل گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا » (سنن الكبرىٰ للبيهقي 13717,13718,13719 و صححه الألباني في صحيح الجامع 7557, صحيح ابن حبان 4075, سنن دارقطنی 3531,3532 (عن عبدالله بن مسعود و عن ابن عمر)، .....)

اُس عورت کے نکاح کا بیان جِس کے بارےمیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے ولی سے بڑکر حق رکھتی ہے ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : «الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا » " ثیبہ (بیوہ , طلاق شدہ) عورت اپنے بارے میں اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے ، اور کنواری سے اس کی مرضی پوچھی جائے اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے ۔''

صحیح مسلم 3477, ترمذی 1108, مشکوٰۃ المصابیح 3127,......

ثیبہ : وہ عورت جو شادی شدہ زندگی گزار چوکی ہو جیسے بیوہ اور مُطَلَّقہ عورت ۔

ثیبہ عورت اپنے نکاح میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے یعنی جب وہ کہیں پر نکاح کا ارادہ کرے تو ولی اُس کو روک نہیں سکتا اور نہ زبردستی کرسکتا ہے اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا : وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوۡا بَيۡنَهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ؕ ذٰ لِكَ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ اَزۡكٰى لَـكُمۡ وَاَطۡهَرُ‌ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡـتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۞

ترجمہ : اور جب تم طلاق دے چکو اپنی عورتوں کو پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں ، تو نہ روکو اُن کو کہ وہ نکاح کرے اپنے شوہروں سے (دوبارہ) جب کہ وہ آپس میں راضی ہو بھلائی کے ساتھ یہ نصیحت تم میں سے اُن کو کی جا رہی ہے جو ایمان رکھتے ہیں اللہ ﷻ اور یومِ آخرت پر ، یہ تمہارے لیے نہایت خوب اور پاکیزگی کی بات ہے اور اللہ ﷻ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔

القرآن – سورۃ البقرۃ آیت نمبر 232-

اِس آیت کا شان نزول : حضرت معقل بن یاسرؓ کی بہن ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد انہوں نے تنہائی میں عدت گزاری۔عدت کے دن جب ختم ہو گئے تو ان کے پہلے شوہر نے ہی پھر معقلؓ کے پاس ان کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو معقلؓ نے کہا : قسم اللہ کی ! میں کبھی بھی تجھ سے اس کا نکاح نہیں کروں گا ۔ وہ شخص (ابوالبداح)کچھ برا آدمی نہ تھا اور عورت بھی اس کے یہاں واپس جانا چاہتی تھی لیکِن معقلؓ ان کے اور اپنی بہن کے درمیان میں حائل ہو گئے۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے ضد چھوڑ دی اور اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہو گئے۔

صحیح بُخاری 4529,5130,5330,5331,ترمذی 2981,ابو داؤد 2087....-

اِس سے معلوم ہوا کہ ثیبہ عورت کو ولی روک نہیں سکتا اور اگر ولی ثیبہ عورت کو روکتا ہے تو یہ اللہ ﷻ کے اِس حُکم کی نافرمانی ہوگی ۔

ثیبہ اور کنواری کی رضامندی کا بیان ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا »

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : « ثیبہ اپنے بارے میں اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے ، اور کنواری سے اس کی مرضی پوچھی جائے اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے ۔ »

صحیح مسلم 1421,ترمذی 1108,ابو داؤد 2100,2098,ابن ماجہ 1870.....۔

اِس حدیث میں ہے کہ کنواری سے اجازت لی جائے لیکِن حنفی مقلد اِس اجازت پر قیاس کر کے اِس سے ولی کے بغیر نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں جب کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہے " لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ " اور اِس حدیث کو کئی صحابہؓ روایت کرتے ہیں جن میں حضرت مولا علی ، حضرت عمر فاروق ، حضرت ابوہریرہ ،حضرت ابوموسی ....۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہے اور تمام صحابہ اور اہل علم نے آپ ﷺ کے بعد بھی یہی فتویٰ دیا کہ " لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ " ۔

بیشک حنفی مقلدین نے یہ باطل تاویل کی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز ہے جب کہ اِس حدیث سے ایسا کُچھ بھی ثابت نہیں ہوتا اس میں تو اجازت کا بیان ہے یعنی اگر وہ اِس سے انکار کر دے تو اُس پر کوئی زور زبردستی نہیں کی جائے گی کہ وہ قبول کرے ۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيْمَةُ فِيْ نَفْسِهَا فَاِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذِنَتْ، وَإِنْ أَبَتْ لَمْ تُكْرَهْ۔»

ترجمہ : سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: « کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں مشورہ لیا جائے، اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہو گی اور اگر اس نے انکار کر دیا تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ »

مسند احمد 19745.....۔

حنفی مقلدین کی اِس باطل تاویل کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے کورٹ میرج کو حلال سمجھ لیا اور پھر اس سے لٹکا اور لڑکی کا اپنے گھروں سے

بھاگ کر کورٹ میرج کرنے کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اِن بیوقوفوں کو یہ بات تب سمجھ آتی ہے جب اِن کے اپنے گھروں سے کوئی بچیاں بھگا کر کورٹ میرج کرتا ہے ۔

« اسی لیے کہتے ہیں عقل والوں کا جہاں اور ہے اور بیوقوفوں کا جہاں اور ۔ عقل والوں کے لیے نشانی ہے قرآن و حدیث اور بیوقوفوں کی نشانی ہے کہانی شریف ۔ »

اللہ ﷻ ان ظالموں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

مہر کا بیان ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ‌ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ ۚ وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡــًٔا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ۞ وَاِنۡ اَرَدْتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰٮهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـــًٔا‌ ؕ اَ تَاۡخُذُوۡنَهٗ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ۞

ترجمہ : اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بنو ، اور نہ روکو ان کو اِس وجہ سے کہ تم ان کے اِس مال میں سے بعض ہتیالو جو تم نے دیا ہیں ان کو (یعنی مہر) الا کہ وہ خولی بےحیائی کا ارتکاب کریں ، اور عورتوں کے ساتھ معروف(یعنی بھلائی اوراچھے طریقے) کے ساتھ رہو ، پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے ۞ اور اگر تم ارادہ کرو کہ ایک بیوی کی جگہ دوسرے بیوی کو بدلنے کا اور تم نے ان میں سے کسی ایک کو (مہر میں) ڈھیروں مال دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو، کیا تم بہتان لگا کر اور کھلی ہوئی حق تلفی کر کے اس کو لوگے ؟ ۞

قرآن سورة النساء آیت نمبر 19-20

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مہر کی کثرتِ تعداد کی حد نہیں لیکِن یہ ناپسندیدہ کام ہے کہ آدمی اپنی حیثیت سے زیادہ مہر دے اور مہر عورت کا حق ہے اگر شوہر نے حق مہر پہاڑ برابر سونا بھی دیا ہو تو وہ واپس نہیں لے سکتا لیکِن اگر وہ خود معاف کردے یا یہ کہ وہ خولی بےحیائی کا ارتکاب کریں تو بات اور ہے سورۃ النساء آیت نمبر 4 میں اللہ ﷻ نے فرمایا : وَاٰ تُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً‌ ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَـكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـــًٔا مَّرِیۡٓـــٴًﺎ ۝ ترجمہ : اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ دیا کرو پھر اگر وہ خود اپنی رضامندی سے اس میں سے کوئی چیز تمہیں چھوڑ دیں تو تم اس کو کھاؤ مزے سے خوشگواری سے ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ ۔

ترجمہ : ” شرطوں میں سے اہم ترین شرط جس کا پورا کرنا تم پر واجب ہے ، وہ ہے جس کی بنا پر تم نے (بیویوں کی) عصمتوں کو حلال کیا ہو ۔“

صحیح بُخاری 2721,5151,صحیح مسلم 1418,ترمذی 1127,سنن نسائی 3283,ابو داؤد 2139....۔

"مہرِ فاطمی" یا "مہر شرع پیغمبری ﷺ" یعنی وہ مہر جو حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور باقی بیٹیوں کے لیے اور دیگر اصحاب اور خود اپنی ازواجِ مطہرات یعنی امہات المؤمنین علیہم السلام کے لیے مقرر فرمایا تھا ۔

"مہرِ فاطمی" یا "مہر شرع پیغمبری ﷺ" کی مقدار؟

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: «كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ

ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا»، قَالَتْ: «أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: «نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَزْوَاجِهِ

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے ، انہوں نے کہا : میں نے رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ، (ام المومنین) حضرت عائشہؓ سے پوچھا : رسول اللہ ﷺ (کی بیویوں) کا مہر کتنا (ہوتا) تھا ؟ انہوں نے جواب دیا : اپنی بیویوں کے لیے آپ کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نَش تھا ۔ (پھر) انہوں نے پوچھا : جانتے ہو نش کیا ہے ؟ میں نے عرض کی : نہیں ، انہوں نے کہا : آدھا اوقیہ ، یہ کل 500 درہم بنتے ہیں اور یہی اپنی بیویوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کا مہر تھا ۔

صحیح مسلم 3489...۔

"بارہ اوقیہ اور ایک نَش" یعنی کل 500 درہم اور 12.5÷500 = 40 یعنی ایک اوقیہ 40 درہم کا اور ایک نَش 20 درہم کا اور ایک درہم کا وزن تقریباً 3 گرم ہوتا ہے یعنی 500 درہم کا وزن 1 کِلو 500 گرم چاندی اور آج 9 آگیست 2022 یعنی 10 محرم الحرام 1444 ہجری میں 1 کلو 500 گرم چاندی کی قیمت ₹88500 بھارتی روپیہ ہے ۔ یہ تھا چاندی کا حساب اوقیہ کے لیے لیکِن آج کے دور میں چاندی کی قیمت بہت کم ہوگئی ہے اُس دور میں 10 درہم 1 دینار کے برابر تھا یعنی 1 اوقیہ 4 دینار کے برابر یعنی 12 اوقیہ اور 1 نش کے 50 دینار ہوئے اور ایک دینار کا وزن 4.25 گرم ہوتا ہے اور 50 دینار کا وزن ہوا 212.5 گرم اور آج 212.5 گرم سونے کی قیمت ₹1018937.5 ہے ۔

کم سے کم مہر کی مقدار کا بیان ۔

جب عبدالرحمن بن عوفؓ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے اِن کے اور سعد بن ربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ کرایا ۔ سعدؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے وہ آدھا قبول کر لیں لیکِن عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے ، آپ بس مُجھے بازار کا راستہ بتا دیں ۔ پھر وہ بازار نکل گئے اور وہاں تجارت شروع کی اور کچھ پنیر اور گھی میں نفع کمایا ۔ چند دنوں

کے بعد اِن پر زعفران کی زردی لگی ہوئی تھی ۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسے مہر کتنا دیا ہے ؟ عرض کیا "سونے کی ایک گٹھلی " یا یہ کہہ کہ" ایک گٹھلی برابر سونا" آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب ولیمہ کر،اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو ۔

صحیح بُخاری 2049,3781,3937,5072,5153,5155,5167, صحیح مسلم 3494,ترمذی 1933,1094.......-

اِس حدیث میں ولیمہ کرنے کا حکم ہے لیکِن ولیمہ بھی آدمی اپنی طاقت کے حساب سے کرے اور فضول خرچی سے بچے -

سہل بن سعد ساعدیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا۔ پھر وہ کافی دیر کھڑی رہی پھر جب اُس نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اُس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔ پھر ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کرا دیجئیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو مہر میں انہیں دے سکو ؟ اُس آدمی نے عرض کیا کہ نہیں، اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! ، ایک روایت میں ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں مہر میں ایک کپڑا لا کے دے دو۔ اُس نے عرض کیا کہ مجھے تو یہ بھی میسر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو ممکن ہے تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ نہیں پایا۔ ایک روایت کے مطابق اُس آدمی نے فرمایا: میرے پاس تو یہ تہبند ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : اگر یہ تہبند تو اسے دے دے گا تو تو خود بغیر تہبند کے رہ جائے گا، جا کوئی اور چیز تلاش کر کے لا۔ اُس آدمی نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تلاش تو کر، اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے تلاش کی، مگر وہ کوئی چیز نہ پا سکا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' کیا تجھے قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہے ؟ '' اس نے کہا : جی ہاں ۔ فلاں فلاں سورت یاد ہے ۔ اس نے چند سورتوں کا تذکرہ کیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' میں نے اس قرآن مجید (کی

تعلیم) کے عوض جو تمہیں یاد ہے' تیرا اس سے نکاح کر دیا ۔'' ایک روایت میں ہے کہ جاؤ ! میں نے تمہاری اس سے شادی کر دی ، اسے قرآن (کا وہ حصہ جو تمہیں یاد ہے) سکھا دو ۔''

صحیح بُخاری 5029,5030,5087,5121,5126,5132,5135,5141,5149,5150,5871,صحیح مسلم 3487, ترمذی 1114,سنن نسائی 3202,3341,3361,ابن ماجہ 1889,مسند احمد ، مشکوٰۃ المصابیح 3202......۔

اِس حدیث میں کم سے کم حق مہرِ کا ذکر کیا گیا ہے کپڑا ، لوہے کی انگوٹھی یعنی آدمی کی حیثیت کے حساب سے ، لیکِن لڑکی والے بھی راضی ہو تب ۔

نکاح متعہ اور نکاح مسیار کی حقیقت ۔

نکاح متعہ کو اہل تشیع حلال سمجھتے ہیں اور اہل سنت اِس کو حرام لیکِن اہل سنت میں نکاح مسیار کے نام سے ایک نکاح ہے جِس کو اہل سنت کا ایک گروہ حلال سمجھتا ہے نکاح مسیار پر ہم بعد میں بات کرے گئے پہلے ہم نکاح متعہ کے بارے میں معلوم کرلیتے ہے ۔

لفظ "تَمَتُّعٌ"-"اِسْتِمْتَاعٌ" کے معنی ہے فائدہ اُٹھانا اور "متعة الحج" کا مطلب حج میں فائدہ اُٹھانا یعنی حج اور عمرہ ایک ساتھ جمع کرنا اور "متعة النیساء " یا "نکاح المتعة" کے معنی ہے عورت سے فائدہ اُٹھانا یعنی ایک معین وقت کے لیے عورت سے نکاح ، پھر جب وہ وقت پورا ہوجائے تو نکاح ختم۔

اہل تشیع نکاح متعہ کو حلال مانتے ہے

اور اُن کی دلیل : ۱ : اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا : " فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰ تُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ " القرآن – سورۃ 4 النساء آیت 24. اہلِ تشیع اِس کا ترجمہ کرتے ہیں : " ہاں جن عورتوں سے تم نے"متعہ"کیا ہو تو انہیں جو مہر معین کیا ہو دے دو " یعنی شیعہ علماء لفظ "اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ" سے مراد" متعہ" لیتے ہیں یعنی نکاحِ متعہ لیکِن جب ہم پوری آیت کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو نکاحِ متعہ کا اِس سے دور دور تک کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے پوری آیت ملاحظہ فرمائے : وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ‌ۚ وَاُحِلَّ لَـكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَـغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ‌ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰ تُوۡهُنَّ

أُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡـفَرِيۡضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝

ترجمہ : اور وہ عورتیں بھی (تم پر حرام ہے) جو کسی کے نکاح میں ہو مگر وہ جو (جنگ میں) تمہارے ہاتھ آئیں ،(یہ حکم ہے) لیکھاہوا اللہ کا تمہارے لیے ، اور حلال کردی گئیں ہیں تمہارے لیے اِن (محرمات) کے علاوہ (بشرطیکہ) تم انہیں اپنے مالوں (مہر) کے بدلے طلب کرکے ان کو اپنے (نکاح) میں محفوظ کر کے روکنے والے ہو نہ یہ کہ مقصد صرف شہوت نکلنا ہو ، تو جو (تمتع یعنی) فائدہ تم نے اُن سے حاصل کیا تو دو اُن کو اُن کا اجر (مہر) جو مقرر کیا گیا تھا ، اور نہیں ہے کوئی حرج تم پر کہ اِس فریضہ (مہر) کے طے ہونے کے بعد تم آپس کی رضامندی کے ساتھ جو طے کرلو ، بیشک اللہ ہے علم والا ، حکمت والا ۔القرآن – سورۃ 4 النساء آیت 24۔

اِس آیت میں مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ (بشرطیکہ ان کو اپنے نکاح میں محفوظ کر کے روکنے والے ہو نہ یہ کہ مقصد صرف شہوت نکلنا ہو) سے یہ صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ سچ کیا ہے بیشک یہ قرآن اللہ ﷻ کی طرف سے ہے جس کی ہربات واضح ہے ۔

اِن لوگوں کو اللہ ﷻ سے ڈرنا چاہیے یہ اِس آیت سے وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اِس میں ہے ہی نہیں اگر اِس آیت میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ آیت نکاحِ متعہ کے رد میں ہے نہ کہ اس سے نکاحِ متعہ ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے آمین۔

دوسری دلیل : المستدرك الحاكم اور بعض کتابوں میں روایت ہے : حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اِس آیت فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰ تُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً کو یوں پڑھا : فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتَوْهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۔ اور ابن عباسؓ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی نازل فرمایا ہے ۔

المستدرك الحاكم 3192, سنن الكبرى بيہقی 14167,تفسير ابن كثير سورة النساء آيت 24,تفسير الطبری سورة النساء آيت 24......۔

اِس روایت میں لفظ " إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى یعنی ایک معین وقت تک" کا اضافہ ہے جب کہ قرآن میں یہ لفظ موجود نہیں اگر ہم اِس روایت کو صحیح مان لے طب بھی اِس سے متعہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کے سارے معاملات منسوخ تَصَوُّر ہوگئے ۔

لیکِن ایک شیعہ عالم محمد حسین آل کاشف الغطاء اپنی کتاب اصل و اصول شیعہ میں لکھتے ہیں : " یہ روایت اگر صحیح ہے تو غالباً رسول ﷺ کے اِس جلیل القدر صحابی کا مقصود یہ ہوگا کہ پروردگارِ علم نے اِس کی تفسیر یوں نازل فرمائی ہے ۔ " اصل و اصول شیعہ ص129 (نشر: البلاغ المبین)

اگر اِس کو آیت کی تفسیر بھی مان لے تب بھی یہ منسوخ ہی مانی جائے گی ، اِس سے متعہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا تھا :'' لوگو ! میں نے تمہیں متعہ کی اجازت دی تھی ، سنو ! اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا ہے ، لہٰذا جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہے ، وہ اسے آزاد کر دے۔ اور تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے، اس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو ۔''

صحیح مسلم 3422,3423,3430,3420,مسند احمد 15413,سنن نسائی 3370,ابو داؤد 2072,سنن ابن ماجہ 1962......

بیشک متعہ اسلام کے ابتدائی دور میں جائز تھا پھر نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دیں اِس سے منع کردیا لیکِن پھر آپ ﷺ نے ضرورت پڑنے پر اِس کی اجازت بھی دی پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب قیامت تک کے لیے متعہ حرام ہے ۔

تیسری دلیل : تفسیرِ طبری میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا : " لو لا ان عمر نہی عن المتعۃ ما زنی الا شقی " ۔

ترجمہ :"اگر عمرؓ متعہ سے نہ روکتے تو شقی (بدبخت) کے علاوہ کوئی زنا نہ کرتا "۔ تفسیرِ طبری سورۃ النساء آیت 24۔

اِس روایت سے لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ متعہ حضرت عمرؓ نے حرام کیا تھا جب کہ خود نبی کریمﷺ نے فرمایا : وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ (اللہ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا ہے) ۔ تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ عمرؓ اِس کو حرام قرار دے ، بیشک حرم اور حلال کا اختیار صرف اور صرف اللہ ﷻ کو ہے، اِن لوگوں کو اللہ ﷻ سے ڈرنا چاہیے یہ لوگ الفاظوں کو پکڑ کر لوگوں کو دھوکے میں رکھتے ہیں ، اور مولا علیؑ سے یہ لوگ متعہ ثابت کرنے

کی کوششیں کرتے ہیں جب کہ مولا علیؑ خود اِس حدیث کے راوی ہے : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَبْدِ اللهِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيٍّ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ » .

ترجمہ : سفیان بن عیینہ نے ہمیں زہری سے حدیث بیان کی ، انہوں نے محمد بن علی (ابن حنفیہ) کے دونوں بیٹوں حسن اور عبداللہ سے ، ان دونوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن (نکاح) متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا ۔

صحیح مسلم 3433, صحیح بُخاری 4216,5005,سنن الکبریٰ بیہقی 14147,ترمذی 1121,سنن نسائی 3367,3367,3369,4339,4340, ابنِ ماجہ 1961,مسند احمد 6989/1204,صحیح ابنِ حبان 4140, مصنف ابنِ ابی شیبہ 17348,مشکوٰۃ 3147.....۔

اور پھر فتح مکہ کے سال قیامت تک کے لیے متعہ حرام کردیا گیا ۔

اور رہی بات ابن عباسؓ اور کچھ دیگر اصحابؓ کی تو اُن تک یہ بات پھوچی نہیں تھی اور اُن کے بارے میں یہ مِلتا ہے کہ اخر میں انہوں نے اِس سے رجوع کرلیا تھا لیکن اگر وہ رجوع نہ بھی کرتے تو بھی ہم پر کوئی اُن کی یہ بات حجت نہیں تھی کیونکہ تمام صحابہؓ اور اہل بیتؑ کا اِس پر اجماع ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہے ، اور خود اہلِ تشیع کے دو فرقے زیدیہ اور اسماعیلی متعہ کو حرام مانتے ہیں

اور اُن کی دلیل : وَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (ﷺ) أَنَّهُ حَرَّمَ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ ۔ وَ عَنْ عَلِيٍّ (ع)أَنَّهُ قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَ شَاهِدَيْنِ وَ لَيْسَ بِالدِّرْهَمِ وَ الدِّرْهَمَيْنِ وَ الْيَوْمِ وَ الْيَوْمَيْنِ ذَلِكَ السِّفَاحُ وَ لَا شَرْطَ فِي النِّكَاحِ.

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ کو حرام قرار دیا اور حضرت علیؑ نے فرمایا : ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں اور نہ ہی ایک یا دو درہم پر اور نہ ہی ایک یا دو دنوں کے لیے کیونکہ یہ زنا ہے ، اور نکاح میں کوئی شرط نہیں ۔

دعائم الإسلام ج 2 ص 228-229 (القاضي النعمان المغربي)

وَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ع أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ قَالَ صِفْهُ لِي قَالَ يَلْقَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَيَقُولُ أَتَزَوَّجُكِ بِهَذَا الدِّرْهَمِ وَ الدِّرْهَمَيْنِ وَقْعَةً أَوْ يَوْماً أَوْ يَوْمَيْنِ قَالَ هَذَا زِنًا وَ مَا يَفْعَلُ هَذَا إِلَّا فَاجِرٌ

ترجمہ : جعفر بن محمدؒ سے ایک شخص نے نکاحِ متعہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا : مجھے (اِس کی تعریف) بیان کرو اُس شخص نے کہا : ایک آدمی نے ایک عورت سے ملاقات کی اور کہا : ایک یا دو درہم کے عوض میں تجھے سے ایک یا دو دنوں کی مدّت کے لیے شادی کرتا ہوں ، امام جعفرؒ نے فرمایا : یہ زنا ہے اور اِس کو فاجر (گنہگار) کے علاوہ کوئی نہیں کرتا ۔

دعائم الإسلام ج 2 ص 229.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ ۔

ترجمہ : حضرت علیؒ بیان کرتے ہیں : رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے سال نکاحِ متعہ سے منع کردیا تھا ۔

مسند امام زید بن علیؒ حدیث 551،کتاب النکاح ۔

حدثني ابي انه سمع الحسن بن علي يقول: حدثني علي بن ابي طالب انه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينهى عن متعة النساء ويقول: هي حرام إلى يوم القيامة.

ترجمہ : حضرت علیؒ بیان کرتے ہیں : رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا : اب یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے ۔

مسند امام زید بن علیؒ ج 1 ص 41 / 40.

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْنِ، لَيْسَ بِالدِّرْهَمِ وَلَا بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَلَا الْيَوْمِ، وَلَا الْيَوْمَيْنِ شِبْهِ السِّفَاحِ، وَلَا شَرْطَ فِي نِكَاحٍ ۔

ترجمہ : حضرت علیؑ نے فرمایا : ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں اور نہ ہی ایک یا دو درہم پر اور نہ ہی ایک یا دو دنوں کے لیے کیونکہ یہ زنا ہے ، اور نکاح میں کوئی شرط نہیں ۔

مسند امام زید بن علیؑ حدیث 550، کتاب النکاح ۔

حدثني أبي عن أبيه أنه سئل عن نكاح المتعة؟، فقال: لا يحل نكاح المتعة لان المتعة إنما كانت في سفر سافره النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم، ثم حرم الله ذلك على لسان رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم، وقد روي لنا عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام بما قد صح أن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم نهى عنه. وأما من أحتج بهذه الآية ممن استحل الفاحشة من الفرقة المارقة في قول الله عزوجل: (فما استمتعتم به منهن فآتوهن أجورهن) فالاستمتاع هو الدخول بهن على وجه النكاح الصحيح، ....

ترجمہ : یحیی بن الحسین بن القاسم بن إبراهيمؑ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے کہ اُن سے نکاح متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا ۔ تو انھونے فرمایا : نکاحِ متعہ حلال نہیں ہے ، متعہ صرف نبی کریم ﷺ کے سفر کے دوران تھا ، پھر اللہ ﷻ نے اِسے اپنے رسول ﷺ کی زبانِ مبارک کے ذریعے سے حرام کردیا ، اور ہم تک صحیح روایت ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے : کہ نبی کریم ﷺ نے اِس سے منع فرمایا ہے ۔ اور جن لوگوں نے اسلام کے راستے کو چھوڑ کر اِس آیت سے غلط استدلال کیا اور بے حیائی کو عام کیا، آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً اِس میں استمتع سے مراد نکاحِ صحیح یعنی نکاح دائمی میں دخول کرنا ہے ۔

الأحكام في الحلال والحرام ج 1 ص 292-293،(مکتبہ اہل بیتؑ)

اہل بیتؑ ، صحابہؓ اور اہل علم کا اِس پر اجماع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لیے حرام ہے ، اللہ ﷻ ان لوگوں کو ہدایت دے جو صحیح بات معلوم ہوتے ہوئے بھی اپنی ضد میں اڑے رہتے ہیں ۔ آمین ۔

نکاحِ مسیار کیا ہے ؟

لفظ "مسیار" کے معنی ہے بہت زیادہ چلنا ، سفر کرنا ، سیر کرنا اور اِس کا ایک معنی آسانی بھی ہی ۔

نکاح مسیار یعنی سیر یا سفر کا نکاح ۔

نکاحِ مسیار (آسانی کا نکاح) جِس میں بیوی اپنے خاوند پر کچھ حقوق معاف کر دیتی ہے جیسے نان و نفقہ ۔

اِن کی دلیل : جب ام المؤمنین سودہ عَلَيْهَا السَّلَام عمر رسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے عرض کیا : اللہ کے رسول ! آپ کی طرف سے جو میری باری کا دن تھا وہ میں نے عائشہ عَلَيْهَا السَّلَام کو ہبہ کر دیا ۔ صحیح بُخاری 2593,2688,5212 صحیح مسلم 3629,ترمذی 3040,ابو داوٗد 2135,سنن نسائی 3199, مشکوٰۃ المصابیح 3230 ۔

لیکِن نکاحِ مسیار میں اور اِن کی دلیل میں زمین اور آسمان کا فرق ہے حضرتِ سودہ عَلَيْهَا السَّلَام نے اپنی عمر کے آخری دور میں جب وہ بوڑھی ہو گئیں تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا ۔ اور نکاحِ مسیار میں عورت اپنے حقوق سے پہلے ہی سے دست بردار ہوجاتی ہے اور اِس میں آدمی پر نان و نفقہ نہ ہونے کی صورت میں تو میاں بیوی میں اختلاف ہونا تو لازم ہے ، اور اکثر لوگ یہ نکاح چھُپ کر خفیہ طور سے کرتے ہیں جب کے نکاح اعلانیہ ہوتا ہے ، ام المؤمنین کے اُس فیصلے کو نکاحِ مسیار سے جوڑنا یہ تو بڑا ظلم ہے ، یہ تو ہوائی جہاز کا انجن موٹر گاڑی میں لگانے والی بات ہوئی لیکِن — لیکِن — لیکِن وہ کہتے ہیں نہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، ویسے ہی اصل نکاحِ مسیار یہ نہیں کُچھ اور ہی ہے اِس کی آڑ میں یہ لوگ متعہ سے بھی بدترین کام کرتے ہیں اصل نکاحِ مسیار یہ ہے کہ آدمی اپنے سفر کے دوران کیسی مُلک میں عورت سے اِس نیت کے ساتھ نکاح کرے کہ واپس اپنے مُلک میں لوٹتے وقت اِس کو طلاق دے دو گا اور اِس بات سے

عورت انجان بھی ہو ۔ یہ ہے اصل نکاحِ مسیار جو متعہ سے بھی آگے والی چیز ہے ۔

ایک وہابی مفتی جو سعودی عرب کے مفتی اعظم تھے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے فتاویٰ اسلامیہ میں ایک غیر اسلامی فتوٰی دیا ہے کہ یہ نکاح جائز ہے اورکہتے ہے کہ جمہور اہل علم کے نزدیک اِس میں کوئی حرج نہیں ۔ چار بار اِن سے یہی سوال گھما پھرا کر کیا گیا اور چاروں دفاع اِس کے جواز ہونے کا فتوٰی دیا ۔ فتوٰی اسلامیہ ج – 3 کتاب النکاح ص – 263 تا 264.

اللہ ﷻ اِن لوگوں کو عقل دے ، کیا اِن لوگوں کے گھر میں بہن بیٹی نہیں ہے ؟ اگر کوئی اُن کے ساتھ یہ کرے تو کیا اِن لوگوں کو یہ گوارا ہوگا ؟ ایک طرف تو یہ متعہ کو زنا کہتے ہے اور خود اُس سے بھی بیہودہ کام کرتے ہیں ، نام اہلِ حدیث اور کام اہلِ بدعت والا ، اللہ ﷻ اِن لوگوں کو ہدایت دے آمین ۔

طلاق کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ»

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : « اللہ تعالیٰ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ’’ طلاق ‘‘ ہے » ۔

مستدرک الحاکم 2794,سنن ابی داؤد 2178,2177, سنن ابن ماجہ 2018، مشکوٰۃ المصابیح 3280....۔

جو چیز اللہ ﷻ ناپسند کرے اور وہ حلال بھی ہو تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بہت ہی زیادہ مسلئہ ہو اور اُس کا کوئی حل نہ نکلتا ہو تو اُس وقت"طلاق" لی جائے نہ کہ شروعات ہی طلاق سے ہو ، اللہ ﷻ ہم سب کو صبر کرنے والا اور شُکر کرنے والا بنائے امین ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝

ترجمہ : اے نبی ﷺ) جب تم لوگ طلاق دو اپنی عورتوں کو تو طلاق دو اُن کو ان کی عدت کے لیے اور شمار رکھو ان کی عدت کا ، اور اللہ ﷻ سے ڈرو جو رب ہے تمہارا ، مت نکلو تم ان کو ان کے گھروں سے اور نہ ہی وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں ، اور یہ اللہ ﷻ کی حدیں ہے ، اور جو آگے بڑھے اللہ ﷻ کی حدوں سے تو یقیناً اس نے اپنے جان پر ظلم کیا ، تم نہیں جانتے شاید اللہ ﷻ اس کے بعد کوئی امرا جاری کردے . القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 1.

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب طلاق دی جائے تو عدت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق دی جائے یعنی عدت کے آغاز میں حالت طہر میں بغیر مجامعت کے طلاق دی جائے ۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جارہا تھا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ۔ تو انہوں نے کہا : تم عبداللہ ابنِ عمرؓ کو جانتے ہو ؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی ، میں نے یہ بات حضرت عمر بن خطابؓ کو بتائی تو اس پر حضرت عمر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اِس کے بارے میں سوال کیا تو « آپ ﷺ نے غصہ کیا اور فرمایا : اسے حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے ،

پھر اسے رہنے دے حتی کہ وہ پاک ہوجائے ، پھر اسے دوسرا حیض آجائے ، پھر وہ پاک ہوجائے ، پھر اگر وہ چاہے تو اس کے بعد اسے اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو حالت طہر میں مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے یا حالت حمل میں طلاق دے ، اور آپ ﷺ نے (سورۃ الطلاق کی) اس آیت کی تفسیر کو یوں بیان کیا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمْ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ ترجمہ:''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے شروع وقت میں طلاق دو۔''» حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ سے جب پوچھا گیا کہ کیا (اس طلاق کو جو آپ نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو دی تھی) آحضرت ﷺ نے اسے طلاق شمار کیا تھا ؟ انہوں نے جواب دیا : کیوں نہیں ! اگر کوئی (آدمی) خود ہی (صحیح طریقے پر طلاق دینے سے) عاجز آ گیا ہو اور

(حالت حیض میں طلاق دے کر) حماقت سے کام لیا ہو (تو کیا طلاق نہ ہو گی !) اور جب حضرت ابن عمرؓ سے جب اس آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا جو اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دیتا ہے تو وہ کہتے : اگر تم نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں (تو رجوع کر سکتے ہو کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اس سے رجوع کریں ، پھر اسے مہلت دیں حتی کہ اسے دوسرا حیض آئے ، (فرمایا :) پھر اسے مہلت دیں حتی کہ وہ پاک ہو جائے ، پھر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیں ۔ اور اگر تم نے تین طلاقیں دی ہیں تو تم نے اپنے رب کے حکم میں جو اس نے تمہاری بیوی کی طلاق کے حوالے سے تمہیں دیا ہے ، اس کی نافرمانی کی ہے اور (اب) وہ تم سے (مستقل طور پر) جدا ہو گئی ہے ۔

صحیح بُخاری 5252,5258,5332,5332,صحیح مسلم 3652 تا 3670, ترمذی 1175,1176,سنن ابی داؤد 2180 تا 2185,سنن نسائی 3419,3421,3426,3427,3428,3429,3585,3586,3587,3588,3589,سنن الکبری بیہقی 14908,14909,14910,14912,14913,سنن دارمی فی کتاب الطلاق ......۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ۱- کہ حیض کے وقت طلاق دینا حرام ہے اور اس کو طلاقِ بدعت بھی کہتے ہیں ۲- اگرچہ یہ طلاق حرام ہے طلاقِ بدعت ہے لیکِن اِس کو طلاق شمار کیا جائے گا ۳- اگر کوئی شخص حیض کی حالت میں ایک یہ دو طلاق دے بیٹھے تو وہ رجوع کرسکتا ہے لیکِن اگر تین طلاقیں دے بیٹھے تو اُس نے اللہ ﷻ کی نافرمانی کی اور پھر وہ رجوع نہیں کرسکتا اُس کی بیوی اُس سے اب مستقل طور پر جدا ہوگی ۴- حیض کی حالت میں طلاق دینے والا رجوع کے بعد اپنی بیوی کو مہلت دے کہ وہ پاک ہوجائے پھر اسے دوسرا حیض اے پھر پاک ہو تو پھر اگر چاہے تو اس سے رجوع کریں اور چائے تو حالت طہر میں مجامعت کرنے کے بغیر اسے طلاق دے یا حالت حمل میں طلاق دے ۵- اور یہ کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ حالت طہر میں یعنی حیض کی عدت کے شروع میں طلاق دی جائے یا حالت حمل میں طلاق دے ، اور طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی حالت طہر میں ایک طلاق دے اور تین حیض گزرنے دے یہاں تک کہ وہ بائنہ ہوجائے اور طلاقیں دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر کچھ عرصے بعد دماغ ٹھکانے میں آجائے تو نئے نکاحِ سے نئی شروعات کی جاسکتی ہے ،یہی بات قرآن اور سنت سے معلوم ہوتی ہے، اللہ ﷻ نے قرآن میں فرمایا : وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَ بَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ اِنۡ كُنَّ يُؤۡمِنَّ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ وَبُعُوۡلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ اِنۡ اَرَادُوۡٓا اِصۡلَاحًا ‌ؕ وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ ‌ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ع ۝

ترجمہ : اور طلاق والیاں روکیں اپنےآپ کو تین حیض تک ، اور نہیں جائز ہے انکے لیے کہ چھپائیں جو خلق کیا اللہ نے انکے رحم میں اگر وہ ایمان رکھتی ہے اللہ ﷻ پر اور آخرت کے دن پر ، اور انکے شوہر زیادہ حق دار ہیں کہ لوٹا لیں انہیں اِس (عدت) میں اگر وہ (واقعی) اصلاح چاہتے ہوں ، اور ان عورتوں کے لئے بھی ویسے ہی حقوق ہے جیسے ان کے اوپر معروف طریقے سے ، البتہ مردوں کو اُن پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ ﷻ زبردست ہے حکمت والا ہے -

القرآن – سورة البقرة آیت نمبر 228-

حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا : مَنْ أَرَادَ الطَّلَاقَ الَّذِيْ هُوَ الطَّلَاقُ فَلْيُطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً، ثُمَّ يَدَعُهَا حَتّٰى تَحِيْضَ ثَلَاثَ حِيَضٍ ۔

ترجمہ : جو شخص صحیح معنی میں طلاق دینا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ صرف ایک طلاق دے کر عورت کو چھوڑ دے اور تین حیض گزرنے دے ۔

مصنف ابنِ ابی شیبہ ، کتاب الطلاق ، باب ما یستحب من طلاق السنۃ و کیف ھو؟
حدیث نمبر : 18034- صحیح

اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ سے جو ہر طہر میں طلاق دینے والی روایت ہے وہ ضعیف ہے دیکھئے أنوار الصحيفة ص-348, سنن نسائی - 3423

اب سورۃ طلاق کی دوسری آیت میں اس کا ذکر ہے کہ کین کی موجودگی میں طلاق دی جائے ۔

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَّاَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰ لِكُمۡ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَمَنۡ يَّـتَّـقِ اللّٰهَ يَجۡعَلْ لَّهٗ مَخۡرَجًا ۞

ترجمہ : پھر جب وہ پہنچے اپنی (عدت کی) مدت پوری ہونے پر ، تو روکو اُن کو بھلائی کے ساتھ یا تو پھر الگ کردو اُن کو بھلائی کے ساتھ ، اور گواہ بنا لیا کرو تم میں سے(ایسے معاملوں میں) دو صاحب عدل گواہ کو اور گواہی اللہ ﷻ کے لیے قائم کرو،یہ نصیحت اُن سے کی جاتی ہے جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر،اور جو اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے وہ کردے گا اُس کے لیے راہ نجات ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت -2.

فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اللہ ﷻ نے ٹھیک اس ہی طرح قرآن مجید میں اور ایک جگہ فرمایا ہے : وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۖ وَلَا

تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ‌ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰ لِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ‌ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡٓا اٰيٰتِ
اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَآ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ الۡكِتٰبِ وَالۡحِکۡمَةِ يَعِظُكُمۡ
بِهٖ‌ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ع ﴿۲۳۱﴾

ترجمہ : اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر جب وہ پہنچے اپنی (عدت کی) مدت پوری ہونے پر ، تو روکو اُن کو بھلائی کے ساتھ یا تو پھر الگ کردو اُن کو بھلائی کے ساتھ ، اور نہیں روکو اُن کو تکلیف دینے کے لئے تاکہ تم زیادتی کرو ، اور جو ایسا کام کرے تو وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا ، اور مت بناؤ اللہ ﷻ کی آیت کو مذاق اور یاد کرو اللہ ﷻ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور جو اُس نے نازل کیا تم پر کتاب اور حکمت وہ نصیحت کرتا ہے تمہیں اس کے ساتھ اور ڈرو اللہ ﷻ سے اور جان لو کہ اللہ ﷻ ہر شئے جاننے والا ہے ۔

القرآن – سورة البقرة آیت – 231.

اور سورة البقره میں اس آیت سے پہلے کی آیت میں اللہ ﷻ نے فرمایا :
اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ‌ ۖ فَاِمۡسَاكٌ ۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌ ۢ بِاِحۡسَانٍ‌ؕ وَلَا يَحِلُّ لَـكُمۡ
اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ شَيۡـئًا اِلَّآ اَنۡ يَّخَافَآ اَ لَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ‌ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَ لَّا
يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ‌ؕ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا ‌ۚ
وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۲۹﴾

ترجمہ : یہ طلاق دو مرتبہ ہے پھر روک لینا ہے معروف طریقے سے یا تو چھوڑ دینا ہے حسنِ سلوک سے اور حلال نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم لے لو اس سے جو کچھ تم نے ان کو دیا (یعنی حق مہر) الا کہ وہ ڈرے کہ نہ قائم رکھ سکے گے اللہ ﷻ کی حدوں کو تو اگر تم ڈرو کہ نہیں قائم رکھو گے اللہ ﷻ کی حدوں کو تو نہیں ہے کوئی گناہ اُن پر اِس میں جو وہ (عورت) دے دے فدیہ اِس کے ساتھ ، یہ اللہ ﷻ کی حدیں ہے تو تم ان حدود سے آگے نہ بڑھنا ، اور جو کوئی اللہ ﷻ کی حدوں سے آگے بڑا تو یہی وہ لوگ ہے جو ظالم ہے ۔

القرآن – سورة البقرة آیت 229.

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ‌ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ اَنۡ يَّتَرَاجَعَآ اِنۡ ظَنَّآ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ‌ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۞

ترجمہ : پھر اگر وہ (مرد) اس (عورت) کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے تب تک حلال نہیں ہوگی یہاں تک کے وہ کسی اور مرد سے نکاح نہ کرلے ، پھر اگر وہ بھی اس کو طلاق دے دے تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ لوٹ آئے بشرطیکہ وہ خیال رکھتے ہوں کہ وہ قائم رکھیں گے اللہ ﷻ کی حدوں کو ،اور یہ اللہ ﷻ کی حدیں ہے اللہ ﷻ انھیں واضح کرتا ہے جاننے والوں کے لیے ۔

القرآن – سورة البقرة آيت 230.

یعنی دو مرتبہ طلاق کے بعد عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کی گنجائش ہے لیکِن اگر اس کے بعد آدمی طلاق دے تو پھر وہ طلاق رجوع والی طلاق نہیں ہوگی اور اس طلاقِ ثلاثہ کے بعد وہ عورت اِس پر ہمیشہ کہ لیے حرام رہے گی یہاں تک کہ وہ کسی اور مرد سے نکاح کرنے کے بعد مُطَلَّقَہ یہ بیوہ نہیں ہو جاتی ۔ جب رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے کوئی آدمی نکاح کرے ، پھر وہ اسے طلاق دے دے ، اس کے بعد وہ کسی اور آدمی سے نکاح کر لے اور وہ اس کے ساتھ مباشرت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال (ہو جاتی) ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:” نہیں ، حتیٰ کہ وہ(دوسرا خاوند)اس کی لذت چکھ لے ۔“

صحیح مسلم 3529,3521,3527,(صحیح بُخاری 2639,5260,5317,5792,5825,6084,....)۔

اِس چیز کو حلالہ بھی کہتے ہیں لیکِن اگر یہ کوئی پہلے سے منصوبہ بنا کر کریں جیسے آج کل کُچھ مولویوں نے اس کو اپنا کاروبار بنا لیا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھتا ہے تو وہ اُس کو واپس اپنے نکاح میں لانے کے لیے اِن مولویوں کے پاس جاکر مسئلہ پوچھنے جاتے ہیں تو یہ اُس کو حلال کرواتے ہے یعنی ایک رات کے لیے وہ مولوی خود اُس عورت سے

نکاح کرتا ہی پھر اس کو طلاق دے دیتا ہے اور اسے پہلے خاوند کی طرف لوٹا دیتا ہے اور اس کو وہ لوگ حلالہ کہتے ہیں ایسے طے شدہ حلالہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : « لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ»

ترجمہ : « اللہ ﷻ کی لعنت ہے حلالہ کرنے والے اور جِس کے لیے حلالہ کیا جائے »

مستدرک الحاکم 2805,2804, ابنِ ماجہ 1936,(ترمذی 1119,1120,سنن نسائی 3445,5107, ابنِ ماجہ 1935,1934,مسند احمد 844,4283,721,8270,4284, مشکوٰۃ المصابیح 3296...)۔

اور «فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ» یعنی ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ عورت اپنے خاوند سے علاحدہ ہونے کے لیے کُچھ فدیہ یعنی جو اُس کو مہر میں ملا ہو اُس میں سے دے کر شوہر سے الگ ہو جائے ، اس کو خلع کہتے ہے ، جب ثابت بن قیسؓ کی بیوی ربیع بنت معوذؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے ۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ، آنحضرت ﷺ نے اس پر ان سے دریافت فرمایا کیا تم ان کا باغ (جو انھوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو ؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ واپس کر دیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے ثابتؓ نے انہیں اپنے سے جدا کر دیا ، ربیع بنت معوذؓ نے فرمایا : انہوں نے نبی ﷺ کے زمانے میں خلع لیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک حیض عدت گزاریں ۔

صحیح بُخاری 5273 تا 5276, ترمذی 1185,ابو داؤد 2229,2230,سنن نسائی 3528, ابنِ ماجہ 2058, مستدرک الحاکم 2825,2825...۔

اور سورۃ الطلاق کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو صاحبِ عدل گواہ بنا لیا جائے اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ یہ دو گواہوں کے بات کرنے سے مسئلہ حل ہوجائے اور طلاق کی نوبت ہی نہ آئے ، اور گواہوں کی غیر موجودگی میں طلاق دینا خلافِ سنت ہے ، حضرت عمران بن حصینؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کرتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا ۔ (اس کا کیا حکم ہے ؟)

حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا : تو نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت ہی رجوع کیا ۔ بیوی کو طلاق دیتے وقت گواہ بناؤ اور رجوع کے وقت بھی ۔ اور پھر ایسے نہ کرنا ۔

ابو داؤد 2186, ابن ماجہ 2052-

گواہوں کی غیر موجودگی میں طلاق دینا یا رجوع کرنا اگرچہ خلافِ سنت ہے لیکِن طلاق اور رجوع واقع ہوگی شیعہ بھائیوں کا یہ موقف صحیح نہیں کہ بغیر گواہوں کے طلاق واقع نہیں ہوتی ۔

وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ‌ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡرًا ۝

ترجمہ : اور اسے رزق دے گا وہاں سے جہاں وہ گمان بھی نہ کرتا ہو , اور جو توکل کرے گا اللہ ﷻ پر تو وہ کافی ہے اس کے لیے ، بیشک اللہ ﷻ پہنچاتا ہے اپنا امر ، یقیناً اللہ ﷻ نے ہر شئے کا ایک خاص اندازہ مقرر کر رکھا ہے ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 3.

وَالّٰٓـئِْ يَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِيۡضِ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشۡهُرٍ وَّالّٰٓـئِْ لَمۡ يَحِضۡنَ‌ ؕ وَاُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنۡ يَّضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ‌ ؕ وَمَنۡ يَّـتَّـقِ اللّٰهَ يَجۡعَلْ لَّهٗ مِنۡ اَمۡرِهٖ يُسۡرًا ۝

ترجمہ : اور جو مایوس ہوجائے حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے ، اور ان کی بھی جنہیں اب تک حیض نہ آیا ہو ، اور حمل والی عورت کی عدت یہ ہے کی اُن کا وضح حمل ہوجائے ، اور جو کوئی ڈرے اللہ سے تو وہ کرتا ہے اُس کے لیے اُس کے کام میں آسانی ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت –4

یعنی عورت اگر حیض سے مایوس ہوجائے تو اُس کی عدت تین مہینے ہیں اور اُن عورتوں کی بھی عدت تین مہینے ہیں جنہیں اب تک حیض نہ آیا ہو اور اس آیت وَاُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنۡ يَّضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ؕ میں بیوہ عورتیں بھی شامل ہے عام طور پر بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دیں ہے لیکِن اگر وہ حاملہ ہو تو ان کی عدت اِن کے حمل کا پیدا ہونا ہے صحیح بُخاری 4909,4910......-

ذٰ لِكَ اَمۡرُ اللّٰهِ اَنۡزَلَهٗۤ اِلَيۡكُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعۡظِمۡ لَهٗۤ اَجۡرًا ۝

ترجمہ : یہ حکم ہے اللہ ﷻ کا جو اُس نے نازل کیا تمہاری طرف ، اور جو کوئی ڈرے اللہ ﷻ سے تو وہ دور کر دے گا اُس سے اُس کی برائیوں کو اور اُس کو بڑا اجر دے گا ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت –5.

اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَيِّقُوۡا عَلَيۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَـكُمۡ فَاٰ تُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ۚ وَاۡتَمِرُوۡا بَيۡنَكُمۡ بِمَعۡرُوۡفٍ‌ۚ وَاِنۡ تَعَاسَرۡتُمۡ فَسَتُرۡضِعُ لَهٗۤ اُخۡرٰى ؕ ۝

ترجمہ : رہائش دو اِن کو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور نہ تم تکلیف پہنچاؤ ان کو تاکہ تم تنگی کرو اِن پر ، اور اگر ہوں وہ حاملہ تو خرچ کرو اُن پر حتا کہ وضح حمل نہ ہو جائے ، پھر اگر وہ دودھ پیلائیں تمہارے لیے تو اُن کو اجر دے دو ان کا ، اور مشورہ کرو آپس میں معروف طریقے سے اور اگر تم اختلاف کرو تو جلد دودھ پلائے گی اِس (بچے) کو کوئی دوسری ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت –6

یعنی زمانے عدت میں عورت کو مرد ہی رہائش دے گا جہاں وہ خود رہتا ہو اِس سے میاں بیوی میں رجوع کی گنجائش پیدا ہوگی اور وہ واپس ایک ہو جائے گے یہ ہے ان رہ نجات میں سے ایک آسانی اُن کے لیے جو اللہ سے ڈر کر ہر فیصلہ لیتے ہیں اور قرآن اور سنت کے مطابق اپنے معاملات لےکر چلتے ہیں ، اور عورت کی رہائش اور اُس پر خرچ کا زمہ مرد پر ایک یا دو طلاق تک ہے اگر تین طلاقیں ہوگئی ہو تو مرد پر رہائش اور خرچ کا زمہ نہیں ہے مشکوٰۃ المصابیح 3324... لیکِن اگر عورت حمل سے ہو تو اُس کا خرچ مرد پر وضح حمل تک ہوگا ۔

لِيُنۡفِقۡ ذُوۡ سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ‌ؕ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَيۡهِ رِزۡقُهٗ فَلۡيُنۡفِقۡ مِمَّاۤ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ‌ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰٮهَا‌ؕ سَيَجۡعَلُ اللّٰهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ يُّسۡرًا ۝

ترجمہ : تا کہ خرچ کرے صاحبِ وسعت اپنی وسعت میں سے اور جِس کے لئے تنگ کردیا گیا ہے اُس کا رزق تو وہ خرچ کرے اُس میں سے جو اُس کو دیا ہے اللہ ﷻ نے ، نہیں تکلیف دیتا اللہ ﷻ کسی جان کو مگر جو اُس نے اسے دے رکھا ہے ، عنقریب کردے گا اللہ ﷻ تنگی کے بعد آسانی ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت –7.

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ عَتَتۡ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبۡنٰهَا حِسَابًا شَدِيۡدًاۙ وَّعَذَّبۡنٰهَا عَذَابًا نُّكۡرًا ع ۝

ترجمہ : اور کتنی ہی ان میں سے بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے امر اور اس کے رسولوں کے ساتھ تو محاسبہ کیا ہم نے ان کا بہت ہی سخت محاسبہ اور عذاب دیا ہم نے ان کو بہت ہی ہولناک عذاب ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 8.

فَذَاقَتۡ وَبَالَ اَمۡرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمۡرِهَا خُسۡرًا ۝

ترجمہ : سو چکھ لیا وبال اپنے کام کا انہوں نے اور ہے انجام اُن کے کام کا خسارہ ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 9.

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۖۚ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۛۚ قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا ۝

ترجمہ: تیار کیا ہے اللہ ﷻ نے ان کے لیے سخت عذاب ،سو تم اللہ ﷻ سے ڈرو اے عقل والوں ، اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو ، بیشک نازل کیا اللہ ﷻ نے تمہاری طرف ذکر ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 10.

رَّسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ‌ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزۡقًا ۝

ترجمہ:(اور)ایک ایسے رسول ﷺ جو پڑھ کر سناتے ہیں تم کو اللہ ﷻ کی آیت صاف صاف تاکہ نکالے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اللہ ﷻ پر اور نیک عمل کیے اندھیروں سے نور کی طرف ، اور جو کوئی ایمان لائے اللہ ﷻ پر اور نیک عمل کرے وہ اُسے داخل کرے گا ایسے باغ میں جِس کے نیچے بحتی ہوگی نہریں جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گے ، بیشک اللہ ﷻ نے اس کے لیے بہت ہی اچھا رزق رکھا ہے ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 11.

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَيۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ع ۝

ترجمہ : اللہ ﷻ وہ ہے جس نے خلق کیا سات آسمانوں کو اور زمین کو بھی اسی کے مثل ، نازل ہوتا ہے امر اِن کے درمیان تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ ﷻ ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے اور بیشک اللہﷻ نے احاطہ کر رکھا ہے ہر شئے کا اپنے علم سے ۔

القرآن – سورۃ الطلاق آیت – 12.

یہ تھی چھوٹی سورۃ النساء یعنی سورۃ الطلاق اور اِس میں ہمیں طلاق کے احکام و مسائل معلوم ہوئے جس پر تقریباً سارے مسلمان ایک ہے لیکِن کُچھ ایسے مسائل ہیں جس میں بہت اختلاف ہیں جیسے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں ایک شمار ہوگی یا تین ؟ کیا جبری طلاق واقع ہوگی یہ نہیں ؟........

اکٹھی تین طلاق کا بیان ۔

جو لوگ تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہے اُن کی دلیل : ابن عباسؓ سے پوچھا گیا : کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکرؓ کے عہد میں ، اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے (ابتدائی) تین سالوں تک تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا ؟ تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا : ہاں ۔

صحیح مسلم 3674,3675,3673.

اس روایت سے ظاہری طور پر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تین طلاقوں کو تین شمار کیا ہے لیکِن ایک دوسری روایت بھی ایسی ہیں جِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہی نکاحِ متعہ سے روکا تھا اور اس سے پہلے یہ جائز تھا: حضرت جابرؓ سے روایت

ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں عورتوں سے متعہ کیا کرتے تھے پھر حضرت عمرؓ نے اس سے منع کردیا ۔

صحیح مسلم 3025,3415,3416,3417,مسند احمد....

اگر ہم اس روایت کو پکڑ کر باقی روایتوں سے اپنی اکھیں بند کرلے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہی نکاحِ متعہ سے منع کیا تھا ان سے پہلے کیسی نے منع نہیں کیا تھا لیکِن ایسا نہیں ہے
کیونکہ اور دوسری بھی احادیثِ مبارکہ ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو قیامت تک کے لیے حرام کہا ہے ٹھیک اِس ہی طرح ہمیں اور بھی روایتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ لینا چاہیے ۔

ان کی ایک اور دلیل : حدثنا سعد بن إبراهيم حدثنا أبي عن محمد بن إسحق حدثني داود بن الحُصَين عن عِكْرمة مولى ابن عباس عن ابن عباس قال : طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو الْمُطَّلِبِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا، قَالَ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟)) قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا، قَالَ فَقَالَ: ((فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ.)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ.)) قَالَ: فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرٰى أَنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْر ۔

ترجمہ : سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنو مطلب والے سیدنا رکانہ بن یزیدؓ نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور پھر بہت سخت غمگین ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے کس طرح طلاق دی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اس کو تین طلاقیں دے دی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ہی مجلس میں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر یہ تو ایک ہی ہے، اگر رجوع کرنا چاہتے ہوتو کر لو۔ پس انھوں نے رجوع کر لیا، سیدنا ابن عباسؓ کی رائے تھی کہ طلاق ہر طہر میں دی جائے۔

مسند احمد 2387, مسند ابی یعلی ج -2 ص- 2495 (2500), ابو داؤد 2196,السنن الکبریٰ بیہقی ج-9 ص-462,463 حدیث نمبر 14986,14987, ...۔

یہ حدیث **ضعیف** ہے اس میں **داود بن الحُصَین** نے **عِکْرِمة** سے روایت کی ہے اور یہ محدثین کا اصول ہے کہ اگر **داود بن الحُصَین** روایت کرے **عِکْرِمة** سے تو وہ روایت **ضعیف** ہوگی سیر اعلام النبلاء ج-6 ص-106 ، الثقات ج-6 ص-284 ترجمہ 7748, تهذيب الكمال في اسماء الرجال ج-8,ص-180, تهذيب التهذيب ج-5 ص-105,ميزان الاعتدال ج-2 ص-5,....-

اور دوسری بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث عقل میں ہی نہیں بیٹھتی کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جب خبر ہوئی کہ کسی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دے دی تھی تو اس پر آپ ﷺ غصے کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا : «أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ » '' کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے ؟ '' حتیٰ کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا : " يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ" اے اللہ کے رسول ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں ؟ .

سنن نسائی 3430.

جب اکٹھی تین طلاق ایک تھی تو پیغمبرِ اسلام ﷺ کا غُصہ کیس بات پر تھا ، یہ غور کرنے کی بات ہے بھائیوں .

اے اللہ ﷻ ہم کو سیدھے راستے پر قائم رکھ ، اُن کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا اُن کے نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی اُن کے جو گمراہ ہوئے **امین** .

اس حدیث کے مقابل ایک **صحیح** حدیث ہے جس سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تین طلاقوں کو ایک شمار کب اور کیوں کرتے تھے : حضرت رکانہ بن عبد یزیدؓ نے اپنی بیوی کو '' طلاق بتہ '' یعنی تین طلاقیں دے دی تھی اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمات میں حاضر ہوئے اور اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا : «ما اردت بهذا ؟» تمہارا اِس سے کیا ارادہ تھا ؟

(اور ایک روایت کے مطابق حضرت رکانہؓ نے خود کہا کہ «وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً» قسم اللہ کی! میں نے اس سے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا ۔) آپ ﷺ نے پوچھا : «وَاللَّهِ مَا أَرَدْتَ إِلَّا وَاحِدَةً ؟» " اللہ کی قسم سے کہتے ہو ! تم نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا ؟ " تو حضرت رکانہؓ نے کہا : "وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً "اللہ کی قسم! میں نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا " نبی کریم ﷺ نے فرمایا:«هُوَ عَلَى مَا أَرَدْتَ» " یہ وہی ہے جو تم نے ارادہ کیا ۔"

ابو داؤد 2208,2206, مشکوٰۃ المصابیح 3283, مستدرک الحاکم 2808,2807,صحیح ابن حبان 4274, سنن دارقطنی 3978 تا 3983,مسند ابی یعلی 1535,1534،..........-

یہ حدیث امام شافعی ، امام ابو داؤد ، امام ابن حبان ، امام حاکم ،امام القاضی عیاض ....کے نزدیک صحیح ہے ۔ اور حافظ شعیب الأرناؤوط نے اور حافظ زبیر علی زئی....۔ نے اس کو حسن کہا ہیں ۔

اس حدیث سے یہ صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے مبارکہ میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیسے اور کیوں کیا جاتا تھا اس میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار کیا جاتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک کی نیت کی تھی تو ایک اور اگر تین کی نیت کی تھی تو تین ہوگی اور اس میں نبی کریم ﷺ کا سوال کرنا اور قسم اٹھوانے سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں ایک وقت پر واقع ہو جاتی ہے ۔

اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ اس طرح زیادہ کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے اُن کے ظاہر عمل پر تین طلاق کو تین شمار کیا نہ کہ حضرت عمرؓ نے پیغمبرِ ﷺ کے بعد شریعت میں کوئی تبدیلی کی جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک وقت میں دی گی تین طلاق ایک ہی شمار ہوگی اگرچہ نیت تین کی ہی ہو ، اور حضور ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ نے اس کو تین طلاق شمار کیا تھا ۔ تو یہ لوگ اپنی بات پر خود غور کرے کیونکہ یہ لوگ حضرت عمرؓ پر اور تمام صحابہؓ پر بہت بڑا الزام لگا رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کے جانے کے بعد اللہ ﷻ کی شریعت میں تبدیلی کر دی اور اس کام میں کسی صحابی نے آپ کی مخالفت

نہیں کی بلکہ خود اس غلط چیز میں ان کا ساتھ دیا نَعُوْذُبِاللہ ، اللہ ﷻ اِن کو عقل دے یہ کیسی بات ہے کہ بعد کے لوگ اس کو اتنا برا سمجھے اور جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی وہ اس پر کوئی اعتراض بھی نہ کرے یہ بات غور کرنے کی ہے ۔

اللہ ﷻ ہم سب کو قرآن اور سنت پر قائم رکھیں آمین ۔

تین طلاق پر صحابہؓ کا موقف ۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً، قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَىَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلاَثٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۔

ترجمہ : ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سؤ(100) طلاقیں دیں ہے تو آپ کا اِس میں کیا خیال ہے ابن عباسؓ نے فرمایا : وہ تُجھ سے پہلی تین طلاق میں ہی بائن ہو گئی اور ستانوی (97) طلاقوں سے تو نے اللہ ﷻ کی آیات کا مذاق بنایا ہے ۔

موطأ امام مالک،کتاب الطلاق 1120,(1170یا 1153) , ...۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً، جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَمَانِيَ تَطْلِيقَاتٍ ۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَمَاذَا قِيلَ لَكَ قَالَ قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي ۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ صَدَقُوا مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ لاَ تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلَهُ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُولُونَ ۔

ترجمہ : ایک شخص عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کی میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ابن مسعودؓ نے فرمایا : تو تُجھ سے سب نے کیا کہا ۔ اُس نے کہا : مجھ سے کہا گیا کی وہ مجھ سے بائن ہو گئی ۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا : سچ ہے جو طلاق دے جیسے اللہ نے حکم کیا تو ٹھیک صاف صاف بیان کردیا ہے اللہ ﷻ نے اُس کے لیے

اور جو کوئی اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالے تو اُس کی مصیبت اُس کے سر ہوگی، اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالو اور نہ ہمیں اس میں کھینچوں ، اُن لوگوں نے سچ کہا تیری بیوی تُجھ سے بائن ہو گئی ۔

موطا امام مالک،کتاب الطلاق 1121....۔

جزء علي بن محمد الحميري میں اہل حدیث محدث زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نمبر 43 کی تخریج میں لکھتے ہیں : وصح بنحو المعنى عن ابن عباس وغيره من الصحابة رضي الله عنهم أجمين ، ولا يعرف لهم مخالف في ايقاع الثلاث جميعاً فهذا إجماع ، وليس في الكتاب السنة ما يعارضه .

ترجمہ : یہ (تین طلاق کے واقع ہونے میں) حضرت ابنِ عباس اور ان کے علاوہ اور صحابہؓ سے صحیح سند سے ثابت ہے ، اور کیسی ایک نے بھی اس سلسلے میں ان سے مخالفت نہیں کی لہٰذا یہ اجماع ہے ، اور کتاب اور سنت میں اِس کی مخالفت کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے ۔

جزء علي بن محمد الحميري ص-37.

اور امام ابوبکر ابن المنذر نیشاپوری نے اپنی کتاب الاجماع میں اکٹھی تین طلاق کے واقع ہونے پر امت کا اجماع لکھا ہے ۔

الاجماع , کتاب الطلاق ص-92 تا 93.

قرآن و سنت اور اجماع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاق اگر تین طلاق کی نیت سے دے تو واقع ہو جاتی ہے ۔

اور اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ طلاق سنت طریقے سے دی جائے اور اکٹھی تین طلاق دینے والا شخص گنہگار ہوگا ۔

اللہ ﷻ ہم سب کو ہدایت دے آمین ۔

جبری طلاق کا بیان

مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۞

ترجمہ : جو کفر کرے اللہ ﷻ کے ساتھ بعد اس پر ایمان لانے کے الا یہ کہ جس کو مجبور کیا گیا ہو اور اُس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو بات اور ہے) لیکِن جو کھول دے کفر کے لیے اپنا سینہ تو ان پر اللہ ﷻ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ۔

القرآن – سورۃ النحل آیت 106.

« اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ » اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جِس کو مجبور کردیا جائے کلماتِ کفر پڑنے پر تو اُس سے اُس کا ایمان نہیں جاتا یعنی وہ اُس سے کافر نہیں ہوتا یہ تو پھر بھی طلاق ہے ، لیکِن حنفی مقلدین اس جبری طلاق کے واقع ہونے پر ضعیف موضوع روایات تو لاتے ہی ہے لیکِن ایک صحیح حدیث سے جبراً جبری طلاق کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ اُس حدیث میں جبری طلاق کا ذکر ہی نہیں ہے ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا : ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرِّجْعَةُ ۔

ترجمہ : ” تین چیزیں حقیقت میں بھی حقیقت ہیں اور مزاح میں بھی حقیقت ہیں : نکاح ، طلاق اور رجوع ۔“

مشکوٰۃ المصابیح 3284...۔

اس میں دو حالتوں کا ذکر ہے ایک سنجیدگی اور دوسرا مذاق اِس میں آدمی کا اختیار ہوتا ہے لیکِن مجبوری میں آدمی کا اختیار نہیں ہوتا ، لہٰذا اس حدیث سے جبری طلاق ثابت ہی نہیں ہوتی بلکہ نبی کریم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جبراً کوئی چیز بھی واقع نہیں ہوتی نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

«إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهِ صُدُورُهَا ، مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ ، أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»

ترجمہ : ” اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے ان کے دلوں میں آنے والے وسوسے معاف کر دیے ہیں ، جب تک ان پر عمل نہ کریں ، یا انہیں زبان سے ادا نہ کریں اور (وہ بھی معاف کر دیے ہیں) جن پر انہیں زبردستی مجبور کیا جائے ۔“

ابنِ ماجہ 2045,2044,2043, مستدرک الحاکم 2801, سنن الکبریٰ للبیهقي 15094,....۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ : لیس لمکرہ ولا لمضطهد طلاق .

ترجمہ : طلاق کے لیے مجبور کیے گئے اور زبردستی کیے گئے شخص کی طلاق نہیں ہوتی ۔

مصنف ابن ابی شیبہ 18330,سنن الکبریٰ للبیهقي ج-9,ص-508، حدیث نمبر 15104,......

حضرت ابن عباسؓ اور دیگر اصحابِ رسول ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ جبری طلاق واقع نہیں ہوتی اِس پر صحابہؓ کا اجماع ہے ۔

اس پر اور بھی بات ہو سکتی تھی جیسے کہ امام مالک کو اس جبری طلاق کے خلاف جانے پر وقت کے ظالم بادشاہ کی طرف سے امام مالک پر جو ظلم کیا گیا ، اور اس میں آپ کے کندھے ٹوٹ گئے لیکِن پھر بھی آپ حق پر قائم رہے ، اللہ ﷻ امام مالک کو اور جو کوئی بھی حق کی بات کرے اُن سب کے درجات بلند کرے اور جنت میں نبی کریم ﷺ کا پڑوس نصیب فرمائے آمین ۔

اللہ ﷻ ہم سب کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا بنائے امین ۔

فرقہ واریت کی آخری اور سب سے بڑی اصل وجہ شرک اور بدعت ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا : اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا ﴿۴۸﴾

ترجمہ : اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا ، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے ۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھیرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی ۔

القرآن – سورۃ النساء آیت نمبر 48

اگر کوئی شرک پر مرا تو اللہ ﷻ اُسے معاف نہیں کرےگا کیونکہ شرک بہت بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑا ظُلم : وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِا بۡنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕاِنَّ الشِّرۡكَ لَـظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ۞

ترجمہ:یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا "بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے"

القرآن – سورۃ لقمان آیت نمبر 13

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیﷺ اور تمام انبیاءؑ کی طرف وحی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: وَلَـقَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ۚ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۞

ترجمہ : اور (اے نبی ﷺ !) آپ کی طرف تو وحی کی جا چکی ہے اور جو (رسول) آپ سے پہلے تھے ان کی طرف بھی (وحی کردی گئی تھی) اگر

آپ بھی (بالفرض) شرک کریں گے تو آپ کے سارے اعمال بھی ضائع ہوجائیں گے اور آپ بھی نہایت خسارہ پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

القرآن – سورۃ الزمر آیت نمبر 65

شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب مُحمّد رسول اللہ ﷺ کی مثال سے سمجھایا کہ بالفرض اگر کوئی پیغمبر بھی ہو تب بھی شرک کی معافی نہیں ملے گی تو ہم اور آپ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝

ترجمہ : یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے جبکہ مسیحؑ نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل بندگی اور پرستش کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقیناً جو بھی اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام کردیا ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ایسے ظالموں کے لیے کوئی مدد گار نہیں ہوگا ۝ القرآن - سورۃ نمبر 5 المائدۃ آیت نمبر 72

کیا مسلمان مشرک نہیں ہوسکتا ؟

علماء سوء ایک حدیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان مشرک نہیں ہوسکتا خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہے ۔

اِس حدیث پر غور کرے : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ , حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ , فَقَالَ : إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى

حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا .

ترجمہ : نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو میں تم سے پہلے جا کر تمہارے لیے میر ساماں بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور قسم اللہ کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (یہ فرمایا کہ) مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے (نتیجہ یہ کہ آخرت سے غافل ہو جاؤ گے) ۔

صحیح بُخاری 1344,صحیح مسلم 2296....۔

اِس حدیث میں نبیﷺ نے صحابہؓ اور جو لوگ نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کے طریقے پر قائم رہے اُن کے بارےمیں ہے ، وہ لوگ نہیں جو آپ ﷺ کے بعد دین میں نئی نئی بدعت شروع کر دی ہو ، نبی کریم ﷺ کے پاس جب حوض کوثر پر یہ لوگ آئے گے تو نبی کریم ﷺ فرمائے گے «سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي» صحیح بُخاری 7050.

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

:وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں

القرآن – سورۃ یوسف آیت نمبر 106

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود بھی لوگ مشرک ہے اور جب رسول اللہ ﷺ پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر چہرہ مبارک پر بار بار ڈال لیتے پھر جب شدت بڑھتی تو اسے ہٹا دیتے تھے ۔ حضور ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا تھا :«لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»

ترجمہ : " اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ۔"

صحابہؓ فرماتے ہیں : آنحضور ﷺ اس امت کو ان کے کئے سے ڈرانا چاہتے تھے ۔

صحیح بُخاری 435,436,3453,3454,4443,4444,5815,5816,صحیح مسلم 1187,سنن نسائی 704,.....۔

قرآن اور سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امت میں شرک ختم نہیں ہوا لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک میں مبتلا ہے اللہ ﷻ ہم سب کو ہدایت دے آمین ۔

شرک کیا ہے ؟

شرک کی مختصر تعریف : اللہ ﷻ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں بھی دعا سنتا ہے یہ فلاں چیز جیسے (شرکیہ) تعویذ وغیرہ بھی فائدہ پہنچاتی ہے تو یہ شرک ہے ۔

اللہ کے علاوہ کسی اور کو (غیبی) مدد کے لیے پکارنا شرک ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّـفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰٮهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيۡفًا فَمَرَّتۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَـئِنۡ اٰتَيۡتَـنَا صَالِحًا لَّـنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ۞

ترجمہ : وہ (اللہ) تو وہی ہے جس نے پیدا فرمایا تم سب کو ایک ہی جان سے، اور پھر اسی سے اس نے اس کا جوڑا بنایا تاکہ سکون حاصل کرے اس کے پاس، پھر (آگے چل کر ان کی اولاد میں بعض کی حالت یہ ہوئی کہ) جب مرد نے عورت سے ہمبستری کی، تو اس کو ہلکا سا حمل ہوگیا، جسے وہ لئے پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو ان دونوں (میاں بیوی) نے مل کر دعا کی اللہ سے جو کہ رب ہے ان دونوں کا، کہ (اے ہمارے مالک) اگر تو نے ہمیں اچھا سا بچہ دے دیا تو ہم تیرے بڑے ہی شکر گزار ہوں گے،

فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمَا صَالِحًـا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۞

ترجمہ : مگر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم بچہ دے دیا تو انہوں نے اس کے شریک بنا دیئے اس (نعمت) میں جو اسی نے ان کو بخشی تھی، سو بالا وبرتر ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں،

اَيُشۡرِكُوۡنَ مَا لَا يَخۡلُقُ شَيۡـئًـــا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ ۞

ترجمہ : تو کیا یہ ایسوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے، اور وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں ؟

وَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ لَهُمۡ نَـصۡرًا وَّلَاۤ اَنۡفُسَهُمۡ يَنۡصُرُوۡنَ ۞

ترجمہ : اور وہ نہ ان کی کسی قسم کی کوئی مدد کرسکتے ہیں اور نہ وہ خود اپنی ہی کوئی مدد کرسکتے ہیں،

وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَتَّبِعُوۡكُمۡ‌ ؕ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡهُمۡ اَمۡ اَنۡـتُمۡ صٰمِتُوۡنَ ۞

ترجمہ : اور اگر تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاؤ تو وہ تمہارے کہنے پر نہ چلیں، برابر ہے تمہارے حق میں کہ خواہ تم انہیں پکارو یا تم خاموش ہو (وہ بہرحال سننے ماننے کے نہیں)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞

ترجمہ : بیشک جن کو تم لوگ پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ بندے ہیں تم ہی جیسے، پس تم لوگ انہیں پکار کر دیکھو، پھر ان کو چاہیے کہ وہ قبول کریں تمہاری (دعا) وپکار کو، اگر تم لوگ سچے ہو (اپنے دعوؤں میں)

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۞

ترجمہ : کیا ان کے کوئی پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں، یا ان کے کوئی ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں، یا ان کی کوئی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں، یا ان کے کوئی کان ہیں جن سے وہ سنیں، (ان سے) کہو کہ اچھا تم بلا لو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو، پھر تم سب مل کر چلاؤ میرے خلاف اپنی چالیں، اور مجھے مت دو کوئی مہلت،

اِنَّ وَلِيِّ ۦ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ښ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۞

ترجمہ : یقیناً میرا مدد گار تو وہ اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی اور صالح بندوں کا وہی پشت پناہ ہے۔

القرآن – سورة الأعراف آیت نمبر 189 تا 196

معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارنا شرک ہے چاہے وہ کوئی نیک بُزرگ ہی کیوں نہ ہو لیکن لوگ اللہ کو چھوڑ کر پیروں سے اور

بابوں سے مدد مانگتے ہیں اور تو اور مولا علیؑ اور نبی ﷺ کو بھی مدد کے لیے پکارتے ہے اور اِسے نام دےتے ہے وسیلہ کا اور تو اور اپنے بنائے ہوئے بزرگوں کی قبروں میں جا کر اُن سے دعا کرتے ہے ، کیا صحابہؓ نے آپ ﷺ کے جانے کے بعد آپ کی قبرِ مبارک میں جا کر آپ سے فریاد کی تھی ؟ ، آئیں دیکھتے ہیں کی صحابہؓ کا اِس پر کیا عمل تھا ۔ حدیث کو غور سے پڑے : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا ، قَالَ : فَيُسْقَوْنَ .

ترجمہ : جب کبھی عمرؓ کے زمانہ میں قحط پڑتا تو عمرؓعباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ تو، تو پانی برساتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو، تو ہم پر پانی برسا۔ انسؓ نے کہا کہ چنانچہ بارش خوب ہی برسی۔

صحیح بُخاری 1010.

صحابہؓ نے نبی ﷺ کی قبر مبارک پر جاکر آپ ﷺ سے فریاد نہیں کی بلکہ جب مشکل پڑتی تو خود جاکر اللہ ﷻ کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے تھے آج لوگ خود کو صحابہ کا سپاہی بھی کہتے ہیں اور قبروں پر جاکر بابوں سے فریاد و مدد مانگتے ہیں یہ تو کھلم کھلا شرک ہے ۔

یہ لوگ وسیلے کو اور استمدد کو ملا دیتے ہے وسیلہ یہ ہے کہ آپ کسی کو یہ کہے کہ میرے حق میں اللہ ﷻ سے دعا کردیجئے اور خود بھی اللہ سے دعا کرے کہ اے اللہ فلاں شخص کی دعا میرے حق میں قبول کر یہ نہیں کہ کسی کے انتقال ہونے کے بعد اُس کی قبر پر جا کر اُس سے مدد

مانگنا کہ یا بابا ،یا پیر ہماری بگڑی بنا دو " یہ تو استمدد ہے نہ کہ وسیلہ ، یہ غیر اللہ سے دعا کرنا ہے اور دعا صرف اللہ ﷻ سے ہی کی جاتی ہے ہر مسلمان اپنی پنج وقتہ نماز میں سورۃ الفاتحہ تو پڑتا ہی ہے جس میں اللہ ﷻ نے یہ واضح کردیا کہ جِس کی عبادت کرتے ہو اُس ہی سے دعا مانگو اس ہی سے مدد چاہو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ "ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں (اور کرتے رہے گے) اور صرف تُجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (اور مدد مانگتے رہے گے) " . لیکِن اکثر مسلمان قرآن کو ترجمے سے نہیں پڑتے اِس کا فائدہ علماء سوء اٹھاتے ہے اور لوگو کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنی جیبیں بھرتے ہیں .

اللہ ﷻ ہم مسلمانوں کو قرآن اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین .

علماء سوء کی طرف سے ایک اور دلیل جِس سے وہ " یا رسول اللہ نظرِ کرم فرمانا " ثابت کرتے ہیں لیکِن اُس حدیث میں ایسا کچھ بھی نہیں جِس سے نبی کریم ﷺ کو مدد کے لیے پوکرنا ثابت ہو اِس حدیث پر غور کرے : ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے شفا دے نبی ﷺ نے فرمایا :”اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کیے رہو، کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے“۔ اس نے کہا: دعا ہی کر دیجئیے، نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے ، پھر یہ دعا مانگے : اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

ترجمہ : ” اے اللہ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں . اے محمد ﷺ! میں آپ کے ذریعے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف

توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے ۔ اے اللہ ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما ۔‘‘

ابنِ ماجہ 1385,ترمذی 3578,....-

اس حدیث میں دعا صرف اللہ ﷻ سے کی گئی ہے اور بیشک ہم سارے مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہوئے ہے لیکِن اس دعا میں یَا مُحَمَّدُ "اے محمد" کا لفظ ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ یا نبی نظرِ کرم فرمانا ثابت کرتے ہے جب کہ اِس میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے لفظ یَا مُحَمَّدُ "اے محمد" ﷺ سے یہ لوگ استمدد ثابت کرتے ہیں جب کہ اِس میں صاف صاف دعا ہے کہ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ "اے اللہ ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما " اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا صرف اللہ ﷻ ہی سے کی جائے ۔

اور دوسرا اس دعا کے پہلے کُچھ حصے کو " اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ " اے اللہ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور نبی رحمت حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں ۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ حاجت پوری ہو جائے ۔ اے اللہ ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما ۔‘‘صرف اس دعا کے کُچھ الفاظ کو پکڑتے ہے اور دعا کے پہلے اور آخری حصے کو بھول جاتے ہیں جس میں دعا صرف اللہ ﷻ سے ہی کی گی ہے اور نبی ﷺ کا وسیلہ ثابت کرتے کرتے نبی ﷺ سے دعا کرنے لگ جاتے ہیں جو کہ پورے قرآن اور سنت کے خلاف ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۔

بیشک پیغمبر ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ یہ امت بھی پچھلی اُمتوں کے نقش قدم پر چلے گی یعنی جِس طرح وہ لوگ کتب کی آدھی بات جو اپنے مطلب کی ہوتی تھی وہ مان لیتے اور کتاب کے باقی حصے کا انکار کر

دیتے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا : «اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتٰبِ وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ» سورۃ البقرۃ آیت 85.

اللہ ﷻ ان ظالموں کو ہدایت دے یہ لوگ اس حدیث سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جس چیز سے نبی کریم ﷺ نے ہمیں منع کیا تھا اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک دعا تعلیم کی ہے جس میں صاف صاف ہے کہ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ "اے اللہ میں تُجھ سے سوال کرتا ہوں" اور اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ " اے اللہ ! نبی ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما " صاف صاف اللہ ﷻ سے دعا ہے اور فرمایا کہ نبی ﷺ کے ذریعے سے اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہو ، بیشک ہر مسلمان نبی کریمﷺ کے ذریعے ہی اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہے ، یہ تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے تعلیم کی گی دعا ہے .

حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ایک روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کام کیلئے حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا لیکِن حضرت عثمانؓ کسی مصروفیت کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے کام میں نظر فرماتے تھے ، پس وہ آدمی حضرت ابن حنیفؓ سے ملا اور ان کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا . حضرت عثمان بن حنیفؓ نے اس سے وہی دعا تعلیم کی جو پچھلی حدیث (ابنِ ماجہ 1385,ترمذی 3578.) میں جس کا ذکر ہے پھر فرمایا کہ اس دعا کے ساتھ اپنے اُس کام کا ذکر کر اور چلاجا حتّیٰ کہ میں بھی تیرے ساتھ چالوگا . اُس آدمی نے اس پر عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس گیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس کا کام کردیا اور فرمایا جو بھی تیرا کام ہو تو مجھے بتایا کر . پھر وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا ، ان سے کہا : اللہ ﷻ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ! وہ میرے کام کو نہ دیکھتے اور نہ ہی میری طرف متوجہ ہوتے یہاں تک کہ آپ نے میری شفارش کی . حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا : اللہ کی قسم ! میں نے ان سے (آپ کی) کوئی بات نہیں کی ،

پھر حضرت عثمان بن حنیفؓ نے وہی حدیث بیان کی اور اُس نابینا آدمی کے بارے میں فرمایا : اللہ ﷻ کی قسم ! ہم جدا نہیں ہووے اور نہ ہی کوئی لمبی بات کی یہاں تک کہ وہ آدمی ہمارے پاس آیا گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں یعنی پوری طرح سے بنائی لوٹ آئی ۔

الموجم الکبیر للطبرانی ج-6 ص-138 حدیث نمبر 8238, دلائل النبوة للبيهقي .....-

اس روایت پر کلام ہے ، لیکِن اگر ہم اس روایت کو صحیح بھی مان کر چلے تو اور اس پر عمل کرلے تو کوئی حرج نہیں بیشک یہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم کردہ دعا ہے جس میں بندہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میں تیرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے تیری طرف متوجہ ہوا ہو اِس میں بندہ دعا اللہ ﷻ ہی سے کرتا ہے ۔

لفظ یا سے لوگ اختلاف کرتے ہیں کُچھ اِس سے استعانت ثابت کرتے ہیں تو کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو لفظِ یا سے مخاطب کرنے کو تقریباً شرک ہے سمجھتے ہے ۔

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ سے استعانت و استمداد تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اِس میں دعا و استمداد بندہ صرف اور صرف اللہ ﷻ ہی سے کرتا ہے اور رہی بات اِس دعا میں یا محمد یعنی اے محمد ﷺ ہے جس کو لوگ کہتے ہیں کہ" یہ صرف حاضر کے لیے ہی استعمال کر سکتے ہیں غائب کے لیے نہیں "

جب کے تشہد میں ہم "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ" یعنی "اے نبی ! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں" اس میں بھی "اے نبی" ہے جو کہ شرک نہیں ہے کیونکہ اِس میں بھی آپ ﷺ سے استمداد نہیں ہے لفظ یا سے مخاطب کرنا شرک نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے علاوہ کسی اور سے استعانت شرک ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شرک اور بدعت سے دور رکھے آمین

بدعت کی مختصر تعارف *

بدعت کا معنی ہے نیا کام یعنی کوئی بھی ایسا نیاعمل جو اسلام کا ایک حصہ سمجھ کر کیا جائے اور اس کے بغیر دین کو ادھورا سمجھا جائے جیسے عیدمیلادانبی , محرم میں ہونے والے خُرافات ,گیارہویں ,چھٹی, کونڈے کی نیاز،صلوٰۃ الغوثیہ,درگاہ , تقلید اور بہت کچھ .

شرک اور بدعت کا ذکر اِس لیے ایک سات کیا گیا ہے کیوں کہ ہر شرک کی شروعات بدعت سے ہی شروع ہوتی ہے۔

بات یہ تھی کہ علماء سوء نے وسیلہ کا دھوکا دیا اور جو شخص انتقال کرگیا ہو اِس سے وسیلہ طلب کرنے کا طریقہ بتایا اور لیکِن صحابہؓ کا عمل کُچھ اور تھا وہ نبی ﷺ کی قبر پر جاکر فریاد نہیں کرتے تھے

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ نے کبھی آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر آپ ﷺ سے فریاد نہیں کی ۔

لیکِن آج کے لوگ خود کو صحابہؓ کا سپاہی اور اہل بیتؑ کا نوکر کہتے ہیں لیکِن ان کا کوئی عمل نا صحابہؓ سے ملتے ہیں اور نہ اہل بیتؑ سے ۔

وسیلہ لینے کا جائز طریقہ

١ – اللہ تعالیٰ کے ناموں کا وسیلہ ۔

مثلاً : وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ۞

ترجمہ : اور یہ کہ ابراہیمؑ نے دعا کی: "اے میرے رب، اس شہر کو امن کا شہر بنا دے، اور اس کے باشندوں میں جو اللہ اور آخرت کو مانیں،

انہیں ہر قسم کے پھلو ں کا رزق دے" جواب میں اس کے رب نے فرمایا: "اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تومیں اُسے بھی دوں گا مگر آخرکار اُسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا، اور وہ بد ترین ٹھکانا ہے"

القرآن – سورۃ نمبر 2 البقرۃ آیت نمبر 126

وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝

ترجمہ : اور یاد کرو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: "اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے

القرآن - سورۃ نمبر 2 البقرۃ آیت نمبر 127

رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَـكَ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ۝

ترجمہ : اے رب، ہم دونوں کو اپنا مسلم (مُطیع فرمان) بنا، ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا، جو تیری مسلم ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری کوتاہیوں سے در گزر فرما، تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے

القرآن – سورۃ نمبر 2 البقرۃ آیت نمبر 128

قٰلَ رَبِّ احۡكُمۡ بِالۡحَـقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۝

ترجمہ : آخر کار ! پیغمبر نے کہا اے میرے رب فیصلہ فرما دے حق کے ساتھ ہمارا رب جو بڑا ہی مہربان ہے اسی سے مدد مانگی جاتی ہے ان باتوں کے مقابلے میں جو تم لوگ بناتے ہو۔

القرآن - سورۃ ن آیت نمبر 112

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَ يًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰ لِكَ سَبِيْلًا ۝

ترجمہ : آپ کہہ دیجیے کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جس نام سے بھی تم پکارو سب اچھے نام اسی کے ہیں اور مت بلند کرو آواز اپنی نماز میں اور نہ ہی بہت پست رکھو اس میں بلکہ اس کے بین بین روش اختیار کرو

القرآن – سورة 17 الإسراء آیت نمبر 110

اللہ تعالیٰ کے الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى کا وسیلہ لینا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فوت شدہ لوگوں سے مدد مانگنا مشرکینِ مکہ کی سنت ہے : اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُـكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَـكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

ترجمہ : بیشک جن کو تم لوگ پکارتے ہو اللہ کے سوا، وہ بندے ہیں تم ہی جیسے، پس تم لوگ انہیں پکار کر دیکھو، پھر ان کو چاہیے کہ وہ قبول کریں تمہاری (دعا) وپکار کو، اگر تم لوگ سچے ہو (اپنے دعوؤں میں)

القرآن – سورة 7 الأعراف آیت نمبر 194

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِىْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝

ترجمہ : آگاہ ہو جائو کہ اطاعت خالص اللہ ہی کا حق ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور کو اولیاء بنا یا ہوا ہے (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کو صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کردیں یقینا اللہ فیصلہ کر دے گا ان کے مابین ان تمام چیزوں میں جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں اللہ ہرگز ہدایت نہیں دیتا جھوٹے اور نا شکرے لوگوں کو۔

القرآن – سورة 39 الزمر آیت نمبر 3

آج کے مسلمانوں میں اور مشرکینِ مکہ میں کیا فرق ہے ؟ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے آمین ۔

٢۔ کوئی نیک آدمی جو دنیاوی زندگی میں با حیات ہو اُس کے ذریعے(وسیلہ) سے دعا کروانا ۔

صحابہؓ کی سنت نبی ﷺ کی وفات کے بعد : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا ، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا ، قَالَ : فَيُسْقَوْنَ .

ترجمہ : جب کبھی عمرؓ کے زمانہ میں قحط پڑتا تو عمرؓ عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ تو، تو پانی برساتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو، تو ہم پر پانی برسا۔ انسؓ نے کہا کہ چنانچہ بارش خوب ہی برسی۔ صحیح بُخاری 1010

صحابہؓ نے نبی ﷺ کی قبر مبارک پر جاکر فریاد نہیں کی اور نہ ہی آپ ﷺ نے اس کی تعلیم کبھی دی ۔

علماء سوء نے یہ فتنہ پھیلایا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی آپ ﷺ ابھی بھی دنیاوی زندگی میں زندہ ہے جس سے وہ نبی کریم ﷺ سے استعانت و استمداد ثابت کرتے ہیں جب کہ صحابہؓ کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی ﷺ اِس دنیا سے انتقال کرگئے : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ , قَالَ : أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ , عَنِ الزُّهْرِيِّ , قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ، قَالَتْ : أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمْ النَّاسَ ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ، ثُمَّ بَكَى , فَقَالَ : بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ : فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ , فَقَالَ : اجْلِسْ فَأَبَى ، فَقَالَ : اجْلِسْ فَأَبَى ، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ ، فَقَالَ : أَمَّا بَعْدُ ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ إِلى الشَّاكِرِينَ سورة آل عمران آية 144 وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا .

ترجمہ : (جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہو گئی) ابوبکرؓ اپنے گھر سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اترتے ہی مسجد میں تشریف لے گئے۔ پھر آپ کسی سے گفتگو کئے بغیر عائشہؓ کے حجرہ میں آئے (جہاں نبی کریم ﷺ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی) اور نبی

کریم ﷺ کی طرف گئے۔ نبی کریم ﷺ کو برد حبرہ (یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر) سے ڈھانک دیا گیا تھا۔ پھر آپ نے نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر اس کا بوسہ لیا اور رونے لگے۔ آپ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔ سوا ایک موت کے جو آپ کے مقدر میں تھی سو آپ وفات پا چکے۔ ابوسلمہ نے کہا کہ مجھے ابن عباسؓ نے خبر دی کہ ابوبکرؓ جب باہر تشریف لائے تو عمرؓ اس وقت لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ لیکن عمرؓ نہیں مانے۔ پھر دوبارہ آپ نے بیٹھنے کے لیے کہا۔ لیکن عمرؓ نہیں مانے۔ آخر ابوبکرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا تو تمام مجمع آپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا امابعد! **اگر کوئی شخص تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کی وفات ہو چکی** اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ باقی رہنے والا ہے۔ کبھی وہ مرنے والا نہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے ”اور محمد صرف اللہ کے رسول ہیں اور بہت سے رسول اس سے پہلے بھی گزر چکے ہیں“ الشاکرین تک (آپ نے آیت تلاوت کی) قسم اللہ کی ایسا معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کے آیت کی تلاوت سے پہلے جیسے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت بھی اللہ پاک نے قرآن مجید میں اتاری ہے۔ اب تمام صحابہ نے یہ آیت آپ سے سیکھ لی پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔

صحیح بُخاری 4454،3668،1241،1242، ابن ماجہ 1627....

اِس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ کا کیا عقیدہ تھا اور ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہیے ۔ جب نبی ﷺ کے جانے کے بعد آپ ﷺ سے فریاد کرنا اور مدد کے لیے پکارنا کیسی صحابی سے ثابت نہیں ، جب کافروں نے پیغمبر ﷺ کے ستر ۷۰ صحابہ دھوکے سے شہید کردیئے تو اُن صحابہؓ نے

رسول اللہﷺ کی غیر موجودگی میں یہ نہیں کہا تھا کہ " یا رسول اللہ انظر حالنا" صحابہؓ نے کہا تھا "اللھُمَّ، بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا " یعنی " اے اللہ ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے ، ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے " صحیح مسلم 4917. یہ تھا صحابہؓ کا اور اہلِ بیتؑ کا عقیدہ وہ ہر حال میں اللہ ﷻ ہی کو پکارتے تھے وہ نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی یہ مانتے تھے کہ آپ ﷺ غیب جان لیتے تھے ۔

جب مسروق تابعی نے ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے پوچھا : اے ام المؤمنین! کیا محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا : ابوعائشہ ! (یہ مسروق کی کنیت ہے) تین چیزیں ہیں جس نے ان میں سے کوئی بات کہی ، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ، میں نے پوچھا : وہ باتیں کون سی ہیں ؟ انہوں نے فرمایا : جس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ۔

مسروق نے کہا : میں ٹیک لگائے ہوئے تھا تو (یہ بات سنتے ہی) سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہا : ام المؤمنین! مجھے بولنے کا موقع دیجئیے اور میرے بارے میں حکم لگانے میں جلدی نہ کیجئے گا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ سورة التكوير آية 23. ” بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا “ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى سورة النجم آية 13.” اور آپ ﷺ نے اسے ایک اور بار اترتے ہوئے دیکھا ۔“

حضرت عائشہؓ نے فرمایا : میں اس امت میں سب سے پہلی ہوں جس نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا :” وہ یقیناً جبریل علیہ السلام ہیں ، میں انہیں اس شکل میں ، جس میں پیدا کیے گئے ، دو دفعہ کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا : ایک دفعہ میں نے

انہیں آسمان سے اترتے دیکھا ، ان کے وجود کی بڑائی نے آسمان و زمین کے درمیان کی وسعت کو بھر دیا تھا "

پھر ام المومنین نے فرمایا : کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا

: لا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ سورة الأنعام آية 103.
" آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے "

اور کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ سورة الشورى آية 51. " اور کسی بشر میں طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے ذریعے سے یا پردے کی اوٹ سے یا وہ کسی پیغام لانے والے (فرشتے) کو بھیجے تو وہ اس کے حکم سے جو چاہے وحی کرے بلاشبہ وہ بہت بلند اور دانا ہے ۔"

اور دوسرا وہ شخص کہ جو اللہ پر جھوٹا الزام لگانے کا بڑا مجرم ہے جس نے یہ خیال کیا کہ اللہ نے محمد ﷺ پر جو چیزیں اتاری ہیں ان میں سے کچھ چیزیں محمد ﷺ نے چھپا لی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ سورة المائدة آية 67. " اے رسول ! پہنچا دیجیے جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا اور اگر (بالفرض) آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہ پہنچایا (فریضہ رسالت ادا نہ کیا ۔) "

اور تیسرا ام المؤمنین نے فرمایا : اور جو کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے تھے تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ خود کہتا ہے قُلْ لا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلا اللَّهُ سورة النمل آية 65. " (اے نبی !) فرما دیجیے ! کوئی ایک بھی جو آسمانوں اور زمین میں ہے ، غیب نہیں جانتا ، سوائے اللہ کے ۔"

صحیح بُخاری 7531,7380,4855,4612,صحیح مسلم 177,289,ترمذی3068,مسند احمد 24731......۔

یہ تھا اہلِ بیتؓ اور صحابہؓ کا عقیدہ اور آج کے مسلمان اِن سب سے پوری طرح سے اپنی پیٹھ پھیر چکے ہیں ۔

اللہ ہم سب کو ہدایت دے آمین ۔

۳- اپنے نیک عمل کا وسیلہ لینا ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَة نفر يماشون أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا. فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ قَدْ نَأَى بِي الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ حَتَّى يرَوْنَ السماءَ

قَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّه كَانَ لِي بِنْتُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتيها بِمِائَةَ دِينَار فلقيتها بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا. قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا. اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً

وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرْقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي. فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى

جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي. فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْبَقْرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي. فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فخذْ ذلكَ البقرَ وراعيها فَأخذ فَانْطَلَقَ بِهَا. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ الله عَنْهُم . مُتَّفق عَلَيْهِ

ترجمہ : حضرت ابن عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ، آپ ﷺ نے فرمایا :'' اس دوران کے تین آدمی سفر کر رہے تھے ، بارش آ گئی ، انہوں نے پہاڑ میں ایک غار میں پناہ لی ، اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان گری اور اس نے ان کی غار کا منہ بند کر دیا ۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا : اپنے اعمال کا جائزہ لو جو تم نے خالص اللہ کی رضا کی خاطر کیے تھے ، پھر ان کے ذریعے اللہ سے دعا کرو شاید کے وہ اس تکلیف (چٹان) کو دور کر دے ، ان میں سے ایک نے کہا : اے اللہ ! میرے بوڑھے والدین تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے ، میں ان کے نان و نفقہ کا ذمہ دار تھا ، جب میں شام کے وقت مویشی لے کر واپس آتا تو میں دودھ دھو کر ، اپنی اولاد سے پہلے ، اپنے والدین کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا ، ایک مرتبہ میں جنگل میں دور نکل گیا جس کی وجہ سے میں شام کے وقت (دیر سے) گھر پہنچا تو میں نے ان دونوں کو سویا ہوا پایا ، میں نے حسب معمول دودھ دھویا ، پھر میں دودھ کا برتن لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا ، میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان سے پہلے بچوں کو پلانا بھی نامناسب جانا جبکہ بچے میرے قدموں کے پاس بھوکے بلکتے رہے ، میری اور ان کی یہی صورت حال رہی حتی کہ صبح ہو گئی ، (اے اللہ !) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری رضا کی خاطر ایسے کیا تھا تو پھر ہمارے لیے اس قدر راستہ بنا دے کہ ہم وہاں سے آسمان دیکھ لیں ، اللہ نے ان کے لیے راستہ کھول دیا حتی کہ وہ آسمان دیکھنے لگے ۔ دوسرے نے عرض کیا ، اے اللہ ! میری ایک چچا کی لڑکی تھی ، میں اسے اتنا چاہتا

تھا جتنا کہ زیادہ سے زیادہ مرد خواتین کو چاہتے ہیں ، میں نے اس سے برائی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن اس نے انکار کر دیا ، حتی کہ میں اسے سو دینار دوں ، میں نے کوشش کر کے سو دینار جمع کیے اور وہ لے کر اس کے پاس گیا ، اور جب میں (اس سے برا فعل کرنے کے لیے) اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا : اللہ کے بندے ! اللہ سے ڈر جا اور اس مہر کو نہ توڑ ، (یہ سنتے ہی) میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اے اللہ ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمارے لیے راستہ کھول دے ! اللہ نے ان کے لیے کچھ راستہ کھول دیا ۔ تیسرے شخص نے کہا : اے اللہ ! میں نے ایک فرق (۶ ارطل) چاولوں کی اجرت پر ایک مزدور کام پر لگا رکھا تھا ، پس جب اس نے اپنا کام مکمل کر لیا تو اس نے کہا : میرا حق مجھے ادا کرو ، جب میں نے اس کا حق اس پر پیش کیا تو وہ اسے کمتر سمجھتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا میں اس سے زراعت کرتا رہا حتی کہ میں نے اس سے گائے اور چرواہے جمع کر لیے ، وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا : اللہ سے ڈر جا اور مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے ادا کر ، میں نے کہا یہ گائے اور اس کے چرانے والے کو لے جا ، اس نے کہا : اللہ سے ڈر ! مجھ سے مذاق نہ کر ، میں نے کہا : میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ، تم یہ گائے اور اس کے چرواہے کو لے جاؤ ، وہ اسے لے کر چلا گیا ۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو باقی راستہ بھی کھول دے ، چنانچہ اللہ نے ان کے لیے راستہ کھول دیا (اور وہ تکلیف دور کر دی) ۔‘‘ متفق علیہ ۔

مشکوۃ المصابیح 4938.

۴- کسی مسافر کے ذریعے (وسیلے) سے دعا (اور والد کی دعا) .

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ .

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :'' تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ، والد کی دعا ، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا ۔'' ،

رواہ الترمذی (۱۹۰۵) و ابوداؤ (۱۵۳۶) و ابن ماجہ (۳۸۶۲) و صحیحہ ابن حبان (۲۴۰۶) .

مشکوۃ المصابیح 2250.

یہ تھے سنت وسیلے لیکِن اگر کوئی اس طرح کہئے " یا اللہ تُجھے تیرے رسول کا واسطہ میری دعا قبول کر" تو یہ شرک نہیں ہوگا کیوں کہ اس میں بندہ دعا صرف اللہ سے کر رہا ہے ، ہاں اگر یوں کہہ کے "یا رسول اللہ ﷺ مدد " تو یہ شرک ہے ۔

آج جِس طرح لوگ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں وہ بھی وہی کام کر رہے ہیں جو پہلے کفار کیا کرتے تھے ۔

اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

ترجمہ : آپ کہا دیں ان سے تم پوکرو اُن کو جن کو تم نے گمان کر رکھا ہے اُس کے سوا ، پس وہ نہیں اختیار رکھتے کہ ہٹائے تم سے کوئی تکلیف اور نہ ہی اس کو تم سے پھیر سکتے ہیں ۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

ترجمہ : وہ ہستیاں جن کو یہ لوگ (اپنی حاجت روائی و مشکل کشائی، اور وسیلہ جوئی کے لئے) پکارتے ہیں، وہ (ان کے کام کیا آتے وہ تو) خود اپنے رب کے حضور پہنچنے کے لئے (نیکیوں کے ذریعے) قرب ڈھونڈنے میں لگے رہتے ہیں، کہ کون اس کا زیادہ مقرب بنتا ہے وہ اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کی چیز۔

سورة الإسراء آیت 56 اور57.

اور نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کا وصیت نامہ درج ہے جو اُنہوں نے اپنے بیٹے حضرتِ حسنؑ کو لکھا تھا اس میں حضرت علیؑ نے فرمایا : وَ اَلْجِئْ نَفْسَكَ فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا اِلٰی اِلٰهِكَ، فَاِنَّكَ تُلْجِئُهَا اِلٰی كَهْفٍ حَرِیْزٍ، وَ مَانِعٍ عَزِیْزٍ، وَ اَخْلِصْ فِی الْمَسْئَلَةِ لِرَبِّكَ، فَاِنَّ بِیَدِهِ الْعَطَآءَ وَ الْحِرْمَانَ، وَ اَكْثِرِ الْاِسْتِخَارَةَ.

ترجمہ : ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو، کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے۔ صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو، کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے، زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو۔

اور فرمایا : وَ اعْلَمْ! اَنَّ الَّذِیْ بِیَدِهٖ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قَدْ اَذِنَ لَكَ فِی الدُّعَآءِ، وَ تَكَفَّلَ لَكَ بِالْاِجَابَةِ، وَ اَمَرَكَ اَنْ تَسْئَلَهٗ لِیُعْطِیَكَ، وَ تَسْتَرْحِمَهٗ لِیَرْحَمَكَ، وَ لَمْ یَجْعَلْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ مَنْ یَّحْجُبُهٗ عَنْكَ، وَ لَمْ یُلْجِئْكَ اِلٰی مَنْ یَّشْفَعُ لَكَ اِلَیْهِ، وَ لَمْ یَمْنَعْكَ اِنْ اَسَاْتَ مِنَ التَّوْبَةِ، وَ لَمْ یُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ، وَ لَمْ یُعَیِّرْكَ بِالْاِنَابَةِ، وَ لَمْ یَفْضَحْكَ حَیْثُ الْفَضِیْحَةُ بِكَ اَوْلٰی، وَ لَمْ یُشَدِّدْ عَلَیْكَ فِیْ قَبُوْلِ الْاِنَابَةِ، وَ لَمْ یُنَاقِشْكَ بِالْجَرِیْمَةِ، وَ لَمْ یُؤْیِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ، بَلْ جَعَلَ نُزُوْعَكَ عَنِ الذَّنْۢبِ حَسَنَةً، وَ حَسَبَ سَیِّئَتَكَ وَاحِدَةً، وَ حَسَبَ حَسَنَتَكَ عَشْرًا، وَ فَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ، فَاِذَا نَادَیْتَهٗ سَمِعَ نِدَآئَكَ، وَ اِذَا نَاجَیْتَهٗ عَلِمَ نَجْوَاكَ، فَاَفْضَیْتَ اِلَیْهِ

بِحَاجَتِكَ، وَ اَبْثَثْتَهٗ ذَاتَ نَفْسِكَ، وَ شَكَوْتَ اِلَيْهِ هُمُوْمَكَ، وَ اسْتَكْشَفْتَهٗ كُرُوْبَكَ، وَ اسْتَعَنْتَهٗ عَلٰى اُمُوْرِكَ، وَ سَئَلْتَهٗ مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَتِهٖ مَا لَا يَقْدِرُ عَلٰى اِعْطَآئِهٖ غَيْرُهٗ، مِنْ زِيَادَةِ الْاَعْمَارِ، وَ صِحَّةِ الْاَبْدَانِ، وَ سَعَةِ الْاَرْزَاقِ.

ترجمہ : یقین رکھو کہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تاکہ وُہ دے، رحم کی درخواست کرو تاکہ وُہ رحم کرے، اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں، نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کیلئے لاؤ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کئے ہوں تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ و انابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا)، نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا کہ جہاں تمہیں رسوا ہی ہونا چاہیے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے، نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے، بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور بُرائی ایک ہو تو اُسے ایک (بُرائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے، اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے، جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے، تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو، اسی سے اپنے دُکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب

کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا، جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت۔

اور فرمایا : ثُمَّ جَعَلَ فِیْ یَدَیْكَ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِهٖ بِمَاۤ اَذِنَ لَكَ فِیْهِ مِنْ مَّسْئَلَتِهٖ، فَمَتٰی شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَآءِ اَبْوَابَ نِعْمَتِهٖ، وَ اسْتَمْطَرْتَ شَاٰبِیْبَ رَحْمَتِهٖ، فَلَا یُقَنِّطَنَّكَ اِبْطَآءُ اِجَابَتِهٖ، فَاِنَّ الْعَطِیَّةَ عَلٰی قَدْرِ النِّیَّةِ، وَ رُبَّمَاۤ اُخِّرَتْ عَنْكَ الْاِجَابَةُ، لِیَكُوْنَ ذٰلِكَ اَعْظَمَ لِاَجْرِ السَّآئِلِ، وَ اَجْزَلَ لِعَطَآءِ الْاٰمِلِ، وَ رُبَّمَا سَئَلْتَ الشَّیْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ، وَ اُوْتِیْتَ خَیْرًا مِّنْهُ عَاجِلًا اَوْ اٰجِلًا، اَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَیْرٌ لَّكَ، فَلَرُبَّ اَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهٗ فِیْهِ هَلَاكُ دِیْنِكَ لَوْ اُوْتِیْتَهٗ، فَلْتَكُنْ مَّسْئَلَتُكَ فِیْمَا یَبْقٰی لَكَ جَمَالُهٗ، وَ یُنْفٰی عَنْكَ وَبَالُهٗ، فَالْمَالُ لَا یَبْقٰی لَكَ وَ لَا تَبْقٰی لَهٗ۔

ترجمہ : اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا، اس طرح جب تم چاہو دُعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسا لو، ہاں! بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو تو اس سے نا اُمید نہ ہو، اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی، مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیشِ نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے، لہٰذا تمہیں بس وہ چیزیں طلب کرنا چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو، رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لئے رہے گا اور نہ تم اس کیلئے رہو گے۔

نہج البلاغہ مکتوب 31,وَ مِنْ وَّصِیَّةٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

اللہ ہم سب کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

اِن سنت وسیلے سے ہٹ کر اگر کوئی نیا وسیلہ لئے تو وہ وسیلہ نہیں بدعت ہے اور ایسی بدعت ہے جو شرک کی طرف لےجاتی ہیں بےشک نبیﷺ کی ہر بات حق ہے آپ ﷺ نے فرمایا : كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

ترجمہ : ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی ۔

سنن نسائی 1579

اور شرک سے بڑ کر اور کونسی گمراہی ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے بچائے آمین یارب العالمین

لیکِن ایک بات یاد رہے کہ کوئی بھی مسلمان جانبوجکر شرک میں نہیں پڑتا ، اکثر لوگ توعلماء سوء کے دھوکے سے اِس میں پڑتے ہے ۔

مشرکینِ کی دو اقسام ہیں ایک وہ مشرک جو صاحبِ کتاب ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو مشرکینِ مکہ تھے وہ مشرک جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دونوں اقسام کے مشرکوں کے بارے میں الگ الگ احکامات نازل کیئے ہیں ۔

اُن مشرکوں کے بارے میں احکام جِن کے پاس کوئی آسمانی کتاب نہیں :
وَلَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ‌ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ‌ۚ وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا ‌ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ يَدۡعُوۡنَ اِلَى النَّارِ ‌ۖ‌ۚ وَاللّٰهُ يَدۡعُوۡٓا اِلَى الۡجَـنَّةِ وَالۡمَغۡفِرَةِ بِاِذۡنِهٖ‌ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ۝

ترجمہ : اور تم لوگ اے ایمان والو ! مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں ور ایک ایماندار باندی ایک مشرک عورت سے بہرحال

کہیں بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک عورت تم کو اچھی لگتی ہو اور تم اپنی عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں مت دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور ایک ایماندار غلام ایک کافر و مشرک آزاد شخص سے یقینا کہیں بہتر ہے اگرچہ وہ کافر مشرک تم کو اچھا لگتا ہو کیونکہ یہ کافر و مشرک لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی ہولناک آگ کی طرف جب کہ اللہ بلاتا ہے اپنی رحمت و عنایت کی بناء پر جنت اور بخشش کی طرف اپنے اذن سے اور وہ کھول کر بیان فرماتا ہے اپنے احکام لوگوں کے لیے تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے

القرآن – سورة البقرة آیت نمبر 221.

عام مشرک کے بارے میں احکام ہے کہ کوئی مومن مرد مشرک عورت سے نکاح نہ کرے ۔

اُن مشرکوں کے بارے میں احکام جن کو کتاب عطا کی گئی تھی :

اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـكُمۡ ۖ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡـكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ مُحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسَافِحِيۡنَ وَلَا مُتَّخِذِىۡۤ اَخۡدَانٍؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۞

ترجمہ : آج تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جبکہ ان کا مہر دے دو۔ اور ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنی اور جو شخص ایمان سے منکر ہوا اس کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگ

القرآن – سورة 5 المائدة آیت نمبر 5.

اہل کتاب (مشرک) عورتوں سے مومن مرد کو نکاح کی اجازت دی گئی اور اُن کا کھانا (ذبیحہ) بھی حلال ہیں (اگر وہ اللہ کا نام لیکر زبح کرے تو)۔

لیکِن جب ایک مولوی سے پوچھاگیا :"کیا مسلمان مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ کہا سکتے ہیں ؟ "

تو وہ مولوی اِس کا جواب نہیں دے پایا جب کہ ایک عام قرآن جاننے والے کو معلوم ہے کہ اہل کتاب یعنی وہ لوگ جنہیں آسمانی کتابیں عطا کی گئی ہو اُن کا کھانا یعنی ذبیحہ ہمارے لیے حلال ہے تو جو مسلمان مشرک ہے وہ بھی اِس ہی دائرے میں آتے ہیں (اور کوئی مسلمان جانبوج کر شرک نہیں کرتا اکثر لوگ علماء سوء کے شر کی وجہ سے شرک کو پہچان نہیں پاتے اللہ ہم سب کو ہر طرح کے شرک سے پاک رکھے آمین)

مسلمانوں کی حالت تو یہ ہے کہ ایک فرقے کا مسلمان دوسرے فِرقے کے مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑتا وجہ یہ ہیں کہ اِن کے علموں نے فرمایا کہ فلاں فِرقے کے لوگ گستاخ ہے تو کسی نے کہا کے فلاں فِرقے کے لوگ بدعتی ہے اور اِن کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

کیا بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ؟

اُن لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں " بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی "

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ،قَالَ: اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هَذِهِ بِدْعَةٌ .

ترجمہ : راوی کہتے ہے کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر میں تثویب کی، تو ابن عمرؓ نے کہا: ہمیں یہاں سے لے

چلو، اس لیے کہ یہ بدعت ہے۔ ابو داؤد 539(538) یہ حدیث ضعیف ہے اِس میں أَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ ضعیف راوی ہے أنوار الصحيفة ص 33

« تثویب : اذان میں نمازکے لیے اعلان کیے جانے والے الفاظ مثلاً " الصلاۃ خیر من النوم ۔" »

یہ دلیل تو فارغ ہوگئی کیونکہ حدیث ضعیف ہے اور بھی ایسی کئی حدیثوں سے اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں پر ثابت ہوتا نہیں ۔

امام بُخاری نے صحیح بُخاری میں باب باندھا ہے «بَابُ إِمَامَةِ الْمَفْتُونِ وَالْمُبْتَدِعِ»۔ ترجمہ :« باغی اور بدعتی کی امامت » : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : وَقَالَ لَنَا : مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ ، فَقَالَ : إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ ، وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى ، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ ، فَقَالَ : الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ ، وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ : قَالَ الزُّهْرِيُّ : لَا نَرَى أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا .

ترجمہ : راوی فرماتے ہیں وہ خود عثمان غنیؓ کے پاس گئے۔ جب کہ باغیوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہی عام مسلمانوں کے امام ہیں مگر آپ پر جو مصیبت ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ ان حالات میں باغیوں کا مقررہ امام نماز پڑھا رہا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ کر گنہگار نہ ہو جائیں۔ عثمانؓ نے جواب دیا نماز تو جو لوگ کام کرتے ہیں ان کاموں میں سب سے بہترین کام ہے۔ تو وہ جب اچھا کام کریں تم بھی اس کے ساتھ مل کر اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو اور محمد بن یزید زبیدی نے

کہا کہ امام زہری نے فرمایا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ مگر ایسی ہی لاچاری ہو تو اور بات ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

صحیح بُخاری 695

امام بُخاری نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے ۔

اور صرف اُس بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑنا ہے جس کی بدعت کُفر پر ہو جیسے : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ، عَنْنَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُقْرِأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، قَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَكُونُ فِي أُمَّتِي أَوْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ، وَذَلِكَ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ .

ترجمہ : ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے، انہوں نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے دین میں بدعت نکالی ہے، اگر اس نے ایسا کیا ہو تو اسے میرا سلام نہ کہنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: میری امت میں (یا اس امت میں) مسخ (صورتوں کی تبدیلی) ، اور زمین کا دھنسنا آسمان سے پتھروں کی بارش کا ہونا ہو گا ، اور یہ قدریہ میں ہو گا جو تقدیر کے منکر ہیں ۔

ابن ماجہ 4061.

یعنی وہ بدعتی جِس کی بدعت کُفر پر ہو جیسے تقدیر کا انکار کرنا ۔

تقدیر اُن چیزوں میں سے ہے جس پر ایمان رکھنا ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہے : حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ

.ترجمہ : حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ چار چیزوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا: گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، موت پر ایمان لائے، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے، تقدیر پر ایمان لائے“۔

ترمذی 2149,ابن ماجہ 81,مسند احمد....

اگر کوئی شخص اِن چیزوں میں سے ایک بھی چیز کا انکار کرےگا تو وہ کافر ہوجائےگا اور ابن ماجہ کی حدیث نمبر 4061. میں جس بدعتی کی بات ہو رہی تھی وہ بدعتِ کفریہ پر تھا ۔

یعنی جو کافر ہو اُس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔

اللہ ہم سب مسلمانوں کو مل کر اللہ کی کتاب اور نبیﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین ۔

ملوکیت کا شرک

یہ سب تو ظاہر شرک تھے جس کو پہچانا ایک عام قرآن و حدیث کا علم رکھنے والا بھی جان جائے، لیکِن ایک ایسی چیز جس کو لوگ بدعت ماننے سے بھی انکار کر دیتے ہیں اور وہ ہے ملوکیت !

آتی ہے خلافت سے توحید کی خوشبو ، تو ملوکیت سے ہوتا ہے آغاز شرک کا ۔

خلافت میں ہر کام شریعت کے حساب سے کیا جاتا ہے ، ہر فیصلہ قرآن و حدیث سے کیا جاتا ہے ۔ لیکِن ملوکیت میں جو بادشاہ چاہئے گا صرف وہ ہی ہوگا اور اس میں حق کی آواز اٹھانے والے پر ظلم کیا جاتا ہے ، جو بادشاہ چاہئے وہی سب کا مذہب ہوگا چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے ، مثلاً جبری طلاق اور جبراً بیعت کے معاملے میں ظالم بادشاہ نے امام مالک رحمہ اللہ پر بہت ظلم کیا اور بھی بہت سے واقعات ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملوکیت سے اللہ ﷻ کے دین کا کوئی واسطہ نہیں ملوکیت میں بادشاہ صرف اپنی بادشاہی کرتا ہے آج بھی سعودی عرب اور دیگر ممالک جہاں پر ملوکیت جاری ہے کوئی سلفي ,وہابی ,اِس ملوکیت کو برا جانا تو دور یہ ظالم اِس کی حمایت کرنے اُتر آتے ہے جب کوئی ان کی غلطیاں نکالے ۔

صحابہؓ اور اہل بیتؑ اِس گندی بادشاہت کے خلاف تھے امام حسینؑ اس ملوکیت کے خلاف کربلا میں کھڑے تھے جب کل اسلام اس ملوکیت کے خلاف ہے تو یہ خود کو مسلمان کہنے والے لوگ جو لوگوں پر بات بات میں مشرک کا فتویٰ لگانے والے خود اس ملوکیت جیسے بدعت و شرک کے محافظ بنتے ہیں صرف کُچھ دنیاوی دولت کے خاطر اللہ ﷻ ان ظالموں کو سنبھالے یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی ۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ.

ترجمہ : جب تك اللہ چاہے گا کہ تم میں نبوت رہے تو نبوت رہے گی، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھالے گا۔ پھر نبوت کے طریقے

پر خلافت ہوگی، جب تك الله چاہے گا خلافت رہے گی، پھر جب الله تعالیٰ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھالے گا۔ پھرکاٹ خانے والی بادشاہت آجائے گی جب تك الله چاہے گا یہ بادشاہت رہے گی، جب الله تعالیٰ اسے اٹھانا چاہے گا اٹھالے گا، پھرسرکشی والی بادشاہت ہوگی جب تك الله چاہے گا یہ رہے گی، پھر جب اسے اٹھانا چاہے گا اٹھا لے گا، پھر نبوت کے منہج پر خلافت ہوگی ، پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

مسند احمد 17596, سلسلة الأحاديث الصحيحة 1754, مشکوٰۃ المصابیح 5378,....-

اس میں صاف لفظ ہے مُلْکًا عَاضًّا یعنی کاٹ کہنے والی بادشاہت ملوکیت کو اسلام نے نکارا ہے اور خلافت جو کتاب و سنت کے ساتھ فیصلہ کرے وہ اسلام کے بتائے ہوئے راستے میں ہے ۔

اسلام میں ملوکیت کو کبھی صحیح نہیں سمجھا گیا لیکِن علماء سوء نے لوگوں کو اس میں مبتلا کیا تا کہ یہ لوگ دنیا کی دولت سے اپنا پیٹ بھرے حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں ۔

الله ﷻ ان دنیا پرست دھوکے باز مولویوں کو غارت کرے ۔

یہ جعلی علماء اپنی عوام کے دماغ کو اس طرح گھما کر رکھتے ہیں کہ عوام کا دماغ اِس ملوکیت کی برائی کی طرف نہیں جاتا ، یہ بڑا موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہے لیکِن ملوکیت کے شرک کی لوگو کو بھنک بھی نہیں لگنے دیتے ۔

یہ لوگ شروعات ہی سے خلافت کے مخالف رہے ہیں اور ملوکیت کی حمایت کرتے آرہے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد بھی یہی کرتے آئے ہے ۔

رسول الله ﷺ کے غلام حضرت سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا : ” نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی پھر الله تعالی اپنا ملک

جسے چاہے گا عنایت فرما دے گا ۔ پھر سفینہ بیان کرتے ہیں : ابوبکرؓ کی خلافت دو سال شمار کر ، عمرؓ کی خلافت دس سال ، عثمانؓ کی خلافت بارہ سال اور علیؒ کی خلافت چھ سال شمار کر (اس میں حضرت حسنؒ کے کُچھ ماہ) راوی حشرج بن نباتہ کہتے ہیں کہ ہم نے اسے تیس سال پایا، سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہؓ سے کہا : یہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علیؒ خلیفہ نہ تھے تو اس پر حضرت سفینہؓ نے (غضبناک ہو کر) کہا : كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ یعنی بنی زرقاء کے چوتڑ جھوٹ بولتے ہیں۔(یعنی حضرت علیؒ خلیفہ برحق تھے) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سفینہؓ کو جب کہا گیا کہ بنو امیہ یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے؟ تو آپ نے اس پر کہا : كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ یعنی بنو زرقاء جھوٹ اور غلط کہتے ہیں، بلکہ ان کا شمار تو بدترین بادشاہوں میں ہے ۔

ترمذی 2226، ابو داؤد 4646,4647, مسند احمد 22274,22264,المستدرک الحاکم 4438....۔

اس سے معلوم ہوا کہ خلافت کے مخالف پہلے ہی سے موجود ہے اِن لوگوں کو تو بس اپنا پیٹ بھرنے سے مطلب ہے ، یہ لوگوں پر شرک اور کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی دیر نہیں کرتے لیکِن خود کو بھول جاتے ہیں ٹھیک اُس طرح جیسے پچھلے لوگ کیا کرتے تھے : " اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝ "

ترجمہ : کیا تم لوگوں کو حکم کرتے ہو بھلائی کا اور خود کو بھول جاتے ہو ہلاک تم پڑتے ہو کتاب تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ۔

سورۃ البقرۃ آیت 44.

ملوکیت و بادشاہت ہمیشہ شرک کی طرف ہی جاتی ہے اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں ایسے بادشاہوں کا واقعہ ذکر کیا جن لوگوں نے اپنےآپ کو رب کہا تھا : فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ۝ " تو کہا (فرعون) نے میں تمہارا رب

اعلیٰ ہوں " سورة النازعات آیت 24. ایک اور آیت میں ہے : قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَيۡرِىۡ لَاَجۡعَلَـنَّكَ مِنَ الۡمَسۡجُوۡنِيۡنَ ۞

ترجمہ : فرعون نے کہا : اگر تو نے الہ بنایا کیسی کو سوا میرے تو میں ضرور شامل کردوگا تُجھے اُن قیدیوں میں .

سورة الشعراء آیت 29.

اور ایک جگہ ہے کہ : وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرِىۡ ۚ فَاَوۡقِدۡ لِىۡ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيۡنِ فَاجۡعَلْ لِّىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوۡسٰى ۙ وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡـكٰذِبِيۡنَ ۞

ترجمہ : اور فرعون نے کہا اے درباریو ! نہیں جانتا میں تمہارے لیے کوئی الہ سوامیرے ، تو آگ جلا میرے لیے اے ہامان مٹی پر پھر تیار کر میرے لیے اونچی عمارت تاکہ میں جھاکوں موسیٰؑ کے الہ کی طرف ، اور بیشک میں گمان کرتا ہوں اسے جھوٹوں میں .

سورة القصص آیت 38.

فرعون کا یہ دعویٰ کرنے کا مطلب یہ تو ہرگز نہیں تھا کہ وہ اس زمین و آسمان کا خالق ہے کیوں کہ قرآن مجید سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ فرعون خود بھی دوسرے معبودوں کی پرستش کرتا تھا : وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اَتَذَرُ مُوۡسٰى وَقَوۡمَهٗ لِيُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ ۚ وَاِنَّا فَوۡقَهُمۡ قَاهِرُوۡنَ ۞

ترجمہ : اور کہا قومِ فرعون کے سرداروں نے (فرعون سے) کیا تو چھوڑتا ہے موسیٰؑ اور اُس کی قوم کو کہ فساد پھیلائے زمین میں اور وہ چھوڑ دے تُجھے اور تیرے معبودوں کو ، (فرعون نے) کہا : جلد ہم قتل کرے گے اِن کے بیٹوں کو اور ہم زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو ، اور بیشک ہم ان کے اوپر غالب ہیں .

سورة الأعراف آیت 127.

اس سے معلوم ہوا کہ اُس زمین میں لوگوں نے اور بھی جھوٹے خدا بنا رکھے تھے ، اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون نے جو رب ہونے کا دعوٰی کیا تھا وہ کین معنی میں تھا ۔ ایک اور آیت میں ہے : وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ‌ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَؕ ۝

ترجمہ : اور ندا لگائی فرعون نے اپنی قوم میں ، کہا اے میری قوم کے لوگوں کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں ؟ اور یہ نہریں بھتی ہے میرے نیچے ، تو کیا تم نہیں دیکھتے ۔

سورة الزخرف آیت 51.

فرعون نے خود کو زمینی خدا سمجھ رکھا تھا کہ مصر میں صرف اور صرف اُس ہی کا حکم ہو گا صرف اُس ہی کا قانون چلے گا اس ہی کے چلتے جب جب حضرت موسیٰؑ فرعون کو اسلام کی دعوت دیتے تو اس کی طرف سے جواب آتا : قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوۡنَ لَكُمَا الۡكِبۡرِيَآءُ فِى الۡاَرۡضِؕ وَمَا نَحۡنُ لَـكُمَا بِمُؤۡمِنِيۡنَ ۝

ترجمہ : کہا کیا تو آیا ہمارے پاس تاکہ پھیر دے ہمیں اس سے جس پر پایا ہم نے ہمارے باپ دادا کو اور ہوجائے تم دونوں کے لیے بڑائی زمین میں ، اور نہیں ہم تم دونوں پر کُچھ ایمان لانے والے ۔

سورة یونس آیت 78.

قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِكَ يٰمُوۡسٰى ۝

ترجمہ : (فرعون نے) کہا کیا تو آیا ہمارے پاس تاکہ نکالے ہمیں ہماری زمین سے تیرے جادو کے ذریعے اے موسیٰؑ ۔

سورة طه آیت 57.

معلوم ہوتا ہے کہ فرعون بادشاہت کا بھوکا تھا ہر وقت اُس کو اپنی کرسی کی پریشانیِ لگی رہتی تھی بیشک اللہ ﷻ نے فرعون کو سب

نشانیاں دکھائیں لیکِن پھر بھی وہ نہ مانا ، یہی بادشاہت کی بھوک نے اس مغرور کو غرق کر دیا ۔

حق بات تو یہ ہے کہ اللہ ﷻ جو تمام چیزوں کا خالق ہے حکومت بھی اُس ہی کی چلے گی بیشک اُس ہی کا قانون نافذ ہوگا ۔

نبی کریم ﷺ کے ذریعے جِس عرب سے لےکر عجم تک ملوکیت کو ختم کیا گیا تھا آج اس ہی عرب میں خود مسلمانوں نے ملوکیت قائم کر رکھی ہے ، ان کی بادشاہت ایسی ہے کہ کوئی اگر اِن کی بدمعاشی وضح کرتا ہے تو یہ لوگ اُس شخص کو قید کردیتے ہے یا تو غائب کردیتے ہیں اور یہ جعلی علماء اِن کا دفاع کرنے لگ جاتے ہیں یہ لوگ دنیا کے کُتّے بن گئے ہے ان لوگوں کو اللہ ﷻ سے ڈرنا چاہئے ۔

وہابی علماء ملوکیت کو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ سے ثابت کرنے کی ناکام کوششیں کرتے ہیں کہ "وہ بھی تو بادشاہ تھے" قرآن کی اس آیت : اَلَمۡ تَرَ اِلَى الۡمَلَاِ مِنۡۢ بَنِىۡٓ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰىۘ اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِؕ قَالَ هَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوۡا ؕ قَالُوۡا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَقَدۡ اُخۡرِجۡنَا مِنۡ دِيَارِنَا وَاَبۡنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ۞

ترجمہ : کیا تم نے غور نہیں کیا بنی اسرائیل کے سرداروں کے معاملے میں جو انہیں موسیٰؑ کے بعد پیش آیا ؟ جبکہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے کوئی بادشاہ مقرر کردیجیے تاکہ ہم اللہ ﷻ کی راہ میں جنگ کریں انہوں نے کہا کہ تم سے اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ جب تم پر جنگ فرض کردی جائے تو اس وقت تم جنگ نہ کرو انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اللہ ﷻ کی راہ میں قتال نہ کریں ؟ جبکہ ہمیں نکال دیا گیا ہے ہمارے گھروں سے اور اپنے بیٹوں سے پھر جب ان پر

جنگ فرض کردی گئی تو سب پیٹھ پھیر گئے سوائے ان کی ایک قلیل تعداد کے اور اللہ ﷻ ایسے ظالموں سے خوب باخبر ہے ۔

وَقَالَ لَهُمۡ نَبِيُّهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ لَـكُمۡ طَالُوۡتَ مَلِكًا ؕ قَالُوۡۤا اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهُ الۡمُلۡكُ عَلَيۡنَا وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡكِ مِنۡهُ وَلَمۡ يُؤۡتَ سَعَةً مِّنَ الۡمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰهُ عَلَيۡكُمۡ وَزَادَهٗ بَسۡطَةً فِى الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤۡتِىۡ مُلۡكَهٗ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝

ترجمہ : اور ان سے کہا ان کے نبیؑ نے کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کردیا ہے انہوں نے کہا کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اسے ہمارے اوپر بادشاہت ملے؟ جبکہ ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں بادشاہت کے اور اسے تو مال کی وسعت بھی نہیں دی گئی(نبیؑ نے) کہا:(اب جو چاہو کہو)یقیناً اللہ نے اس کو چن لیا ہے تم پر اور اسے کشادگی عطا کی ہے علم اور جسم دونوں چیزوں میں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی بادشاہت دے دیتا ہے اور اللہ بہت سمائی والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے ۔

سورة البقرة آیت 247,246.

اس واقع میں بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت سموئیلؑ جو بہت بوڑھے ہو چکے تھے اس ہی لیے بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا : ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ "کہ ہمارے لیے کوئی بادشاہ مقرر کردیجیے تاکہ ہم اللہ ﷻ کی راہ میں جنگ کریں " ۔ تو حضرت سموئیلؑ نے فرمایا :اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ بَعَثَ لَـكُمۡ طَالُوۡتَ مَلِكًا ۔ " کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کردیا ہے" ۔ اس میں لفظ "ملکا" اُن معنی میں ہرگز نہیں ہے جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں جب کہ دوسری آیت سے صاف واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہیں کہ "ملك" یعنی بادشاہ سے کیا مراد ہے ۔ کیا ان کے جو بادشاہ تھے یا جو ہے کیا اُن کو اللہ ﷻ کی وحی کے ذریعے مقرر کیا ہے یا ان کے باپ داداؤں نے ان کو لوگوں پر مسلط کیا ہے ؟ یہ مولوی اپنے مطلب کا لفظ پکڑ کر باقی قرآن اور سنت کی

ساری بات سے موہ موڑ لیتے ہے ۔ یہاں **"ملك"** کا لفظ امیر کے معنی میں آیا ہے ۔

اور رہی بات حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی تو اللہ ﷻ نے فرمایا : **يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ** وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ع ۝

ترجمہ : اے دائودؑ ! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور دیکھو ! اپنی خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ یقینا وہ لوگ جو بھٹک جاتے ہیں اللہ کے راستے سے ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے بسبب اس کے کہ وہ بھول گئے حساب کے دن کو۔

سورۃ ص آیت 26.

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ **"ملك"** یعنی بادشاہ سے مراد خلیفہ ہے جو اللہ ﷻ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے ۔

قرآن میں حضرت یوسفؑ کے اُس واقع کا ذکر موجود ہے جب حضرت یوسف قید میں تھے تب جن دو آدمیوں کے خواب کی تعبیر کی تھی اُن میں سے جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا اس سے یوسفؑ نے کہا کہ : **اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ** "میرا تذکرہ اپنے رب (آقا) سے کرنا " اس میں لفظ **"رب"** کا معنی آقا ہے ۔

عربی لغت میں **"رب"** کے اور بھی معنی ہے جیسے کہ آقا ، مربی ،پرورش.....۔ قرآن میں ہے : **رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا** ۔ "اے میرے رب اِن دوں پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی " اور ان الفاظوں کو سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے پوری بات پڑھنے پر الفاظ کا صحیح معنیٰ معلوم ہوجائےگا ۔ اس ہی طرح لفظ

" ملك" صرف اُس ملوکیت کے لیے استعمال نہیں ہوتا جو یہ لوگ سمجھ رہے ہیں ۔

اللہ ﷻ عرب کو اِس ملوکیت سے آزاد کرے امین ۔

اللہ ﷻ نے فرمایا : اَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا ۝

ترجمہ : کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جِس نے بنادیا الہ اپنی خواہشوں نفس کو ، تو کیا آپ ہوگئے اس شخص پر زمیدار ۔

ملوکیت میں بادشاہ اپنے نفس کی پیروی کرتا ہی ہے اور علماء سوء اُس پر جائز اور حلال کا فتویٰ لگا دیتے ہیں جیسے پہلے جبری طلاق کے مسلئہ میں علماء سوء نے فتویٰ دیا تھا ۔

فرق صرف اتنا ہے کہ جو کام فرعون اور اُس جیسے بادشاہوں نے کفر کرتے ہوے کیا وہی کام مسلمانوں کے بادشاہوں نے جعلی علماء کہ یعنی علماء سوء کہ ذریعے سے کیا لیکِن کُچھ ہوتے ہے حسینی پیدا ہرزمانے میں جو یزیدیت کو للکارتے ہے ۔

آج کل کے اہل حدیث سعودی حکومت کی بہت زیادہ طرفداری کرتے ہے اور اس ملوکیت کی بہت حمایت بھی کرتے ہیں یہ لوگ دوسروں پر تو شرک اور کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی دیری نہیں کرتے ہر ایک کی چھوٹی چھوٹی بات پر مشرک کا فتویٰ لگتے ہیں جب کہ خود بھی ایک قسم کے شرک میں مُلَوَّث ہے ۔

اللہ ﷻ نے قرآن کو صرف اس لیے نازل نہیں کیا کہ لوگ اس میں سے اپنے مطلب کی بات پکڑ لے اور باقی حصہ نظرانداز کر دے بیشک وہی لوگ کامیاب ہے جو قرآن پر مکمل طور سے ایمان لائے ۔

اللہ ﷻ ہم سب کو قرآن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

»LAST BUT NOT LEAST«

وطن پرستی

ٹیوی میں ایک مولوی کُچھ اس طرح کے الفاظ کہہ رہا تھا "ہماری ایک آنکھ اسلام ہے تو دوسری آنکھ ہمارے وطن کا قانون" نعوذباللہ یہ صرف شرک ہے نہیں بلکہ یہ کلماتِ کفر بھی ہے کہ اللہ ﷻ کے دین اور قانون کے برابر کیسی اور چیز کو مانا جائے ۔

یہ مولوی ضعیف , موضوع جھوٹی روایتیں لوگو کو بتا کر گمراہ کرتے ہے ۔

اللہ ﷻ نے رسول ﷺ کو صرف اس لیے نہیں بھیجا کہ بس لوگوں کو نماز ،روزے .... کا حکم دے ، اللہ ﷻ نے رسول ﷺ کو تو زمین میں اللہ کا نظام قائم کرنے کے لیے بھیجا تھا ، اسلام صرف مذہب نہیں ہے اسلام اللہ کا دین ہے اللہ کا نظام ہے اور اسلام مکمل دین ہے اس میں نہ کوئی خامی ہے اور نہ کوئی چیز کی کمی اللہ ﷻ نے فرمایا : اَلۡیَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَ رَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۔ "آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا ہے اور تم پر اتمام فرمادیا ہے اپنی نعمت کا اور تمہارے لیے میں نے پسند کرلیا ہے اسلام کو بحیثیت دین۔"

سورۃ المائدۃ آیت 3.

اسلام صرف مذہب نہیں اللہ ﷻ کا نظام ہے اور کامل دین ہے اس میں کوئی چیز کی کمی نہیں یہ باقی مذہبوں جیسا نہیں ہے جس میں کوئی احکام یا طریقہ موجود نہ ہو ، اسلام اُن سارے عُیُوب سے پاک ہے جو دوسرے مذہبوں میں موجود ہے ۔

اسلام میں کوئی عیب نہیں اور یہ رب العالمین کے جانب سے ہے اس میں کوئی رَیب نہیں ۔

وطن پرستی میں یہ لوگ سب سے اوپر وطن کو رکھتے ہے اور اپنے مذہب کو نیچے کیونکہ اِن کے مذہب میں ایسی ایسی خرابیاں ہے جس کا حل اِن کے پاس نہیں لیکِن اسلام ہر خرابی سے پاک ہے اسلام میں ہر مشکل کا حل موجود ہے چاہے وہ طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا مسئلہ ہو یا خلافت کا ، اسلام کا نظام اللہ ﷻ کی طرف سے انسانوں کے لیے نعمت ہے ۔ دنیا میں انسانوں کا بنایا ہوا قانون کہاں سے اسلام کے برابر ہو سکتا ہے ؟ ہاں اس کو معاہدہ کی حد تک سمجھا جا سکتا ہے جو مسلمانوں اور کافروں کے بیچ کیا گیا ہو ۔

آج مسلمان خود کوشش نہیں کرتا کہ دین کا علم حاصل کرے بس جو بات مولوی بتا دے وہ اُس ہی کو صحیح مان لیتا ہے ۔

لوگ دنیا کی بات میں اتنی کوشش کرتے ہے لیکِن دین کی بات میں اُس کا ایک فیصد بھی نہیں لگاتے ہیں ، لوگوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دے دی ہے ، آج کل لوگ اسلام سے بہت دور ہے اس ہی چیز کا فائدہ علماء سوء اٹھاتے ہے اور اپنی جیبیں بھرتے ہیں ، اب کیا کرے جیسا منہ ویسی چپیڑ ۔

اللہ رب العالمین ہم مسلمانوں کو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین ۔

ان الحکم الا للّٰہ یعنی اللہ ﷻ کے حکم کے سِوا کوئی حکم نہیں ، اللہ ﷻ کے قانون کے سِوا کوئی قانون نہیں ، جو حکم اللہ ﷻ نے قرآن میں کردیا ہے ہم مسلمانوں کے تمام فیصلے اُس ہی کے مطابق ہونا چاہیے لیکِن آج مسلمانوں نے قرآن کو صرف بڑھکر برکت حاصل کرنے کی چیز سمجھ رکھا ہے ۔

ان لوگوں کو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی اور ہو بھی کیسے یہ خود کوشش بھی نہیں کرتے اللہ ﷻ نے فرمایا : اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ۔

ترجمہ : حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی ۔

سورة الرعد آیت 11.

یعنی جو قوم خود کوشش نہیں کرتی اس قوم کے حالات اللہ ﷻ نہیں بدلتا آج مسلمانوں کی پستی کی اصل وجہ یہی ہے کہ قرآن کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا ہے ، یہ لوگ قرآن کے واضح حکم کے بعد بہی مولوی کی بات کو نہیں چھوڑتے ، یہ لوگ دنیا کے کاموں میں اتنا غور و فکر کرتے ہے اور دین کے معاملات میں کوئی کوشش نہیں کرتے اللہ ﷻ نے قرآن مجید میں فرمایا : وَلَا تَقۡفُ مَا لَـيۡسَ لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤـئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـئُوۡلًا ۝

ترجمہ : اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے ۔

سورة الإسراء آیت 36.

یعنی کان ، آنکھ ، اور دل اِن کے بارے میں اللہ ﷻ حساب لیگا کہ تمہیں یہ ساری نعمتیں عطا کی تھی کہ ان کے ذریعے سے حق تلاش کرنے کی کوشش کیوں نہ کی ، کان ، آنکھ اور دل یہ سب علم حاصل کرنے کے ذرائع ہے اِن کے ذریعے سے آدمی علم حاصل کرتا ہے کان سے سن کر ، آنکھ سے دیکھ کر اور دل سے سوچ سمجھ کر ۔

لیکِن مسلمان پھر بھی حق جاننے کی کوشش نہیں کرتا کان ہے لیکِن مولوی کی بات کے آگئے سنتا نہیں ، آنکھیں ہے لیکِن قرآن و سنت کو دیکھتا نہیں ، دل ہے لیکِن اگر قرآن پڑھ بھی لے تو سمجھتا نہیں ۔

اللہ ﷻ ہم مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ہم مسلمانوں کو قرآن اور حدیث کو صحیح فہم کے ساتھ سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جِس طرح اہلِ بیتؑ اور صحابہؓ نے سمجھا اور اس پر عمل کیا تھا آمین یارب العالمین ۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۝

(اے نبی ﷺ)پس نہیں آپ کے رب کی قسم ! یہ ہرگز مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ یہ آپ کو حکم نہ مانیں ان تمام معاملات میں جو ان کے مابین پیدا ہوجائیں پھر جو کچھ آپ فیصلہ کردیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور سرتسلیم خم کریں جیسے کہ سرتسلیم خم کرنے کا حق ہے

سورۃ النساء آیت 65.

آج ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۴ ہجری ہے الحمدُللہ آج یہ کام مکمل ہوا اللہ سے اُمید ہے کہ یہ کوششیں کام آئے گی اللہ ﷻ ہم مسلمانوں کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور فرقہ واریت سے محفوظ رکھیں اور ہمارے نیک کاموں کا اجر دے اور ہم سے ہماری برائیوں کو دور فرمائے آمین یارب العالمین ۔

اس روز یعنی ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے اور حضرت علیؑ کو نبی کریم ﷺ نے تو پہلے ہی آپ کی شہادت کی خبر دے دی تھی کہ : کیا میں تمہیں ان دو آدمیوں کی خبر نہ دوں جو سب سے زیادہ بدبخت ہیں ؟ حضرت عمار بن یاسر بہی حضرت علیؑ کے ساتھ تھے آپ دونوں نے فرمایا : کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ! آپ ﷺ نے فرمایا : ایک وہ جو قوم ثمود کا احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں ۔اور دوسرا وہ شخص جو تیرے یہاں پر (یعنی سر پر) مارے گا حتی کہ خون سے تیری یہ (یعنی داڑھی مبارک) تر ہو جائے گی ۔

المستدرک الحاکم 4679.

باقی مولا علیؑ کے فضائل میں تو اتنی احدیث مبارکہ ہے کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے : مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کے فضائل میں اتنی احادیث وارد نہیں ہیں جتنی احادیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں ہیں ۔

المستدرک الحاکم 4572.

کبھی علیؑ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا : أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي . اور کبھی فرمایا : مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ . اور کبھی فرمایا : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ. اور کبھی فرمایا : عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ . ...

اور نبی کریمﷺ نے یہ دعا مانگی : رَحِمَ اللَّهُ عَلِيًّا اللَّهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ .

ترجمہ : اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے ، اے اللہ ! علی جدھر ہو حق کو ادھر کر دے .

مستدرک الحاکم 4629.

غور کرنے کی بات ہے آپ ﷺ نے یہ دعا نہیں مانگی کہ " اے اللہ علی کو حق کی طرف کردے " بلکہ دعا یہ مانگی کہ " اے اللہ ! علی جدھر ہو حق کو ادھر کر دے . "

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ اللہ میرے آپ کے اور تمام مسلمانوں کی تمام جائز دعائیں قبول فرمائے ، اور ہمارے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور ہمارے نیک کاموں کو قبول فرمائے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے آمین .

آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک دفعہ یہ پوری کتاب فرقہ وارانہ شوچ سے آزاد ہو کر پڑھے اور اس کو اور بھی لوگوں کو اس کے بارے میں بتائیں . جزاک اللہ

FEEDBACK : SAYYEDSHAHIDBINABDULHAMEED@GMAIL.COM

فرقہ واریت کی اصل وجہ...ص-3.

فرقہ واریت کی اصل وجہ ہے قرآن کے ساتھ ظُلم کرنا...ص-6.

اسلام میں فرقہ واریت کی بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ہے تقلید-.........................ص-12-

فرقہ واریت کی ایک اور سب سے بڑی وجہ بزرگ پرستی ہیں جو تقلید سے بھی بدترین ہے -.....ص-15.

بابوں کا خاتم نبوّت پر ڈاکا -..ص-16-

ابن تیمیہ صاحب کا غلط عقیدہ -..ص-18.

محمّد رسول الله ﷺ خاتم النبیین ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کا آنا تو بہت دور کی بات ہے آپ ﷺ کے ذریعے سے وحی کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا گیا اب آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی ختم نبوّت کا منکرنا بھی ہو لیکِن وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی آتی ہے تو وہ پکّا جھوٹا اور دجّال شخص ہے!...ص-19.

فرقہ واریت کی اور ایک اصل وجہ مال و دولت -...ص- 22-

فرقہ واریت کی اصل وجہ علماء سوء کا دھوکا قرآن اور صحیح حدیث کو لیکر -..................ص-24-

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ مولا علی عَلَیْہِ السَّلَام سے دُشمنی اور محبت میں غلو کرنا..ص-27-

یا علی مدد کی حقیقت!...ص-30-

بیشک علیؑ سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور بیشک علیؑ سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق-...ص-31-

2812-..ص-33-

حضرت عمارؓ کی آخری جنگ-..ص-33.

حضرت عمارؓ کے قتل ہونے کے بعد صحابہؓ کا عمل-...ص-34-

حضرت مولا علیؑ کے سارے قتال (جَمل / صِفین/ نَھروَان) پر علیؑ حق پر تھے-...................ص-37.

جنگِ جمل-..ص-38-

جنگِ صِفین-..ص-42-

جنگِ نَھروَان-..ص-46-

کیا مولا علیؑ کے مخالفین کو ایک اجر ملےگا ؟؟؟..ص-48-

حضرت معاویہؓ اور ان کے لوگوں نے مولا علیؑ کی مخالفت تو کی ہی لیکِن وہ اِس پر روکے نہیں بلکہ مولا علیؑ پر اپنے منبروں سے گالی بکنے لگے -...ص-49.

مولا علیؑ کو گالی دینا یعنی نبیﷺ کو گالی دینا !..ص-53-

مولا علیؑ کے شیعہ کا اِس پر کیا موقف ہونا چاہیے ؟..ص-53-

فرقہ واریت کی ایک اصل وجہ ہے ایمان ابی طلب-..ص-55-

ایمان ابی طالب پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں -..ص-58-

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ - ص-59-

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ (باغِ) فَـــــــدَك کا مسئلہ - ص-62-

فَـــــــدَك کیا ہے ؟..ص-62.

فے..ص-62-

مال غنیمت اور مال فے میں فرق کیا ہے ؟ ....ص.63.

کیا مسئلہ صرف فَـــــــدَك کا تھا ؟..ص-64.

اہلِ تشیع اور اہلِ سنت دونوں مکاتبِ فکر کی ہبہ (GIFT) والی روایتوں کا جائزہ -...............ص-65-

اصل بات-...ص-68.

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نماز کو لیکر -..ص-70-

نماز کس طرح پڑھے ؟ ص-70-

نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ کیا ہے ؟..ص-71-

نبی ﷺ کا حکم : اپنی صفیں برابر کر لو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ-................................ص-82-

آپ ﷺ سورۃ فاتحہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے یعنی آپ ﷺ اِن وقفوں میں مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا موقعہ دیتے تھے -..ص-85-

نبی اکرم ﷺ کا حکم : جب امام ﴿ولا الضالین﴾ کہے تو تم آمین کہو-................................ص-86-

آمین کی آواز سے حسد کرنے والے یہودی-..ص-87-

آپ ﷺ قرآت سے فارغ ہونے کے بعد "سکتے" (یعنی کُچھ دیر تک وقفہ) فرمایا کرتے تھے یعنی آپ ﷺ اِن وقفوں میں مقتدیوں کو سورۃ فاتحہ پڑھنے کا موقعہ دیتے تھے ص-89-

جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے اُن کی دلیل -..ص-90-

رکوع سے اٹھنے کے بعد (یعنی قومہ میں) آپ ﷺ اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے اور یہی اُمت کا عملی تواتر اور اجماع ہے - ص-93-

نبی اکرم ﷺ کا حکم : ’’ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ (ہاتھوں سے پہلے گھٹنے لگا کر) اونٹ کی طرح نہ بیٹھے ، وہ گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ نیچے (زمین پر) لگائے -‘‘...........ص-94-

آپ ﷺ کا حکم : سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازو کتوں کی طرح نہ پھیلایا کرو۔۔ص-95۔

آپ ﷺ نے فرمایا :'' سجدے میں دعا مانگنے کی کوشش کرو (پورا زور لگا دو کیونکہ) سجدے میں دعا قبولیت کے زیادہ لائق ہے ۔''..ص-95۔

آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے ۔...ص-96۔

آپ ﷺ جلسے میں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیتے:"اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي"۔..ص-96۔

آپ ﷺ جب دوسرے سجدے سے اپنا سر مبارک اٹھتے تو تھوڑی دیر بیٹھتے پھر زمین پر ہاتھوں کا سہارا لےکر کھڑے ہوتے ، ران پر ٹیک لگا کر دونوں گھٹنوں کے بل اٹھنے والی حدیث مُرسل ، ضعیف ہے۔ ....ص-96۔

آپ ﷺ جب طاق رکعت (یعنی تیسری) رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے ۔ ۔..ص-96۔

آپ ﷺ تشہد میں دایاں ہاتھ کے انگوٹھے کو درمیانی اُنگلی سے ملاکر حلقہ بناتے اور آپ ﷺ شہادت کی اُنگلی کو تھوڑا سا جُھکا دیتے اور اُنگلی سے اشارہ کرتے ہوئے تشہد میں دعا کرتے اور اُنگلی کو (آہستہ – آہستہ) حرکت بھی دیتے اور اِس کی طرف دیکھتے رہتے تھے ۔.........................ص-97.

آپ ﷺ کا حکم : جب تم میں سے کوئی آخری تشہد(تحیات اور درود) سے فارغ ہو جائے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے : جہنم کے عذاب سے ، قبر کے عذاب سے زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے شر سے ۔...ص-99.

آپ ﷺ(دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے وقت) کہتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ،(اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کہتے اور اپنی بائیں طرف السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہتے ۔...ص-99.

نمازِ جنازہ میں دائیں جانب صرف ایک سلام پھیرنا سنت ہے (اور جنازہ کی نماز پانچ تکبیرات سے بھی ثابت ہے) ۔..ص-99.

فرقہ واریت کی ایک اور اصل وجہ نکاح اور طلاق کو لیکر ۔ ....ص-101۔

پاک دامن عورت سے نکاح کرنے کا بیان ۔...ص-104۔

نکاح منعقد ہونے کا صحیح طریقہ ۔...ص-107۔

اُن چیزوں کا بیان جِس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس کے بغیر نکاح نہیں ۔........... ص-107۔

اُس عورت کے نکاح کا بیان جِس کے بارےمیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے ولی سے بڑکر حق رکھتی ہے ۔ ....ص-108۔

ثیبہ اور کنواری کی رضامندی کا بیان ص-110-
مہر کا بیان ص-111-
کم سے کم مہر کی مقدار کا نیا.. ص-113-
نکاح متعہ اور نکاح مسیار کی حقیقت ص-115-
نکاح مسیار کیا ہے ؟.. ص-121-
طلاق کا بیان ص-122-
حیض کی حالت میں طلاق دینے ولا کا بیان.. ص-123-
طلاق دینے کا صحیح طریقہ ص-125-
دو صاحب عدل گواہ کی موجودگی میں طلاق دینے کا بیان ص-126-
تیسری طلاق کے بعد ص-127-
طے شدہ حلالہ کرنے اور کروانے والے پر اللہ ﷻ کی لعنت!.................... ص-128-
خلع کا بیان ص-129-
اکٹھی تین طلاق کا بیان ص-134-
تین طلاق پر صحابہؓ کا مؤقف... ص-138-
جبری طلاق کا بیان ص-140-
فرقہ واریت کی آخری اور سب سے بڑی اصل وجہ شرک اور بدعت ص-142-
اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنے والا شخص کتنا ہی نیک آدمی کیوں نہ ہوں حتیٰ کہ کوئی شخص پیغمبر ہی کیوں نہ ہوں اگر شرک میں اللہ کے یہاں پیش ہوا تو اس کو بھی اللہ ﷻ معاف نہیں کرے گا!.....ص-142-
کیا مسلمان مشرک نہیں ہوسکتا ؟..ص-143-
شرک کیا ہے ؟..ص-145-
چلو قرآن سے پوچھیں داتا کون ہے ؟..ص-146-
کیا صحابہؓ نے اپنے مشکل وقت میں رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر جاکر آپ ﷺ سے کبھی دعاء یا فریاد کی تھے ؟ .... ص-148.
"یا رسول اللہ ﷺ نظرِ کرم فرمانا " کی حقیقت !......................................ص-149-
بدعت کی مختصر تعارف*...ص-153.

جائز وسیلہ ....ص-153.

اللہ ﷻ کے ناموں کا وسیلہ...ص-153-

کوئی نیک آدمی جو دنیاوی زندگی میں با حیات ہو اُس کے ذریعے(وسیلہ) سے دعا کروانا...ص-156-

وفات النبی ﷺ پر صحابہؓ اور اہلِ بیتؑ کا عقیدہ ص-156-

" یا رسول اللہ انظر حالنا"..ص-159.

اُم امؤمنین حضرت عائشہؓ کے تین عقائد...ص-159-

اپنے نیک عمل کا وسیلہ لینا...ص-161.

کسی مسافر کے ذریعے (وسیلے) سے دعا (اور والد کی دعا) ص-164-

آج کل کے مسلمان اور کفارِ مکہ کی سنت ص-164-

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت اور آج کے شیعہ...ص-165-

بدعت سے شرک تک کا سفر...ص-168-

عام مشرك اور اہلِ کتاب مشرک میں فرق..ص-168-

کیا بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟...ص-170-

ملوکیت کا شرک ص-173-

خلافت علی منہاج النبوۃ کے دشمن..ص-174-

حضرت سفینہؓ کی زبان سے بنی زرقاء یعنی بنو امیہ کے "فضائل"...........................ص-175-

فرعون ملعون کا زمینی خدا ہونے کا دعویٰ ص-176-

وہابی بیغیرت مولویوں کی ملوکیت کے حق میں دلیل ص-179-

٢١ رمضان المبارک ص-187-

فیڈ بیک ص-189-

إن الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا
لست منهم في شيء
إنما أمرهم إلى الله ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون